اپنے پیشواؤن و آبا ء کے نقش قدم پر چل کر آل نبیؐ و اولاد علیؑ کا استیصال کرتے رہے ؎

رسولؐ و فاطمہ زہراؑ کا گھر تباہ کیا　　نہ پاس حرمت پیغمبرؐ آکہ کیا

خدا کا خوف نہ سنگین دلون نے آہ کیا　　شہید گیا رہ امامون کو بے گناہ کیا

نبیؐ کے باغ کا اک اک ہرا شجر کاٹا

کسی کو زہر سے مارا کسی کا سر کاٹا

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۝

چونکہ یہ حالات اور واقعات مزید توضیح و تصریح طلب ہین اور علماء اہلسنت نے اِن واقعات کی طرح طرح سے پردہ پوشی کی ہے اور جناب شاہ صاحب نے تو اِن بدعتون کو اصحاب ثلثہؓ کی خاطر مفتریات شیعہ اور شیاطین کوفہ سے بتایا ہے۔ لہذا یہ سب واقعات مفصل آگے بیان کیے جائینگے اس کے ملاحظہ سے ناظرین باتمکین پر روشن ہوگا کہ حسب روایات مندرجہ کتب معتبرہ اہلسنت رسول اللہؐ کی دولت اسی خلافت کی بدولت تاراج ہوئی جس کو اہل سنت خلافت راشدہ کہتے ہین۔ اِن حادثات دردانگیز اور سانحات رستخیز کا سنگ بنیاد انھین لوگون کے ہاتھ سے رکھا گیا تھا جنکو وہ مہر و ماہ فلک اسلام بتاتے ہین اور ان کی نسبت یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ وہ قدم بقدم اپنے پیغمبر کے چلتے تھے اور حرص و ہوا کو کسی کام مین دخل نہ دیتے تھے ؎

نہ گھبراؤ بتوکل حشر مین کھل جائینگے عقدے　　تمھارے ظلم سب اللہ کے آگے بیان ہونگے

قولہ تعالیٰ

یومئذ تعرضون لا تخفی منکم خافیہ　　اُسدن تم پیش کردیئے جاؤگے اور کوئی بھید تمھارا چھپا نہ رہے گا۔

قال

قولہ
اصحاب نے اسلام کے
پھیلانے مین تکالیف
اٹھائین اور اپنا مال
نثار کیا

مین حضرات شیعہ سے پوچھتا ہون کہ صحابہ کرام و مہاجرین و انصار مصیبت اور رنج کے وقت
مین شریک آنحضرت ہوئے یا نہین اور مال و جان و عزت و آبرو آپ پر نثار کیا یا نہین اسلام کے
پھیلانے مین انھون نے تکلیفین اور ایذائین پائین یا نہین پس ایسے بدیہیات سے انکار کیجئے یا
اقرار۔ چونکہ انکار تو کر ہی نہین سکتے اس لئے لازم آیا کہ اقرار کرین اور اُن کی محنتون اور کوششون
کا اقرار کرین تو پھر ذرا انصاف کرین کہ جسکے پیچھے اُنھون نے تکلیفین گوارا کی ہونگی اُسکی نگاہ مین
کیا کچھ قدر و منزلت اُن کی نہ ہوگی اور جس کی خاطر اُنھون نے اپنے گھر بار کو چھوڑا ہوگا اسکے دل مین
کیا کچھ اُن کی محبت نہ ہوگی۔ اے یارو تم کو علی مرتضیٰ ہی کی قسم ہے کہ اگر مصیبت کے وقت مین کوئی تمھارا
شریک ہوا اور درد و دکھ کی حالت مین کوئی تمھارا ساتھ دے اور بھائی بندون کو چھوڑ کر تمھارے ہمراہ ہوا اور اپنی جان و مال کو تمھارے پیچھے ضایع
کری تو تمھاری نگاہ مین اُسکی کچھ عزت اور تمھارے دل مین اُسکی کچھ محبت ہوگی یا نہین اگر ہو تو وہی مہاجرین
و انصار کی نسبت آنحضرت صلعم کی طرف سے سمجھو اور انصاف کرو کہ جس وقت لوگ چارون طرف سے
یا ساحر یا مجنون کہکر آپ کا دل دُکھاتے ہونگے اُسوقت جو لوگ اپنا سینہ سپر کرکے حضرت کو بچاتے
ہونگے اُن کی اِس اعانت کی کیا کچھ قدر و منزلت آپکے نزدیک ہوتی ہوگی۔

اقول

تردید قول اول

بلاشبہہ صحابہ کرام اور مہاجرین وانصار جو مومنین سے تھے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شریک حال رہے اُن بزرگون کے صدق ایمان اور اسلام مین کس کو کلام ہے ان خالص مخلصون کی وفاداری اور جان نثاری کی جسقدر ثنا کی جائے کم ہے ؎

از وطنہا مہاجرت کردند　　بر الہا مصابرت کردند

در سفر ہمرکاب او بودند　　در حضر ہم خطاب او بودند

ہمہ آثار وحی دیدہ از و　　ہمہ اسرار دین شنیدہ از و

بانبی درشداید و اہوال　　بذل ارواح کردہ واموال

پایۂ دین بلند از ایشان شد　　کار شرع ارجمند از ایشان شد

رضی اللہ عنہم از سوئے حق　　بہر ایشان بشارتِ مطلق

یہ حالات تو اصحاب مومنین کے ہم نے بیان کیئے اور اصحاب ممدوحین اہلسنت کے حالات جناب شاہ عبدالحق دہلوی سے پوچھیئے جو صاف الفاظ مین اصحاب مغفورین کی شانمین فرماتے ہین کہ

"علی گفت آیا کافر شوم بعد از ایمان مرا بتو کار ہست با یاران و برادران کہ در پی غنیمت

رفتند و ہزیمت خوردند چہ کار دارم"

اُن جان نثارون کا اپنے پیغمبر پر جان نثار کرنے اور سینہ سپر رہنے کا حال جناب شمس العلماء مولوی شبلی نعمانی سے پوچھیئے جو ان الفاظ مین رقمطراز ہین کہ

ان کو مال غنیمت سے زیادہ کوئی شے عزیز نہ تھی غنیمت اسقدر محبوب تھی کہ ان کو کفار

کے مسلمان ہوجانے پر رنج ہوتا تھا کہ اسکا مال نہ ملے گا۔ آنحضرت کی خبر شہادت سُنکر اصحاب ایسے

بھاگئے کہ بعضون نے تو مدینہ سے اِدھر دم نہ لیا۔ حضرت عمر و طلحہ اور دیگر مہاجرین و انصار نے مایوس ہوکر سپر ڈالدی کہ اب لڑنے سے کیا فائدہ اور علیحدہ جاکر بیٹھ گئے"

اب فرمائیے کیا وفادار اور جان نثار ایسے ہی ہوتے ہین۔ پس یہ اقوال اسپر شاہد ہین کہ فدائی بظاہر اپنے کو جان نثار بتاتے تھے اور باطنًا اپنے مطلب کی غرض سے سفر اور حضر مین آنحضرتؐ کے ساتھ ساتھ لگے رہتے تھے ؎

این دغلِ دوستان کہ می بینی مگسانند گرد شیرینی

افسوس کہ اسپر آپ انھین لوگون کی نسبت یہ ارشاد فرماتے ہین کہ

"یاران وے در مقابلۂ کفار چہ رنجہا کہ نہ چشیدند و چہ غمہا کہ نہ کشیدید"

اگرچہ خلفائے ثلثہؓ کا آنحضرتؐ پر مال نثار کرنا بڑھ بڑھکر بیان کیا جاتا ہے مگر جب اِن باتون کی تصدیق خود اُن کی کتابون سے کیجاتی ہے تو اسکے برعکس یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنا مال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ بیع کرتے تھے جیسا کہ کتب سیر وغیرہ مذہب اہلسنت مین ہے کہ کہ اصحاب جناب رسول اللہ صلعم سے بہت دیر تک تخلیہ کیا کرتے تھے جس سے آپ کو تکلیف و زحمت ہوتی تھی مگر آپ بسبب اپنے حسن اخلاق اِن لوگون سے کچھ نہ فرماتے تھے آخر خود حق سبحانہ تعالی نے اصحاب کے ایمان و خلوص کا امتحان لینے کی غرض سے حکم دیا

"ہمارے پیغمبر سے تخلیہ مین راز کی باتین کرنا چاہین تو تخلیہ سے پہلے صدقہ دیا کرین"

جب یہ حکم سُنایا گیا تو بجز جناب امیر المومنین علی مرتضےٰؑ کے ان جان نثارون مین سے کسی نے بھی صدقہ نہ دیا وہ آیۂ شریفہ یہ ہے :-

یَا ایھا الذین اٰمنوا اِذا اے گروہ مومنین! جس وقت تم خدا

ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی کے رسول سے راز کہو تو کہنے سے پہلے

نہ جوی مذہب صاحب سیر سے نقل کیا

نجوٰیکم صدقۃ ط (پ ۲۸ س مجادلہ ع ۲) کچھ تصدق کرو

تفسیر بیضاوی اور دیگر تفاسیر مین ہے کہ اصحاب نے اِس آیت کو سنکر دس دن تک بجز حضرت علیؑ کے کسی نے آنحضرتؐ سے رازکی باتین نہ کین یہانتک کہ یہ آیت منسوخ ہوگئی۔ جیسا کہ تفسیر درمنثور سیوطی جلد ششم صفحہ ۱۸۵ مین ہے۔

واخرج ابن ابی حاتم عن مقاتل	مقاتل سے روایت ہے، کہ اغنیاء
قال ان الاغنیاء کانوا یاتون النبیؐ	یعنی مالدار صحابہ آنحضرتؐ کے پاس آیا کرتے تھے
فیکثرون مناجاتھم ویغلبون	اور دیر تک مشورہ کیا کرتے تھے جس سے غربا
الفقراء علی المجالس حتی کرہ النبیؐ	تنگ آجاتے تھے حضرت کو انکی یہ حالت اور
طول جلوسھم ومناجاتھم فامر	دیر تک بیٹھنا نہایت ناگوار گذرتا تھا اسپر
اللہ بالصدقۃ عند المناجاۃ	یہ آیت نازل ہوئی کہ جس مین یہ حکم ہوا کہ راز
فاما اھل العسرۃ فلم یجدوا شیئا	کی باتین سننے کے قبل ان سے کچھ صدقہ
وکان ذلک عشر لیال واما اھل	لیا جائے نادار فقرا کو کچھ نہ ملا اور دس شب
المیسرۃ فمنع بعضھم مالہ وحبس	تک اس سے محروم رہے لیکن جو مالدار تھے
نفسہ الاطوائف منھم جعلوا	انھون نے اپنا مال روکا اور بعض نے اپنے نفس کو مگر
یقدمون الصدقۃ بین یدی نجوٰیھم	بعض نے صدقہ دیا اور وہ ایک ہی شخص تھا مہاجرین اور
ویزعمون انہ لم یفعل ذلک غیر رجل من	اہل بدر سے جسپر کہ یہ اشفقتم نازل ہوئی
المھاجرین من اھل البدر فانزل اللہ اشفقتم الآیہ	

اس ایک شخص کی تصریح جس کو راوی نے مہاجرین واہل بدر سے بتلایا ہے دوسری روایت مین اسم مبارک مولائے کونین علی مرتضٰےؑ سے کی گئی ہے۔ اس عبارت کی نقل یہ ہے:-

واخرج سعید بن منصور وابن ابی شیبة وابن شیبة وعبد بن حمید وابو المنذر وابن ابی حاتم ابن مردویه والحاکم وصححه عن علی ان فی کتاب الله لآیة ما عمل بها احد قبلی ولا یعمل بها احد بعدی آیة النجوی یا ایها الذین اٰمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوٰکم صدقة کان عندی دینار فبعته بعشرة دراهم فکنت کلما ناجیت النبی قدمت بین یدی درهما ثم نسخت فلم یعمل بها احد فنزلت ءاشفقتم ان تقدموا بین یدی نجوٰکم صدقات الایة

سعید بن منصور ابن ماجویہ ابن ابی شیبہ عبد بن حمید المنذر ابن ابی حاتم ابن مردویہ امام حاکم نے بصحت حضرت علی سے روایت کی ہے کہ کتاب اللہ مین ایک ایسی آیت ہے کہ مجھ سے قبل کسی نے اس پر عمل نہین کیا اور نہ میرے بعد کرے گا اور وہ آیۂ نجوی ہے کہ میرے پاس ایک دینار تھا جس کو خورد کرکے دس درہم کیے اور جب مجھے رسول اللہ سے مشورہ کرنا ہوتا تو ایک درہم پیش کرتا تھا اسکے بعد یہ آیت منسوخ ہوگئی اور کسی نے اس پر عمل نہ کیا

یہی حال تفسیر حسینی مین بھی ہے :-

دخبرست کہ این منع دہ شبانہ روز بود است مرتضےٰ علی را دیناری از زر بود۔ آنرا بہ دہ درم صرف کرد و ہر روز یکدرم صدقہ دی و با رسول اللہ راز گفتی۔

حدیث مین ہے کہ یہ ممانعت دس روز تک قائم رہی حضرت علی مرتضےٰ کے پاس ایک دینار تھا اس کو خورد کرکے ایک درہم صدقہ دیا کرتے تھے اور رسول اللہ سے راز کہتے تھے

امام زاہد نبود کہ حکمے نازل شد و جز مرتضےٰ علے کسے بدان کار نہ کرد این ہمہ از

امام زاہد کا قول ہے کہ ایک حکم ایسا نازل ہوا کہ اس کی تعمیل بجز علی مرتضےٰ کے

جزمنا سیاوست دگوینداین حکم یک ساعت — کسی سے نہین کی اور یہ امر حضرت علی کے خاص

در بیش نہ بود مرتضی علی کرم اللہ وجہ دران — مناقب مین سے ہی منقول ہے کہ یہ حکم ایک دن

ہر سہ آیت این کار کرد پس آیت اشتقتم الخ — مین ایک گھنٹہ سے زیادہ نہین رہا اور علی مرتضے

مارا رشد — نے اس گھنٹہ مین اسپر عمل کیا پس آیت اشفقتم

(تفسیر حسینی جلد ثانی صفحہ ۳۰۷) — نازل ہوئی

غرض مصیبت و رنج کہ بوقت اول تو آپ کے عزیز و اقربا ہی نے آپ کا ساتھ دیا جنکے سردار ابوطالب تھے جو آپ نے دعوت اسلام دینی شروع کی تو حضرت علی جعفر حمزہ ابوذر غفاری عمار یاسر وغیرہ وغیرہ نے آپ کی تصدیق کی اور راہ خدا مین نہ صرف مصیبتین اور تکلیفین اٹھائین بلکہ اپنی جانین اپنے پیغمبر کے قدوم میمنت لزوم پر نثار کین۔ ان انصار خدا کے سردار صاحب ذوالفقار قاتل کفار حیدر کرار غیر از نبی تھے جن کا راہ خدا مین مصائب جھیلنا خلق خدا سے پوشیدہ نہین ہے۔ شعر

گر نہ بودے ہمت حیدر ذوالفقار — کے شدی اللہ اکبر آشکار

کس جنگ مین سینہ کو سپر کرکے نہ آئے — کس مرحلہ صعب کو سر کرکے نہ آئے

کس فوج کی صف زیر و زبر کرکے نہ آئے — کس رات نسی شب جسکو سحر کرکے نہ آئے

تھا کون جو ایمان تہ صمصام نہ لایا

اس شخص کا سر لاسے جز اسلام نہ لایا

اصحاب خدا رسول کی مخالفت کی انہین

افسوس کہ جناب بھائی صاحب رحلت فرما گئے ورنہ مین دست بستہ پوچھتا کہ وہ اصحاب جنکو آپ خون گنگا کے شہیدون مین داخل کرتے ہین اور زبردستی اشداء علی الکفار کا مصداق بتانا چاہتے ہین

احد۔ بدر۔ حنین۔ خندق اور خیبر وغیرہ سے ہمیشہ فرار ہوتے رہے یا نہین؟ بیعت رضوان مین جب ان سے اس امر پر بیعت لی گئی تھی کہ آیندہ جہاد سے نہ بھاگین اور اس بیعت کے بعد ہی جنگ خیبر پیش آئی تو یہ حضرات نکث بیعت کرکے فرار ہوے تھے یا نہین۔ جب آنحضرت صلعم نے حضرت عثمانؓ کو مکہ جانے کا حکم دیا تھا تو ان اشداء علی الکفار نے یہ نہ کہا کہ

"کفار قریش میرے دشمن ہین مجھے مار ڈالین گے"

پیش کیا تھا یا نہین۔ اور مہر و ماہ فلک اسلام (حضرت عمرؓ) نے صلح حدیبیہ پر اپنے پیغمبر کی رسالت و نبوت مین شبہہ عظیم کیا تھا یا نہین۔ جناب رسول اللہؐ کو ابی بن کعب کے جنازہ پر نماز پڑھنے سے دامن پکڑ کر کھینچا تھا یا نہین؟

اے بھائیو! سچ کہو کہ پیغمبر خدا نے اعلان نبوت کے ساتھ ہی استخلاف شاہ ولایت کا بھی اظہار ان الفاظ پاک مین کہ

"یہی میرا خلیفہ اور میرا وزیر اور میرا وصی ہے اس کی اطاعت کرو"

کیا اور قریب زمانہ رحلت بمقام غدیر خم حسب فرمان الٰہی (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) فرما کر امیر المومنینؑ کی خلافت اور اطاعت و پیروی کا حکم دیا تھا یا نہین؟ اور اس امت پر آیہ کریمہ "الیوم اکملت لکم دینکم" نازل ہوئی ہے یا نہین؟ جناب رسول اللہ صلعم نے حضرت ابو بکرؓ سے یہ ارشاد

"تم لوگون کی طرف سے مجھے اس امر کا خوف نہین ہے کہ بعد میرے شرک اختیار کروگے لیکن اس کا اندیشہ ضرور ہے کہ دنیا کی رغبت کروگے اور اس کے لیے باہم جدال و قتال کروگے"

فرمایا تھا یا نہین؟ آنحضرت صلعم نے شہداے احد کے لئے مغفرت کی دعا کی تو حضرت ابو بکرؓ اس تمنا سے کہ "یا رسول اللہ جس طرح یہ لوگ ایمان لائے تھے اسی طرح ہم بھی ایمان لائے جہان یہ لوگ گئے

ومن ہم کو بھی جانا ہے، پھران کو ہم پر کیا فوقیت ہے" تو آنحضرت صلعم نے بہت "یہ لوگ میرے سامنے بالایان دنیا سے اٹھ گئے تم لوگ میرے بعد احداث کروگے" (یا بتقاضائے بشریت آنحضرت نے اپنی وفات سے تین چار دن قبل اصحاب ثلثہ وغیرہ کا لشکر اسامہ کے ساتھ جانے کا حکم دیا تو ان حضرات نے تعمیل امر مین یہ کہکر کہ

"ایک غلام کو ہم پر سردار بنا دیا"

اپنے پیغمبر کی عدول حکمی کی تھی یا نہین؟ جب رسول مقبول نے وقت رحلت اپنی عزیز امت کو گمراہی سے بچانے کے لئے ایک وصیت نامہ لکھنے کو دوات و قلم طلب کیا تو حضرت عمر نے گستاخانہ ھذا الرجل لیھجر کہکر مانع و مزاحم ہوے تھے یا نہین؟ اور بخلاف وصیت رسول صلعم صرف حسبنا کتاب اللہ" کہکر عترت رسول کو چھوڑ چکے تھے یا نہین جب نور الٰہی سے دنیا تاریک ہوگئی تو اصحاب فادار و جان نثار دفن و کفن چھوڑ کے خلافت پر قبضہ کرنے کیلئے سقیفہ چلے گئے تھے یا نہین۔

اے یارو! سچ کہو کہ خانہ زہرا کو جلانے کے لئے آگ اور لکڑیان لے جانا۔ وصی رسول کو دربار خلافت مین لیجا کر کھڑا کرنا۔ بنت رسول اللہ کو میراث سے محروم کرنا۔ فدک ضبط کرنا۔ اپنے بیٹیون کو بارہ بارہ ہزار دینار دینا اور قرباء پیغمبر خدا پر خمس بند کرنا وغیرہ وغیرہ مظالم آل رسول انھین لوگون کے ہاتھ سے جن کو تم مہر و ماہ فلک اسلام سمجھتے ہو پہونچے تھے یا نہین حضرت عثمان جامع القرآن نے اصحاب رسول اللہ سے قرآن مجید کے نسخے لیکر جلوائے تھے یا نہین؟

ام المومنین حضرت عائشہ بخلاف فرمان الٰہی وقرن فی بیوتکن، بنفس نفیس پہ سالاری اہل بغاوت و شقاوت کرکے نفس رسول سے لڑی تھین یا نہین۔ اور جناب امام حسن علیہ السلام کی لاش پر تیر چلائے گئے یا نہین۔ سورہ احزاب و سورہ تحریم مین جو آیات دربارہ افشار راز رسول اللہ صلعم حضرت عائشہ و حفصہ کی مذمت و عتاب مین ہین اُن مین اللہ جل شانہ نے ان کی نسبت یہ ارشاد

(۸۱)

(اے پیغمبر کی دونون بیبیو! اِس حرکت سے خدا کی جناب مین توبہ کرو تو بھا۔ سے حق مین بہتر ہے
کیونکہ تم دونون نے کج رائی اختیار کی ہے اور اگر پیغمبر کے خلاف سازشین کروگی تو اُن کا حامی
و مددگار اللہ اور جبریل اور صالح المومنین ہین اور ان کے علاوہ فرشتے پیغمبر کے حامی و مددگار ہین،
فرمایا ہے یا نہین۔ آنحضرت صلعم نے بالائے منبر حضرت عائشہؓ کے مسکن کی طرف اشارہ کرکے

الان الفتنہ ھھنا ثلثا من حیث یطلع قرن الشیطان

اسکو جائے فتنہ بتایا ہے یا نہین۔

مجلس شورے سے جب امیر المومنینؑ و وصی ختم المرسلین اُٹھ کر چلے تو عبدالرحمٰن بن عوف نے
"کہان چلے آیئے عثمان کی بیعت کیجیئے ورنہ حسب وصیت عمرؓ تم قتل کیے جاؤگے"

کہا تھا یا نہین؟۔

پس ایسی بدیہیات سے انکار کیجیئے یا اقرار۔ چونکہ انکار تو کر ہی نہین سکتے اِس لئے لازم
آیا کہ اقرار کرین اور اگر ان کے ظلم و جور اور کفر و نفاق کا اقرار کرین تو پھر ذرا انصاف بھی کرین، کہ
جن لوگون نے رسول اللہ صلعم کو یہ تکلیفین اور اذیتین پہونچائین اور آپ کی آل پاک کا قلع و قمع کیا
ان سے آنحضرت صلعم کو کیسا صدمہ و غم پہونچا ہوگا۔

(۸۱)

اے بھائیو! تم کو اپنے حضرت عمرؓ ہی کی قسم ہے کہ اگر کوئی تھارے نقاسے تم کو دشمنون کے نرغہ
مین چھوڑکر فرار کرجائے اور جب تم اپنے دشمنون سے بچنے کی غرض سے کسی غار تنگ و تارین جاکر
اپنے یار غار کے ساتھ مخفی ہوجاؤ اور تمھارے دشمن تلوار تولے ہوے تمھارے سر پر آکھڑے ہون
تو اُن کو دیکھکر وہ یار غار زور زور سے چلانا اور رونا شروع کرے تو تم اُسکو اپنا دوست سمجھوگے یا دشمن؟

اے یارو! جن لوگون پر تمھارے انعامات و احسانات کثیر ہون وہی لوگ تمھارے آل و
اولاد کو طرح طرح کی ایذائین و تکلیفین دین اور اُن کے قتل و ہلاکت کا سامان کرین تو تم کو اُن یاران وفاشعار

سے عداوت و نفرت ہوگی یا نہیں اگر ہو تو وہی تم اپنے اصحاب کبار اور مہاجرین و انصار کی نسبت جناب رسول مقبول صلعم کی طرف سے سمجھو اور انصاف کرو کہ جب اصحاب مانع تحریر وصیت نامہ ہوے ہونگے اور حضرت عمرؓ نے "ھذا الرجل لیھجر" کہا ہوگا اور آپ کی آنکھ بند ہوتے ہی آپ کی دختر کو محروم کیا ہوگا اور جب آپ کی دختر کا گھر جلانے آئے ہونگے۔ اور دربار خلافت سے پہلی پہل ضبطی فدک اور منع خمس و میراث کے فرمان جاری کیے ہونگے اور جب بنت رسولؐ اُن کے جور و ستم سے متاذی ہو کر اپنے باپ کی لحد مبارک پر سر رکھ کر بصد نالہ و آہ با چشم گریان و سینہ بریان اس طرح نوحہ خوان ہوئی ہوں گی

چو زہرا بہ نزدیک مرقد رسید — شد از آب دیدہ رخش ناپدید
بیفتاد در پاے قبرِ پدر — ہمی گفت گریان ز سوزِ جگر
کجائی تو اے دین و ایمانِ ما — کجائی ز اعدا نگہبانِ ما
کجائی تو اے شمعِ شبہاے تار — کجائی بروزِ سیہ غمگسار
تو در شانِ ما گفتۂ از کرم — بود فاطمہ بضعۂ از تنم
کسے کو اذیت رساند باو — در ایذاے ما کردہ باشد غلو
کہ حق را رسد جور و ایذاے او — جہنم بود جاے ماواے او
کنون دارد این بضعتت اے پدر — دلِ پارہ پارہ ز دستِ عمر
پسر عم تو آن کہ با تیغِ کین، — جہان را بپرداخت از مشرکین
تو دستش گرفتی بہ خمِ غدیر — بحکمِ خداے علیم و قدیر
نمودی امیرش بر امت تمام — کہ دانند بعد از تو او را امام
کنون امتت دشمنانِ وے اند — ہمہ تشنۂ خون و جانِ وے اند

نہ رحمے بر احوال سبطین تو کہ بودند انوار عینین تو
نظر کن بر احوال ریحانتین بجالِ حسن بین و حال حسین
ہمین ست منظور این پیروان کہ از ما نماند بہ گیتی نشان
بعالم نماند ز آلِ تو کس باصحابِ اُمّت شناسد ولبس
بجز ما ہمہ وارثِ حق شدند چہ وارث کہ مختارِ مطلق شدند
نمودند ہم خمس بر ما حرام کہ نہ چاشت یابند اینان نہ شام
بگفتند دعوائے تو بہرِ چیست حقِ مسلمین ست حق تو نیست
الم ریخت برجان ناتا حدے کہ بر روز اگر ریختے شب شدے
یکے از پدر از فراقت دگر ز جَورِ ابو بکر و ظلم عمر
طلب کن مرا نزدِ خود اے پدر کہ طاقت نہ دارم ازین بیشتر
چو در پیش قبرِ رسولِ خدام باین درد نالید خیر النسا
دران دم شدہ وحشتے آشکار کہ دارد ز شرحش قلم اعتذار
چہ محراب و ممبر چہ مسجد تمام چہ آن مرقد پاک خیر الانام
چہ دیوار و چہ صحن و چہ آستان بلرزید آمد ز دورش چنان
کہ از پائے دیوار برخاست کرد ز بس ہول شد رنگ خورشید زرد
برآن حال سلمان نظر چون فگند خروشے کشید از دل دردمند
کہ اے بضعہ مصطفے الحذر کنون می شود دہر زیر و زبر
بدانسان کہ فرمود خیر البشر بجز صبر نبود علاج دگر
چو زہرا نمود آن سخن استماع چنان خستہ دل از پدر شد وداع

تو اس وقت روح اقدس جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیا کچھ صدمہ گذرا ہوگا
اور جب کہ اس نوحۂ جان گداز کی صدا گوش مبارک مین پہونچی ہوگی تو کیسا رنج و ملال آپ پر
طاری ہوا ہوگا اور قدسیان ملاء اعلےٰ مین حشر مچا ہوگا اور عرش و کرسی کو کیسا زلزلہ ہوا
ہوگا شعر

گذر کنی چو صبا بر بنفشہ زار ببین کہ از تطاول زلفت چہ سوگوارانند

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ

مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ

قال

قولہ اصحاب کے مرتبون کی انتہا نہین ہے

اے یارو؟ اگر انصاف کی آنکھ بند نہ کرو تو صحابۂ کرام کے مرتبون کی کوئی انتہا نہین ہے کون شخص اِس دنیا مین ایسا ہے کہ اب اُن کے مرتبون پر پہونچے اور اُن کا سا درجہ پاسکے۔ کہان ہین اب رسول خدا کہ وہ دعوت کرین اور اُن کے قبیلے کے لوگ اُن کو جھٹلا دین اور ہم مین سے کوئی سامنے آکر صدقت یارسول اللہ کہکر آپکے دل کو خوش کرے کہان ہے وہ وقت جو پیغمبر خدا ہجرت کرین اور غار مین جاکر چھپین اور کوئی ہم مین سے اُسوقت ساتھ ہوے اور یار غار کہلاوے کہان ہے وہ زمانہ کہ فقراء مہاجرین کو لے کر حضرت مدینہ کو پہونچین اور مدینہ والے اپنے اوپر مصیبت کو گوارا کرکے اُن کو اپنے گھرون مین ٹھیرائین اور انصار کہلائین۔

کیا وہ دن پھر آسکتے ہین کہ پیغمبر خدا بدر کی لڑائی پر جاوین اور ہم لوگ حضرت کے ساتھ ہوین اور ہماری مدد کیلئے خدا تعالیٰ ملائکہ کو بھیجے۔ اور لقد رضی اللہ کہکر اپنی رضامندی ظاہر فرمائے۔

اے بھائیو! وہ زمانہ گذر گیا وہ وقت باقی نہین رہا جن کو یہ نعمت ملنے والی تھی اُن کو مل گئی جن کو یہ دولت حاصل ہونے والی تھی ہوچکی جو مہاجرین مین داخل ہونے والے تھے وہ مہاجرین مین داخل ہوگئے جو انصار مین شامل ہونے والے تھے وہ انصار مین شامل ہوچکے۔ اب ہزار جان و مال کوئی نثار کرے "السابقون الاولون من المهاجرين والانصار" کی فضیلت پا نہین سکتا تمام جہان کی دولت کوئی لٹادے مگر اصحاب بدر و یاران بیعت الرضوان مین داخل نہین ہوسکتا اُن دولتون کو لینے والے لیگئے ان نعمتون کو لوٹنے والے لوٹ لیگئے۔ شعر

حریفان باد ہا خوردند و رفتند تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

القول

تائید مرانب اصحاب محمد وحسن

پہلی دلیل کے جواب مین ہم بخوبی ثابت کرآئے ہین کہ اس نازک وقت مین سچے دوست اور حقیقی جان نثار آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عزیز و احباب ہی تھے نہ کہ وہ حضرات جو جناب رسول اللہ صلعم کا فرق مبارک تن سے جدا کرنے کیلئے تلوار گلے مین حمائل کرکے چلے تھے۔ اگر حضرت ابوبکرؓ حقیقۃً صدقت یارسول اللہ کہتے تو غزوۂ احد سے فرار کرتے ہوے

قد قتل محمدٌ فارجعوا الی دینکم — اے قوم! محمد قتل ہوگئے تم اپنے دین پر پلٹ جاؤ

فرماتے جاتے تھے۔ پس اُن کا صدقت یارسول اللہ کہنا" یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم مین داخل ہے اصحاب منافقین جناب رسول اللہؐ کے سامنے تو بہت کچھ اپنے ایمان اور خلوص کا اظہار کرتے تھے لیکن پیچھے آنحضرت صلعم کے خلاف سازشین کرتے تھے جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ آنحضرت صلعم کو اُن کی چالون سے آگاہ فرماتا ہے۔

ویقولون طاعۃ فاذا برزوا	یہ لوگ منھ سے تو کہہ دیتے ہین کہ آپکا ارشاد
من عندك بیّت طائفۃ منھم	قبول ہے لیکن جب تمھارے پاس سے چلے
غیر الذی تقول ط واللہ یکتب	جاتے ہین تو بعض لوگ رات کو تمھاری باتون
مایبیتون ج فاعرض عنھم وتوکل	کے خلاف مشورے کرتے ہین خدا اُن کے نامۂ
علی اللہ ط وکفی باللہ وکیلا	اعمال مین لکھ لیتا ہے تم اس کا کچھ خیال نہ کرو اور
پ ۵ ۔ س نساء (قریب نصف)	خدا پر توکل کرو خدا ہی تمھارا وکیل ہے

اور یارغار کی رفاقت اور ایمان تو اسی سے ظاہر ہے کہ باوجود علامات نصرت الٰہی یعنی خشک درخت کے سرسبز ہوجانے درخت کا غار کے مُنھ کو گھیر لینے کبوتر کے جوڑے کا آشیانہ بنانے۔ اسی وقت

انڈا دینے۔ اور مکڑی کا درِ غار پر جالا تننے پر بھی ان یارِ غار نے خدائے پاک کی امانت و حفاظت پر بھروسہ نہ کیا بلکہ جب اعدا دین بر سرِ غار آپہونچے تو ان کو دیکھکر غار کے اندر زور زور سے رونے اور چلانے لگے۔ یہ وہ فضیلت ہے جو طفلِ نابالغ تک کی زبان پر ہے۔ اور اصحاب بدر مین شریک ہونے سے بھی ان کو کچھ فضیلت نہین ملی اس لئے کہ اصحاب بدر سے مراد وہ غازی ہین کہ جو کفار و مشرکین سے لڑکر قاتلوا و قتلوا کے مصداق اور رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کی بشارت سے مستفیض ہوے۔ حضرات ثلثہ مین سے حضرت عثمان ذوالنورین تو اس جہاد مین اپنی بیوی کی علالت کا عذر کرکے غیر حاضر تھے۔ (۱۲ ہم)

اب رہے شیخین ان کی شجاعت و مردانگی کا یہ حال تھا کہ جب یلان مشرکین و کفار نے میدان جنگ مین آکر آواز دی کہ یا محمد! ہمارے بھائی بندون کو ہمارے مقابلے مین بھیجو تو ایسے شجاعون نے قدم بھی آگے نہ بڑھایا اور طعن آمیز باتین کین۔ پس یہ حضرات بوجہ اس مشورہ کے جو اس سفر مین انھون نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا تھا خدا و رسول کے عتاب مین داخل ہین (یہ واقعہ تیسری جلد مین ہم نے لکھا ہے جو بفضلہ قابل ملاحظہ ہے) اور بیعت الرضوان کی شرکت تو ان کی عدم فضیلت کی دلیل بین ہے اس لئے کہ یہ بیعت کل اصحاب سے اس اقرار پر لی گئی تھی کہ آیندہ لڑائی سے نہ بھاگین مگر اس کے بعد جنگ خیبر و حنین پیش آئی تو وہان بھی میدان جنگ مین نہ ٹکے بلکہ حنین کے جہاد سے بعد ہوے کہ آنحضرت صلعم بہ نفس نفیس یہ فرما کر (انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب) اور انا النبی پکارتے تھے لیکن بقول صاحب روضۃ الصفا بھاگنے والون کا یہ حال تھا۔

ہرچند حضرت اشارت بسبز ثبات میفرمود مگر از غایت دہشت کہ بر مسلمانان استیلا یافتہ بود

لہ ترا از دہا گر بود یار غار ازان رو جاہل بود نگسار (سعدی)

ہیچکس روے بازپس نہ میکرد۔

اور یہی صورت والسابقون کی فضیلت مین ہے اس لئے کہ ہجرت کے لئے ایمان کی شرط ہے جس کی ان حضرات کو ہوا بھی نہین لگی تھی اور نہ پہلے ایمان لانے والون اور پہلے ہجرت کرنے والون مین ان کا شمار ہے۔ اِس لئے کہ حضرت افضل الصحابہ تو پچاس اشخاص کے مسلمان ہونے کے بعد اسلام لائے تھے اور حضرت عمر چھ برس کے بعد جیسا کہ دلیل اول مین بخوبی ثابت کر آئے ہین۔ چونکہ آپنے پانچ آیات الٰہی سے اِستدلال فضیلت صحابہ ثلثہ کیا ہے اِس لئے ہم نے بھی دوسری اور چوتھی جلد آیات محکمات مین ان فضیلتون اور علماء اہل سنت کی تحریفات اور توجیہات کی قلعی کھولی ہے وہ مجلدات انشاء اللہ نظر سے گذرین گی۔

ہم

ے ہم

صحابہ مومنین کے مراتب

اے بھائیو! اگر انصاف کی آنکھ بند نہ کرو تو اصحاب مومنین کے مرتبون کی کوئی اِنتہا نہین ہے کون شخص اس دنیا مین ایسا ہے کہ اب اُن کے مرتبون کو پہونچے اور اُن کا سا درجہ پا سکے۔ کہان ہین اب رسول خدا کہ وہ دعوت کرین اور مشرکین و کفار اُن کو ستائین اور ایذائین دین اور ہم مین سے کوئی حضرت ابوطالب جیسا مربی و شفیق چچا کی طرح آپ کی اعانت اور حفاظت اور اعلاے کلمۃ اللہ مین آپ کی حمایت و نصرت کرے۔ کہان ہین رسول خدا کہ کوئی دشمن ابوجہل سا آپ کو دشنام دے اور ہم مین سے کوئی مثل حضرت حمزہؓ اُس کے سر پر اس زور سے کمان مارے کہ اُس کا سر پھٹ جائے۔ کہان ہین محبوب خدا کہ کوئی عدو حضرت عمرؓ کی طرح تلوار گلے مین حائل کر کے آپکا فرق مبارک کاٹنے کو چلے اور ہم مین سے کوئی حضرت حمزہؓ عم رسول اللہ کی طرح یہ کہکر اُٹھے کہ

"اگر نیک ارادہ سے آیا ہے تو خیر ورنہ اُسی کی تلوار ہے اور اُسی کا سر"

کیا وہ دن پھر اب مل سکتے ہین کہ جب اعداے دین رسول اللہ صلعم کو آپکے فرش پر قتل کرنے کے ارادہ سے آئین تو ہم مین سے کوئی علے مرتضیٰ علیہ السلام کی طرح آپ کے فرش مبارک پر سو کر

اپنی جان آنحضرتؐ پر نثار کرے اور خداوند متعال آیۂ کریمہ :-

"مَنْ یَشْرِیْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاةِ اللّٰهِ"

نازل فرماکر خاص توقیر و منزلت عطا فرمائے۔ کیا وہ وقت پھر آسکتا ہے کہ پیغمبر خدا بدر کی لڑائی مین جائین اور ہم لوگ مثل حضرات مقدادؓ و عمارؓ وغیرہ وغیرہ ہمراہ رکاب ہون اور ہماری مدد کے لئے خدا ملائکہ بھیجے اور لقد رضی اللہ کہہ کر اپنی رضامندی ظاہر فرمائے۔

اے بھائیو! وہ مبارک زمانہ گذر گیا وہ وقت باقی نہین رہا جنکو وہ نعمتین ملنے والی تھین مل گئین جن کو یہ دولتین حاصل ہونے والی تھین حاصل ہوچکین جو لوگ سچے مہاجرین مین داخل ہونے والے تھے وہ خدا کی راہ مین ہجرت کرکے اور اپنے ایمان پر قائم رہکر داخل مہاجرین ہوگئے۔ اور جو لوگ انصار مین شامل ہونے والے تھے خدا کی خوشنودی کے لئے رسول اللہؐ کی نصرت کرکے اور اعدل یا محمد کہنے والون کے گروہ کو چھوڑ کر انصار مین شامل ہوگئے اب ہزار جان و مال کوئی نثار کرے مگر مثل نفس رسول علی مرتضےٰ و دیگر اصحاب حضرت جعفرؓ۔ عمارؓ۔ مقدادؓ وغیرہ کی طرح۔ والسابقون الاولون من المهاجرین والانصار کی فضیلت نہین پاسکتا تمام جہان کی دولت کوئی لٹادے لیکن اصحاب مومنین بدر اور مومنین بیعت الرضوان مین داخل نہین ہوسکتا۔ اور اپنے خدا سے لقد رضی اللہ عن المومنین کی سند پا نہین سکتا۔ خوشا نصیب کہ ان دولتون کو لینے والے لیگئے اور ان نعمتون کو لوٹنے والے لوٹ لیگئے ؎

حریفان باد ہا خوردند و رفتند تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

مرحبا اُن اصحاب مومنین پر جو خدا اور رسول کی اطاعت اور حمایت کرکے ایمان کے ساتھ اِس دار فانی سے اُٹھ گئے اور وائے ان اصحاب منافقین پر جو بحالت کفر و نفاق خدا کے سامنے گئے اور جس روز یہ دونون خدا کے سامنے حاضر کیئے جائینگے تو اصحاب مومنین کے چہرے نفجوا سے آیۂ شریفہ

وجوہ یومئذ مسفرۃ ضاحکۃ مستبشرۃ — اور بہت سے چہرے اُسدن خندان شادان و درخشان ہونگے۔

رشک قمر ہونگے۔ اور منافقین کے چہرے حسب آیۂ کریمہ

وجوہ یومئذ علیھا غبرۃ ترھقھا قترۃ اولئک ھم الکفرۃ الفجرۃ — اور کتنے لوگون کے منھ اسدن ایسے ہونگے کہ اُن پر گرد پڑی ہوگی اور گرد کے علاوہ سیاہی چھائی ہوگی وہی لوگ بدکار منکرین ہین۔

سیاہ اور گرد آلود ہونگے۔ انجام کار حسب فرمان ذوالجلال والاکرام

فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر — ایک گروہ اسدن جنت مین اور ایک گروہ بھڑکتی آگ مین ہوگا۔

مومنین بہشت مین داخل ہونگے اور منافقین دوزخ مین جھونکے جائینگے اور مومنین اپنی کامیابی پر منافقین سے یہ سوال کرینگے

ونادی اصحٰب الجنۃ اصحٰب النار ان قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فھل وجدتم ما وعد ربکم حقا قالوا نعم فاذن موذن بینھم ان لعنۃ اللہ علی الظلمین الذین یصدون عن سبیل اللہ ویبغونھا عوجا وھم بالاخرۃ کافرون — اور جنتی لوگ جہنم والون سے پکار کر کہینگے بیشک جو وعدہ ہمارے پروردگار نے ہم سے کیا تھا ہمنے ٹھیک ٹھیک پالیا۔ کیا تمنے بھی جو تم سے تھا پروردگار نے وعدہ کیا تھا وہ پالیا وہ جواب دینگے کہ ہان پالیا تب ایک منادی انکے درمیان ندا کریگا کہ ان ظالمون پر خدا کی لعنت ہو جو خدا کی راہ سے لوگون کو روکتے تھے اور اسمین کجی پیدا کرنا چاہتے تھے اور روز آخرت کے منکر تھے۔

قال

قولہ
صحابہ کے کفر و
ارتداد پر اعتقاد
رکھنا نبوت پر
داغ لگانا ہے

اے یارو! جن لوگون نے پیغمبر خدا سے تعلیم پائی اور جن شخصون نے خود صاحب شریعت سے ہدایت حاصل کی کیونکر تمھارے دل مین اُن کی محبت اور تمھاری نظر مین اُنکی قدر و منزلت نہین ہے کیا تمھاری عقل اِس کو قبول کرتی ہے کہ ان ہزارون لاکھون آدمیون مین سے جو برسون پیغمبر صاحب کی صحبت مین رہے کسی کے دل پر ایمان کا اثر نہ ہوا اور اُن بے شمار آدمیون مین جو نمازون مین حضرت کے شریک رہے کوئی اسلام پر ثابت نہ رہا باوجودیکہ حضر و سفر مین آپ کے ہمراہ رہے شب و روز اپنے کانون سے وعظ و نصیحت سنتے رہے اپنی آنکھون سے جبرئیل کا آنا وحی کا لانا دیکھتے لیکن اپنے کفر و نفاق سے عیاذاً باللہ باز نہ آئے گو کہ حضرت نے طرح طرح کے معجزے اُنکو دکھلائے اور انواع و اقسام کی دعائین اُنکے حق مین فرمائین لیکن نہ معجزے کا اثر اُن پر ہوا نہ کوئی دعا اُن کے حق مین مقبول ہوئی. بھلا انصاف کرو کہ کوئی مسلمان ایسا عقیدہ رکھے گا اور اپنے پیغمبر کی شان مین داغ لگائے گا اور اُس کے شاگردون اور کل مریدون کو کافر و مرتد کہے گا۔ ذرا تو سوچو اگر کسی عالم کے تمام شاگرد جاہل رہین اور کسی امیر کے مصاحب سب کے سب بدچلن ہون اور کسی ولی کے مرید کلہم اجمعین فاسق و فاجر ہون تو کیا اُس سے کچھ بدظنی اُس عالم اور اُس امیر اور اُس ولی کی نسبت لوگون کو نہو گی بیشک ضرور ہو گی پس تمام صحابہ کے کفر و ارتداد پر اعتقاد رکھنا در پردہ حضرت کی نبوت مین داغ لگانا ہے

تعوذ باللہ من ذالک

القول

تردید قول روایات سب اصحاب ماورا علم قرآن و حدیث

جو اصحاب کبار صدق دل سے ایمان لائے اور ایمان کے ساتھ دنیا سے اُٹھ گئے اُنکی منزلت و مرتبت ہماری آنکھون مین اور اُن کی محبت و مودت ہمارے دل مین بہت کچھ ہے جیسا کہ علمائے کرام امامیہ کے اقوال اوپر نقل کر آئے ہین کہ امامیہ جمیع اصحاب را مجروح و مقدوح نمی دانند بلکہ بسیارے را از اولیائے کرام و مستحق رضوان الٰہی می پندارند البتہ اُن اصحاب کی محبت شیعون کے دلون مین نہین ہے جو رسول اللہ اور آل رسول اللہ کے مخالف و دشمن تھے اور دنیا حاصل کرنے کے لئے بظاہر اسلام لائے تھے اور اپنے مقاصد حاصل ہونے کی غرض سے آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر رہا کرتے تھے انھون نے نہ تو پیغمبر خدا سے تعلیم حاصل کی اور نہ صاحب شریعت سے ہدایت ہی پائی بلکہ ہر حرص دنیا اور لہو و لعب مین مصروف رہا کرتے تھے اور اسی سبب سے وہ علم قرآن اور علم حدیث سے کورے رہے چنانچہ خلفائے ثلثہ کے علم و فضل کی نسبت دو چار روایات کتب اہلسنت سے اس جگہ نقل کی جاتی ہین اور وہ یہ ہین :-

اوّل

عن ابی جریج عن عمرو بن دینار قال سمعت بجالۃ التمیمی قال وجد عمر ابن الخطاب مصحفا فی حجر غلام فیہ النبی اولی بالمومنین من انفسہم وھو ابوھم فقال عمر باغلام فقال واللہ لا محاکھا فقال واللہ لا محاکھا وھی فی مصحف ابی ابن کعب فانطلقوا الی ابی بن کعب فقال

ایک لڑکے کو عمر ابن الخطاب نے دیکھا کہ اُس کی گود مین قرآن ہے اور اس مین یہ آیت لکھی ہے النبی اولی بالمومنین من انفسہم وھو ابوھم (یعنی لفظ ابوھم قرآن مستدل ہے) زیادہ ہے عمر نے اُس لڑکے سے کہا کہ اس لفظ کو جھیل ڈال اُس نے جواب دیا واللہ مین نہ جھیلونگا اس لئے کہ آیت ابی بن کعب کے قرآن مین اسی طرح سے ہے پس عمر ابی ابن کعب کے پاس آئے

فقال انی شغلنی القرآن و شغلك الصفق بالاسواق اذا تخرج ردائك على عنقك بباب ابن العجماء

تو اسنے کہا مجھے قرآن نے پڑھنے میں مشغول رکھا اور تجھے بازار میں سیر و تماشا کرتے تھے اور چادر کاندھے پر ڈالے ہوئے دروازہ پر جا بیٹھتے تھے

(کنز العمال صفحہ ۱۰)

دوم

قال اراد عمر بن الخطاب ان یجمع القرآن فقام فی الناس فقال من تلقی من رسول الله شیئا عن القرآن فلیات فکان لا یقبل من احد شیئا حتی یشهد شهیدان فقتل

روایت ہے کہ جب عمر ابن الخطاب نے جمع قرآن کا قصد کیا تو کھڑے ہو کر تمام لوگوں میں اعلان کیا کہ جس نے رسول اللہ سے جسقدر قرآن لیا ہے وہ ہمارے پاس لیکر آئے اور بے شک وہ کوئی چیز لاتا نہ دیتے تھے تو وہ آیت نہ لی جاتی تھی اتنے میں حضرت عمر قتل ہو گئے۔

(تفسیر درمنثور جلد دوم صفحہ ۲۵۶)

سوم

اس روایت کو شمس العلماء شبلی صاحب نے الفاروق حصہ دوم میں تحریر فرمایا ہے وہ یہ ہے:-

"نے مجمع عام میں اعلان کیا کہ جس نے قرآن کا کوئی حصہ رسول اللہ سے لیا ہو پاس لے آئے اس بات کا التزام کیا گیا کہ جو شخص کوئی آیت پیش کرتا تھا اس پر دو شخص کی شہادت لی جاتی تھی کہ ہم نے اس کو آنحضرت کے عہد میں لکھا تھا غرض اس طرح جب تمام سورتیں جمع ہو گئیں تو چند آدمی مامور ہوئے کہ ان کی نگرانی میں پورا قرآن بکسوئہ تدوین لکھا جائے۔

ان روایتون سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ حضرت مدت علم قرآن سے فیض سے محروم رہتے اور اسپر ان کا حسبنا کتاب اللہ کا دعوے بھی تھا اور یہی سبب کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی کی یاد سے کوئی آیت قرآن مین نہین لکھی گئی۔

چہارم علم قرآن کے بعد علم حدیث کا مرتبہ اور درجہ ہے اس مین بھی آپ اور آپکے احباب کوئے تھے جیسا کہ بخاری شریف مین ہے۔۔

عن ابی هریرة ان اخوانه من	ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ہمارے
المهاجرین یشغلهم الصفق	برادر مہاجرین بازار کے کاروبار مین مشغول رہا
بالاسواق وان اخواننا من الانصار	کرتے تھے اور انصار اپنے مال مین پھنسے رہتے
کان یشغلهم الحمل فی اموالهم	تھے اور ابو ہریرہ صحبت رسول کو ایکدم نہ چھوڑتے
وان اباهریرة کان یلزم رسول	تھے اور اپنے پیٹ کو بھرتے تھے جو حدیثین مہاجرین
الله یشبع بطنه ویحضر مالا یحضرون	وانصار کو معلوم نہ ہوتی تھین وہ سب ابو ہریرہ
ویحفظ مالا یحفظون (دوالعقاید ۱۲)	کے پاس محفوظ رہتی تھین۔

پنجم اسی طرح شبلی صاحب الفاروق حصہ دوم صفحہ (۲۲۶) مین تحریر فرماتے ہین:۔

صحیح بخاری مین ہے کہ حدیث استیذان کی لاعلمی کا حضرت عمر نے بھی عذر کیا کہ مین زید و بنت مین مشغول رہنے کی وجہ سے آنحضرت کی خدمت مین کم حاضر ہوتا تھا

ششم علامہ جلال الدین سیوطی (اتقان فی علم القرآن) مین تحریر فرماتے ہین:۔

واما الخلفا فاکثر من روی عنه	خلفا مین سب سے زیادہ روایات درباره تفسیر
منهم علی بن ابیطالب کرم الله وجهه	علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے منقول ہین
والروایة عن الثلثة نزرة	اور اصحاب ثلثہ سے تو بہت ہی کم ہین۔

ولا احفظ عن ابی بکر فی التفسیر الا اور ابو بکر سے تو ہمارے خیال مین دس حدیثون
اثارا قلیلۃ ثم جدا الاتکاد تجاوز سے زیادہ نہین ہین۔
العشرۃ (ایضاً صفحہ ۱۰۳)

چنانچہ ان حضرات کا قرآن و حدیث سے لاعلم رہنا اسی سے ثابت ہے کہ بقول شبلی صاحب :۔

حضرت ابو بکر نے پانسو حدیثین قلم بند کین لیکن پھر انکو آگ مین جلا دیا اور کہا ممکن ہے کہ
مین نے ایک شخص کو ثقہ سمجھ کر اسکے ذریعے سے روایت کی ہو اور وہ درحقیقت ثقہ نہ ہو۔ اور حضرت عمر
خود فرماتے ہین کہ اگر مجھے یہ ڈر نہوتا کہ حدیث کے روایت کرنے مین مجھ سے کمی بیشی ہو جائے گی
تو مین حدیث بیان کرتا (دیکھو الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱۸۱)

اسپر شبلی صاحب الفاروق حصہ دوم صفحہ (۱۸۴) یہ تحریر فرماکر ان کو عرش پر چڑھاتے ہین کہ :۔

عبداللہ بن مسعود کا قول ہے کہ اگر تمام عرب کا علم ایک پلہ مین رکھا جائے اور عمر کا علم
دوسرے پلہ مین تو عمر کا پلہ بھاری رہے گا"

ع "ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا"

اور پھر اپنی بگڑی بات یون بناتے ہین کہ :۔

"اس موقع پر ایک دقیق نکتہ خیال رکھنے کے قابل ہے وہ یہ کہ عام خیال یہ ہے کہ
حضرت عمر نے حدیث کی اشاعت مین گو بہت کچھ اہتمام کیا لیکن خود بہت کم حدیثین روایت
کین چنانچہ کل احادیث جو ان سے بروایت صحیح مروی ہین سو سے زیادہ نہین ہین یہ خیال
بظاہر صحیح ہے لیکن واقع مین یہان ایک غلط فہمی ہے محدثین کے نزدیک یہ اصول مسلم ہے کہ
صحابی جب کوئی ایسا مسئلہ بیان کرے جس مین رائے اور اجتہاد کو دخل نہین تو گو وہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہ لے لیکن مطلب یہی ہوگا کہ اسنے رسول اللہ سے سنا ہے"

شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہین

مضمون احادیث درخطبہ خود ارشاد فرمودہ تا اصل حدیث بان موقوف نظیفہ قوت باید یا اینکہ بغور سخن نمیرسند در بن آنکہ در متفق علیہ از حضرت صدیق صحیح نشد مگر شش حدیث و از فاروق اعظم بصحت نرسید مگر قریب ہفتاد حدیث این را نمی فہمند و نمی دانند کہ حضرت فاروق تمام علم حدیث را اجمالاً تقویت دادہ و اعلان نمودہ

مضمون احادیث اپنے خطبہ مین بیان فرمایا ہے کہ اصل احادیث جو کہ موقوف خلیفہ ہین اُنکو تقویت حاصل ہو جو ابوبکر سے احادیث مروی ہین وہ چھ سے زیادہ نہین ہین اور فاروق اعظم سے ستر سے زیادہ نہین ہین لوگ اُس کو نہین سمجھتے اور نہین جانتے کہ حضرت فاروق نے تمام علم حدیث کو تقویت دی ہے اور اعلان کیا ہے۔ (العارون حصۂ دوم صفحہ ۱۷۶)

ہر چند کہ روایات مذکورہ اور نیز شمس العلما شبلی صاحب کے بیان سے حضرت عمر کا علم قرآن حدیث سے لاعلم و ناواقف ہونا بخوبی ثابت ہے لیکن اسپر بھی شبلی صاحب حضرت عمر کو علم قرآن و حدیث مین سارے عرب پر جو ترجیح و فوقیت دیتے ہین تو اس سے ہر عاقل سمجھ سکتا ہے کہ یہ ترجیح بلا مرجح ہے پس اس مدح و ثنا سے ممدوح کی فضیلت و قابلیت تو مطلقا ظاہر نہین ہوتی ہان البتہ مداح کا راسخ الاعتقاد ہونا منکشف ہوتا ہے۔

خرقۂ زہد و جام مے گرچہ نہ در خور منست
این ہمہ نقش میزنم در طلب وفاے تو

غرض اصحاب ثلثہ کا صاحب شریعت سے ہدایت حاصل کرنے اور تعلیم پانے کا یہ حال ہے کہ گو ہمیشہ سفر و حضر مین رسول مقبول صلعم کے ہمراہ رہے اور شب و روز اپنے کانون سے وعظ و نصیحت سنتے رہے لیکن جیسے تھے ویسے ہی رہے اور جب اپنے مطلب حاصل ہونے کا وقت دیکھا تو وحی الٰہی کو صاف ہذیان کہکر اُڑا دیا اور بقول امام غزالی صاحب اپنی حالت سابقہ پر عود کر گئے پس اگر یہ بھی مثل

دیگر مومنین صدق دل سے ایمان لائے ہوتے تو ایسے گستاخانہ اور بے ادبانہ کلام زبان سے نہ نکالتے اور ان مظالم کے مرتکب ہوتے جو آنحضرت صلعم کی وفات کے ساتھ ہی آل رسول پر کئے اس لئے کہ تعلیم و ہدایت کے یہ اثرات نہین ہوتے کہ جس کی بدولت عزت و توقیر پائین جسکی بدولت سلطنت پائین اسی کی آل پر ہاتھ صاف کرین ؎

کس نیاموخت علم تیر از من　　کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد

اگر وہ حضرات سزاوار عزت و منزلت ہوتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت ابوبکرؓ کی خلافت پر مخالفت نہ کرتے اور انصار آمادۂ جدال و قتال نہ ہوتے۔ اگر حضرت عمرؓ کی وقعت اصحاب کرام کی نظر مین ہوتی تو وہ حضرت ابوبکرؓ سے حضرت عمرؓ کو خلیفہ کرتے وقت اُن کے منھ پر یہ نہ کہتے کہ

"آپ خدا کے پاس جارہے ہین اتنا سوچ لیجئے کہ خدا کو کیا جواب دیجئے گا"

اسی طرح حضرت عثمانؓ کی توقیر اصحاب رسول اللہ کی نظرون مین یہ تھی کہ جب ممبر نبوی پر خطبہ پڑھنے کو بیٹھے تو لوگ کہنے لگے کہ (عثمان) توبہ کرو سب لوگ عثمان ہی عثمان کہتے تھے امیرالمومنین کوئی بھی نہ کہتا تھا۔

اور جناب ام المومنین عائشہ رضؓ نے تو خاص خطاب (نعثل) دیا تھا۔

پس آپ پہلے کتب صحاح و دیگر کتب اہل سنت سے وہ تمام روایتین اور حدیثین جو ان حضرات کے ایمان اور منزلت کے خلاف مین ہین نکال ڈالین تب شیعون سے ان کے اچھا نہ سمجھنے کا گلہ کرین۔ بہرحال شاگرد وہی رشید اور مرید وہی سعید تسلیم کیا جاسکتا ہے جو اپنے استاد اور پیر کے قدم بقدم چلے اور اُن کی جانشینی کے لئے اپنے کو اس کا اہل ثابت کردے شعر

تکیہ بر جاے بزرگان نہ توان زد بگزاف　　مگر اسباب بزرگان ہمہ آمادہ کنی

"مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید"

پس جن لوگون نے پیغمبر خدا صلعم سے تعلیم پائی اور جن شخصون نے خود صاحب شریعت سے ہدایت حاصل کی وہ خاص لوگ تھے جن کے سردار غالب کل غالب علی بن ابیطالبؑ تھے جنکے حق مین خود صاحب شریعت نے ارشاد فرمایا ہے کہ:-

انا مدینۃ العلم وعلی بابہا — مین علم کا شہر ہون اور علیؑ اسکا دروازہ ہے

اور جس کی شان مین

علی مع القرآن والقرآن مع علی — علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے

فرمایا پس اس کی اور دیگر صحابہ مومنین کی عزت و منزلت اور اُنکی الفت و محبت جو شیعون کو ہے وہ اہل سنت سے پوشیدہ نہین ہے البتہ اہل سنت کی نگاہون مین ارباب علوم کی یہ قدر و منزلت کہ بقول شبلی صاحب

"حضرت علی سے جن لوگون نے روایتین کین اُنپر اعتبار نہین کیا جاتا تھا"

اور شاہ ولی اللہ صاحب کا قول ہے کہ

"وہیچ فنونے از فنون شرعی اعتماد کلی بر آثار مرتضوی بظہور نیامدہ"

چنانچہ مسئلہ فضیلت صحابہ مین ہم اس امر کا اظہار کر چکے ہین کہ جن کو پیغمبر خدا صلعم کل امت پر ہادی و پیشوا کر گئے تھے اہل سنت ان سے منحرف ہین - اور اپنے خلفاء کی پیروی کر کے آل رسولؐ کی توہین و تہجین کو عین ایمان سمجھتے ہین اور چاہتے ہین کہ آل رسول کا نام صفحہ ہستی سے مٹ جائے - پر انکے مٹائے سے کیا ہوتا ہے -

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون - — اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے اگرچہ کافرون کو بُرا لگے

اب رہا یہ امر کہ ان ہزارون اور لاکھون آدمیون مین سے جو دن رات آنحضرت صلعم کی

اصحاب کی عدم ہدایت سے سوء پر داغ نہین لگتا

صحبت مین رہے اور نمازون اور جہادون مین شریک ہوے اگر ان مین سے اکثر پر عموماً اور اصحاب ثلثہ پر خصوصاً آپ کی ہدایت اور وعظ کا اثر نہوا تو اس سے رسالت و نبوت پر کوئی داغ نہین آتا کیونکہ انبیا و مرسلین کا فرض صرف امت کو ہدایت اور نصیحت کرنے کا ہے جیسا کہ خداے پاک فرماتا ہے:-

فذکر انما انت مذکر لست	(اے رسول) تم اُن لوگون کو سمجھاتے
علیھم بمصیطر ہ	اور ہدایت کرتے رہو کہ تمھارا کام سمجھانے ہی کا
(پارہ عم سورۃ الغاشیہ)	ہے تم ان پر داروغہ تو نہین ہو

نیز اور ارشاد فرماتا ہے:-

فذکر ان نفعت الذکری سیذکر	پس جہانتک سمجھانا مفید ہو سمجھاتے رہو جو
من یخشی ویتجنبھا الاشقی الذی	خوف رکھتا ہو وہ فوری سمجھ جائیگا - اور بدبخت اُس سے
یصلی النار الکبری	پہلوتہی کریگا جو (قیامت مین) بڑی تیز آگ مین داخل ہوگا

چونکہ اصحاب مین روشن ضمیر بھی تھے اور سیاہ قلب بھی لہذا جنکے دل صاف تھے اُنھون نے تو آپ کی تعلیم وعظ و نصیحت سے ہدایت پائی اور خاتمہ ایمان پر ہوا - جو سیاہ قلب تھے زبان سے تو توحید و رسالت کا اقرار کرتے رہے لیکن دل سے منکر رہے - انھین کو منافق کہتے ہین اور وہی آنحضرت صلعم کے دشمن تھے جیسا کہ خداے پاک سورۂ منافقون مین فرماتا ہے -

ھم العدو فاحذرھم قاتلھم اللہ	وہی تمھارے دشمن ہین اُنسے پرہیز کرو خدا
انی یوفکون	اُن کو قتل کریگا کدھر بہکے جاتے ہین -

غرض ؎

پرتو نیکان نگیرد ہر کہ بنیادش بدست — تربیت نااہل را چون گردگان بر گنبدست

پس صاحب شریعت کی تعلیم و ہدایت تو فی نفسہ ایک ہی سی تھی مگر جس کا جیسا مادہ تھا

سیہ بخت پر ہدایت و تعلیم کا اثر نہیں ہوتا

اُسنے ویسا ہی اُس سے فیض پایا یعنی جو متقی تھے اُن کے دل تعلیم و ہدایت سے روشن ہو گئے اور جو خبیث باطن تھے بمصداق مصرع "سیاہی زمو رفت واز رو نرفت" ایمان و اسلام لانے کے بعد بھی وہ سیاہی نہ گئی قطعہ

شمشیر نیک زاہن بد چون کند کسے ناکس بہ تربیت نشود اے حکیم کس
باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست در باغ لالہ روید و در شورہ بوم و خس

قال اللہ تبارک وتعالیٰ

والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ والذی خبث لا یخرج الا نکدا۔

عمدہ زمین پروردگار کے حکم سے سبزہ اچھا ہوتا ہے اور جو زمین بری ہے اسکی پیداوار بھی خراب ہوتی ہے۔

ہدایت اور وعظ و نصیحت کا اثر اُس دل پر نہیں ہوتا جو زنگ آلود ہو ؎

درختے کہ تلخ ست ویرا سرشت ورش گر نشانی بباغِ بہشت،
ور از جوے خلدش بہنگام آب بہ بیخ انگبین ریزی و شہد ناب
ہمان میوۂ تلخ بار آورد سرانجام گوہر بکار آورد

اسی مضمون کو ایک اور لائق شاعر نے بھی خوب نظم کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے

اگر بیضہ زاغ ظلمت سرشت، نہی زیر طاؤس باغ بہشت
اگر وقت ان بیضہ پروردنش زانجیر جنت دہی ارزنش
دہی آبش از چشمۂ سلسبیل، دران بیضہ گردم دمد جبرئیل
شود عاقبت بیضۂ زاغ زاغ برد رنج بیہودہ طاؤس باغ

جو لوگ متاع دنیا کے والہ و شیدا ہیں اُن پر نہ واعظ کے وعظ و پند کا کوئی اثر ہوتا ہے اور

ہادی کی ہدایت کا ؎

تہیدستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل　　کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

یہی سبب تھا کہ جو سعید و رشید تھے وہ تو دولت ایمان سے متمتع ہوے اور جو شقی ازلی تھے پیغمبر خدا کی ہدایت و نصیحت پر بھی کورے کے کورے ہی رہے۔

گوہر پاک بباید کہ شود قابل فیض،　　ورنہ ہر سنگ و گلے لولو و مرجان نشود

بلکہ اُس تعلیم و ہدایت پر مثل امتہاے سلف کے تمسخر کرتے رہے قولہ تعالیٰ

یاحسرۃ علی العباد مایاتیھم من　　یعنی حسرت ہے ان بندون پر کہ وہ کون سا

رسول الا کانوا بہ یستھزؤن　　رسول ہے جس سے اُنھون نے ٹھٹھا اور تمسخر نہین کیا

حضرت نوحؑ و حضرت لوطؑ کی ہدایت پر معدودے چند ایمان نہین لائے

اگر کوئی غور و تعمق سے خدا کی کتاب دیکھے تو معلوم ہوگا کہ اگرچہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام نے اپنی امتون کو ہر طرح سے ہدایت و نصیحت کی اور وعظ و پند سنایا مگر اسپر بھی مخصوص لوگ اُنپر ایمان لائے ورنہ عام طور پر اُن کی تکذیب اور نافرمانی ہی کرتے رہے چنانچہ جب حضرت نوح و صالح و لوط و شعیب و دیگر انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی امتون کو اپنی نبوت کی نشانیان دکھلا کر پند و نصیحت کی اور فرمایا:۔

وما اسئلکم علیہ من اجر ان　　اور مین تم سے اپنی پیغمبری کا کچھ اجر نہین

اجری الا علی رب العالمین فاتقوا　　چاہتا میرا اجر تو اللہ پر ہے مگر تم اللہ سے ڈرو

اللہ واطیعون ۵　　اور میری اطاعت کرو۔

اس ہدایت پر بجز معدودے چند کے ایمان نہ لائے جس پر خدا کا یہ کلام شاہد ہے:۔

وما کان اکثرھم مومنین ۵　　سو اچھے لوگون کے اور لوگ ایمان

(سورہ شعراء رکوع ۱۵)　　نہ لائے۔

بلکہ ان کا مسخکہ کرتے رہے جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کو اُمت نے جواب دیا:۔

فالوا انومن لك واتبعك	اُنھون نے کہا کہ جب کمینون نے تمھاری
الارذلون	پیروی کرلی ہی تو ہم تمپر کیا ایمان لائین۔

اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام کی امت کا حال تھا کہ سیکڑون اور ہزارون گھرمین سے صرف ایک ہی گھر کے لوگ ایمان لائے جیسا کہ پروردگار عالم قرآن مجید مین خبر دیتا ہے:۔

قال فما خطبکم ایھا المرسلون	حضرت ابراہیم نے پوچھا اے خدا کے
قالوا انا ارسلنا الی قوم مجرمین	بھیجے ہوے فرشتو! آخر تمھین کیا مہم درپیش ہے ہ
لنرسل علیھم حجارۃ من طین	بولے ہم تو گنہگاران (قوم لوط) کی طرف بھیجے گئے
مسومۃ عند ربك للمسرفین فاخرجنا	ہین تاکہ انپر مٹی کے تھریلے کھرنچے برسائین جنپر حد
من کان فیھا من المومنین فما	سے بڑھ جانے والون کے لئے تمھارے پروردگار
وجدنا فیھا غیر بیت من	کیطرف سے نشان لگا دیے گئے ہین۔ غرض وہان
المسلمین	جتنے لوگ مومنین سے تھے اُنکو ہمنے نکالدیا اور وہان
(ب ۲۷۔ س ذاریات)	تو ہم نے بجز مسلمانون کے ایک گھر کے کوئی گھر یا یہی نہین

اس آیہ وافی ہدایہ مین جس ایک گھر کے ایمان لانے والون کا ذکر ہے وہ حضرت لوط علیہ السلام ہی کے گھر والے تھے حاصل کلام یہ کہ خود بعثت ختم الانبیا علیہ التحیۃ والثنا پچھلی امتون کے شرک وکفر اور غوایت وضلالت کی کھلی اور روشن دلیل ہے۔

اب اہل سنت یا تو ان امتون کے کفر وشرک سے انکار کرین یا حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسی علیہ السلام تک جو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا ومرسلین گذرے ہین سب پر داغ لگائین

نعوذ باللہ من ذلك۔

الحاصل شیعون کے اس اعتقاد سے جو اصحاب ثلثہ رض کی خلافت اور فضیلت کے بارہ مین ہو آنحضرت صلعم کی نبوت پر تو کوئی دھبہ نہین لگتا - ہان حضرت عمر رض کا آنحضرت صلعم کے فرمان مبارک کو نہ ماننا کہنا اور ان کی خاطر سے علماے اہلسنت کا یہ فیصلہ کرنا کہ (نبی و رسول سے بھی نسیان ہو سکتا ہے) اور وحی خدا کی یہ تفسیر کرنی کہ (جمیع اقوال پیغمبر وحی ست باطل ست بدلیل عقلی و نقلی) اور شبلی صاحب کا یہ کلام کہ (اگر کوئی صاحب شریعت ایسا حکم دے کہ خمس قیامت تک اسکی آل و اولاد کو ملتا رہے تو آیمین اور ایک خود غرض برہمن مین کیا فرق ہی) وغیرہ وغیرہ اقوال سے البتہ رسالت و نبوت پر طرح طرح کے داغ لگے ہین اور بعد کتاب الباری صحیح بخاری کی فرضی حدیثون سے جو خلاف شان رسالت و نبوت ہین مخالفین و منکرین اسلام کو آپ کی نبوت اور رسالت تسلیم کرنے مین عذر و انکار ہوا - شعر

بزیر زلف دوتا چون گذر کنی بینی
کہ دین و دلبارت چہ بقرار اند

نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیات اعمالنا و من یضلل اللہ فلا ہادی لہ و نشہد ان لا الہ الا اللہ و من یہدی اللہ فما لہ من مضل

پ ۲۴ - س ۲۱

تمت

قال

تیسری دلیل

قولہ
کمالات ومعجزات
رسالت اور صداقت
قرآن مجید دیگر
ذرایع سے لوگ
ایمان لائے

اسکا کوئی انکار نہین کرسکتا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے وقت مین مبعوث ہوے کہ لوگ توحید سے منکر ہوگئے تھے عبادت اور استعانت مین شرک کرنے لگے تھے معاد پر یقین نہ رکھتے تھے عبادت کے طریقون کو بھول گئے تھے دین ابراہیم مین تحریفین کرنے لگے تھے جانورون کیطرح آپس مین لڑتے اور خیون کے مانند باہم جھگڑتے تھے علم وحکمت سے بے بہرہ ہوگئے تھے۔ اخلاق حسنہ کو چھوڑکر جاہلانہ رسمون کے پابند ہوگئے تھے۔ چنانچہ اللہ جل شانہ نے توحید کے پھیلانے شرک کے چھڑانے عبادت کے طریقے سکھلانے دین ابراہیم کے جاری کرنے اخلاق حسنہ کی تعلیم دینے کے لئے حضرت صلعم کو نبوت اور رسالت کا مرتبہ دیا اور تمام بنی آدم کی ہدایت کا بار آپکے اوپر رکھا اور چونکہ بعد حضرت کے خدا کو دوسرا نبی بھیجنا منظور نہ تھا اور سلسلہ نبوت کا آپکی ذات پر ختم کرنا منظور تھا۔ اسلئے جو فضائل وکمالات اور معجزات جدا جدا اور انبیا علیہم السلام کو دیے گئے تھے وہ سب حضرت کو دیے گئے تھے اور جو طریقے ہدایت وتعلیم کے علیحدہ علیحدہ اور پیغمبرون کو سکھلائے گئے تھے وہ سب حضرت کو سکھلائے گئے بلکہ اس نظر سے کہ کوئی فرقہ کوئی گروہ آپکے فیضان نبوت سے محروم نہ رہے اور آپکی ہدایت وتعلیم مثل بعض اور نبیون کے بے اثر نہ ہوجائے اور کسی کو کوئی عذر ایمان واسلام لانے پر باقی نہ رہے اور کسی کو موقع آپ کی نبوت کے انکار کرنے کا نہ ملے وہ معجزات حضرتؐ کو دیے گئے جو اور کسی نبی کو نہین دیے گئے اور اُن باتون کی اجازت آپکو دیگئی کہ کسی اور پیغمبر کو نہین دیگئی اسیواسطے آپ کی ہدایت کا اثر جلد اور کامل ہوا اور کچھ ایک ہی ذریعہ سے نہین بلکہ مختلف ذریعون سے لوگون نے ایمان کو قبول کیا جو فصحا وبلغا مشہور تھے وہ قرآن مجید کی فصاحت دیکھکر قائل ہوگئے اور جو لوگ علم وحکمت کا دعوے کرتے تھے وہ آپکی حکیمانہ تعلیم دیکھکر معتقد ہوگئے جو شخص معجزے کے طالب تھے وہ معجزہ دیکھکر ایمان لائے جو لوگ شجاعت ومردانگی مین مشہور تھے وہ میدان جنگ مین مقابلہ کی تاب لاسکے آخر مغلوب ہوکر مطیع بنگئے

قول

یہ جو کچھ آپنے ارشاد فرمایا ہے اس سے تو صفات ختم الانبیاء علیہ الاف التحیۃ والثنا ظاہر ہوتے ہین اور اسکے اظہار کی ضرورت اُسوقت تھی اگر معاذ اللہ کوئی شیعہ آنحضرت صلعم کے فضائل و کمالات کا منکر ہوتا۔ حالانکہ ہمارا اعتقاد یہ ہے :-

حضرت کی وہ بات اور قرآن مجید کی فصاحت پر وہی لوگ ایمان لائے جو متقی تھے

"انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری"

بلغ العلیٰ بکمالہٖ کشف الدجیٰ بجمالہٖ حسنت جمیع خصالہٖ صلوا علیہ وآلہٖ

لیکن کمالات رسالت و نبوت مستلزم افضلیت صحابہ کرامؓ نہین ہین

جاننا چاہیئے کہ قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت سے یہ لازم نہین آتا کہ جمیع فصحا اور بلغا اس کی فصاحت پر ایمان لائین کیونکہ قرآن مجید سے صرف اُنھین لوگون نے ہدایت پائی جو متقی تھے۔ جیسا کہ خود قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے۔

	الٓمٓ ذلک الکتاب لاریب	اس کتاب مین شبہہ نہین ہے کہ ہدایت کرتی
	فیہ ھدی للمتقین الذین	ہے متقیون کو متقی وہی اشخاص ہین جو ایمان لائے
	یومنون بالغیب	غیب پر یعنی بغیر دیکھے ہوے
(۱)	ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم	اور جو لوگ قائم کرتے ہین نماز کو اور ہمارا
	ینفقون ٥ والذین یومنون بما انزل	دیا ہوا خرچ کرتے ہین اور جو لوگ ایمان لاتے ہین
	الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ	اُسپر جو کچھ ہمنے (اے رسول) نازل کیا تم پر اور
	ھم یوقنون ٥ اولٰئک	جو کچھ تم سے پہلے نازل کیا اور آخرت کا بھی یقین
	علیٰ ھدیً من ربھم	رکھتے ہین یہی لوگ ہین جنھون نے بفضل الٰہی ہدایت پائی

واولئك هم المفلحون ۝ ان الذين كفروا سواء عليهم ءانذرتهم ام لم تنذرهم لا يؤمنون ۝

اور یہی لوگ ہین جو مراد کو پہونچے اور۔ وہ لوگ جو کافر ہوگئے اُن کے لئے برابر ہے اُن کو تم ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان نہ لائینگے۔

(۲) هذا بيان للناس وهدى وموعظة للمتقين

یہ ہے بیان آدمیون کے لئے اور ہدایت و نصیحت متقیون کے لئے۔

چنانچہ مومنین کے قلوب مین قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کا یہ اثر ہوتا تھا کہ آیات الٰہی کے پڑھنے اور سننے سے اُنکے ایمان کو اور ترقی ہوتی تھی جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

(۳) انما المؤمنون الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم واذا تليت عليهم اياته زادتهم ايمانا وعلى ربهم يتوكلون

ایمان والے وہی ہین کہ جب اُن کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاوے تو اُن کے قلوب خوف زدہ ہوجاتے ہین اور جب اُن پر آیات پڑھے جاتے ہین تو اُن کا ایمان ترقی کرتا ہے اور وہ اپنے رب پر توکل رکھتے ہین۔ (سورۂ انفال رکوع اول)

(۴) فاما الذين امنوا فزادتهم ايمانا وهم يستبشرون

جو لوگ ایمان لائے ہین اُن کے ایمان کو بڑھا دیتا ہے اور وہ اس سے خوش ہوتے ہین

اور جو لوگ سیاہ قلب تھے اُن پر قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کا کچھ بھی اثر نہوا جیسا کہ آیہ کریمہ

ان الذين كفروا سواء عليهم ءانذرتهم ام لم تنذرهم لا يؤمنون

اور وہ لوگ جو کافر ہوگئے اُن کے لئے برابر ہے ان کو تم ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان نہ لائینگے۔

سے ظاہر ہوتا ہے۔ بلکہ اس کا اثر ان پر جو ہوتا تھا اُس پر یہ آیت شاہد ہے:۔

واما الذين فى قلوبهم مرض

لیکن جن لوگون کے دلون مین بیماری ہے

فزادتهم رجسا الی رجسهم وماتوا — اُن کی خباثت پر اور خباثت بڑھ جاتی ہے یہ لوگ

وهم کافرون — (پارہ ۱۱ سورہ توبہ ع ۱۴) — کفر کی حالت مین مرگئے۔

اور وہ لوگ اسکی فصاحت و بلاغت سُنکر رہجاتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اسکو تو خود پیغمبر نے بنالیا ہے، جیسا کہ خداوند متعال فرماتا ہے:۔

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی — جو کچھ ہمنے اپنے بندہ پر نازل کیا اگر تم کو اسمین

عبدنا فاتوا بسورة من مثله — شبہ ہے تو مثل اُسکے کوئی سورہ بنا لاؤ

خدائے پاک نے ایسے لوگون کے [illegible] اسکے پڑھنے سے بھی اپنے پیغمبر کو منع فرمایا ہے ملاحظہ ہو آیہ کریمہ

واذا رأیت الذین یخوضون فی — اے نبی جب تم دیکھو یہ لوگ ہماری آیتون مین

ایاتنا فاعرض عنهم حتی یخوضوا فی — بیہودہ بکتے ہین تو اُن سے کنارہ کرو جب تک کہ

حدیث غیره واما ینسینك الشیطن — وہ اور بات مین مشغول ہون اور اگر کبھی شیطان

فلا تقعد بعد الذکری مع القوم — تم کو بہلا دے تو یاد نصیحت کے بے انصاف قوم

الظلمین — (سورہ انعام رکوع ۶) — کے ساتھ نہ بیٹھو۔

اور اگر ہم سب کا اسلام لانا فصاحت قرآن پر تسلیم بھی کرلین تب بھی کچھ فائدہ نہین اس لئے کہ جب قرآن پر اسلام لائے تھے اکثر لوگ پھر کفر و ارتداد کی طرف عود کر گئے جیسا کہ اسی قرآن سے ظاہر ہے۔

ان الذین اٰمنوا ثم کفروا ثم — یعنی جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوے

اٰمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا — اور پھر ایمان لائے اور پھر کافر ہوئے اور کفر مین

کفرا — ترقی کرتے رہے

اور آنحضرتؐ کی تعلیم حکیمانہ کا ذکر تو ہم دلیل دوم مین تفصیل کے ساتھ کر آئے ہین کہ اپنے پیغمبر کی اس تعلیم سے انھین لوگون نے ہدایت و تعلیم پائی جو متقین و صالحین سے تھے اور جو طاغین و ضالین

سے نفے وہ گمراہ کے گمراہ رہے

گوہر پاک بباید کہ شود قابل فیض ورنہ ہر سنگ و گلی لولو و مرجان نہ شود

معجزات کا اثر صرف قلیل اشخاص پر ہوا

یہی معجزات کی تاثیر کا بھی حال ہے کہ اسپر بھی وہی لوگ ایمان لائے جو اسکو معجزہ سمجھے اور جنھون نے اسکو سحر جانا وہ ہرگز ایمان نہ لائے دیکھیے ؎

جاہل و منکر نہ آئے راہ پر معجزے سے بھی جہل سے بوجہل اپنے نامسلمان ہی رہا

اگر مطالب قرآن مجید پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات پر بارہ ہزار ساحر جن کو فرعون و ہامان نے تمام ممالک سے طلب کرکے جمع کیا تھا وہ تو سب کے سب ایمان لے آئے مگر فرعون و ہامان وغیرہ اس معجزہ کو جادو ہی سمجھتے رہے اور ایمان نہ لائے۔ یہی حال ان لوگون کا ہے چنانچہ آپ خود پہلی دلیل مین اس صفت کے اثر کو صرف چالیس سے کم آدمیون پر باین الفاظ

"باوجود اظہار معجزات صرف چند آدمی جو چالیس سے کم تھے مسلمان ہوے"

محدود کر آئے ہین۔

اصحاب کا خوف عمرو عبدود سے

اصحاب ثلثہ کو شجاعان عرب مین شمار کرنا خلاف واقعہ ہے اور باعث ننگ و عار انکی شجاعت کا حال ذرا اپنی ہی کتابون مین ملاحظہ کرلین کہ جنگ خندق مین جب مشرکین و کفار کے لشکر سے عمرو بن عبدود میدان جنگ مین آیا اور فوج اسلام سے مبارز طلب ہوا تو اصحاب ممدوح اسکی آمد سنکر ایسے سراسیمہ و خائف ہوگئے کہ گویا کسی کے تن مین روح باقی ہی نہ تھی۔ جناب رسول اللہ صلعم نے اصحاب کے خوف و دہشت کو ملاحظہ فرماکر ارشاد فرمایا کہ آیا تم مین ایسا کوئی خدا کا دوست ہے جو اس دشمن خدا سے مقابلہ کرے اس فرمان پر حضرت عمرؓ جو اہلسنت مین اشتداء علی الکفار کہلائے جاتے ہین اُٹھے اور عرض کی "یارسول اللہ! ایک دفعہ مین طائفہ قریش کے ہمراہ مال تجارت لیکر ملک شام کو گیا تھا اُس وقت عمرو بن عبدود ہمارے طائفہ مین تھا ایک مقام پر اثناء راہ مین ہزار ڈاکون نے ہم کو گھیر لیا

ہم سب نے نہ صرف مال بلکہ اپنی جانون سے بھی ہاتھ دھوئے عمرو ابن عبدوُد نے جب ہم لوگون کا یہ خوف وہراس دیکھا تو فوراً اپنی تلوار نیام سے کھینچی اور شتر بچہ کو بجاے سپر ہاتھ مین لیا اور مثل پیل دمان وشیر ژیان ڈاکوُون پر اس طرح حملہ آور ہوا کہ وہ سب فرار ہوگئے اور ہمارا قافلہ اُس کی بدولت صحیح وسلامت رہا۔ بھلا ایسے شجاع ودلاور کے مقابلہ کی کون تاب لاسکتا ہے"

جناب امیرکا عمرو بن عبدود کو قتل کرنا

آخر اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب آنحضرت صلعم سے اذن لیکر اُسکے مقابل آئے اور ایک ہی وار مین اُسکو داخل جہنم کیا ؎

خندق کی وغا عمرو سیہ کار کی وہ دھوم — رد کر کے جو حربون کو بڑھا خاصۂ قیوم
تھراتا تھا تلوار سے جسکی عرب وروم — جھپٹا اسد آہو پہ ہوا سب کو یہ معلوم
اک ضرب مین نہ گرزنہ مغفر تھا نہ سر تھا
خندق کے اُدھر لاش سر نحس اِدھر تھا

اس فتحیابی پر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ

ضربۃ علی یوم الخندق افضل من عبادۃ الثقلین الیٰ یوم القیٰمۃ

علیؑ کا ایک وار روز خندق کا دونون جہان کی عبادت سے بہتر ہے جو قیامت تک کی جائے گی۔

یہ حال تو ہم نے تذکرہ بیان کیا ہے ان مجاہدون کے حالات قاتلوا وقتلوا کے جلد دوم مین انشاء اللہ تعالیٰ قابل ملاحظہ ہونگے کہ ان شجاعون نے جو کچھ غزوات اُحد۔ بدر۔ حنین۔ خندق اور خیبر وغیرہ مین اپنی شجاعت ظاہر کی ہے۔ اور خداے پاک نے کیسے کیسی آیتین مذمت وعتاب کی ان لوگون کی نسبت نازل فرمائی ہین۔

اب رہے وہ لوگ کہ جو مقابلہ کی تاب لاکر اسلام لائے تھے ان کا اسلام قابل شمار نہین ہے

اِسلئے کہ جب جان کے خوف کا وقت نکل گیا تو پھر اپنے دین پر پلٹ گئے۔

الغرض کمالات آنحضرت صلعم کسی طرح صحابہ کی فضیلت کی دلیل نہین ہوسکتے کیونکہ کلام تو شاگرد کے جہل سے ہے اور صفت و ثنا استاد کے علم و فضل کی بیان کی جاتی ہے۔ آپ جو مختلف ذرایع سے جماعت کی جماعت اور فوج کی فوج کا ایمان قبول کرنا بتاتے ہین وہ ایمان نہ تھا بلکہ اِسلام تھا اور ایمان اور اسلام مین جو فرق خداے پاک نے بتا دیا ہے اسکو ہم اوپر بیان کر آئے ہین کہ ایمان شے دیگر ہے اور اسلام چیزے دیگر۔ اور ان دونون مین زمین و آسمان کا فرق ہے ؎

اے داغ مے عشق سے کیا زہر کو نسبت ہے اسمین نشہ اور وہ رکھتا ہے اثر اور

چنانچہ انھین سچے اسلام لانے والون مین سے جماعت کی جماعت اور فوج کی فوج کربلا مین اپنے رسول کے نواسہ کے قتل مین شریک تھی جن کی تعداد کم از کم تیس ہزار مورخین اہلسنت نے بتائی ہے

قل لا یستوی الخبیث والطیب ولو اعجبك کثرة الخبیث فاتقوا الله یا اولی الالباب لعلکم تفلحون

(اے رسول) کہدے کہ ناپاک اور پاک برابر نہین ہوسکتا۔ اگرچہ تمھین ناپاک کی کثرت بھلی معلوم ہو۔ اے عقلمندو! خدا سے ڈرتے رہو تاکہ تم کامیاب ہو۔

پ (۷) س مائدہ

قال

قولہ
نبی کی بعثت سے
دو طرح سے
سوال ہے بعثت حقہ
ہوئی

جو غرض اللہ جل شانہ کی آپ کی نبوت سے تھی کہ دین اسلام تمام دنیا مین پھیل جائے اور سب باطل دینون پر غالب ہوجائے وہ حاصل ہوئی۔ لیکن یہ فائدہ جو بعثت نبوی سے ہوا صرف اہل سنت کے اصول کے مطابق ثابت ہوتا ہے۔ اور موافق مذہب شیعہ کے ہرگز ثابت نہین ہوتا۔ اسلئے کہ جو لوگ حضرت کے سامنے ایمان لائے جب اُن کی نسبت یہ اعتقاد کیا جائے کہ وہ ایمان اور اسلام مین کامل تھے اور دل سے حضرت کی نبوت کے معتقد تھے اور مرتے دم تک اسپر ثابت قدم رہے تو البتہ یہ امر تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ حضرت کی ہدایت سے جو غرض تھی وہ حاصل ہوگئی مگر جب کہ اُن لوگون کی نسبت یہ گمان کیا جائے کہ وہ ظاہر مین مسلمان تھے اور باطن مین عیاذًا باللہ کافر یا حضرت کے بعد مرتد ہوگئے۔ تو کس کے منھ سے یہ بات نکل سکتی ہے کہ حضرت کی ہدایت سے کچھ فائدہ ہوا۔

jabir.abbas@yahoo.com

اقول

اللہ جل شانہ نے بعثت انبیا و مرسلین و تنزیل کتب و تقرر اوصیا سے اپنی حجت پوری کی چنانچہ یہ بعثت ختمی مآب ہی کا طفیل تھا کہ جو تاریکی شرک و کفر کی کل عالم پر چھائی ہوئی تھی وہ نور ایمان کی شعاعون سے کافور ہوگئی اور یہ بڑا احسان ہے خداے پاک کا جس کو اتنا نا خود فرماتا ہے:۔

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث	بیشک اللہ نے مسلمانون پر بڑا احسان
فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم	کیا جبکہ ایک رسول انھین مین سے مبعوث کیا جو
ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب	انیر خدا کی آیتین پڑھتا ہے۔ اور ان کو پاک کرتا
والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی	ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے
ضلال مبین	(سورہ آل عمران ع) بلاشبہ اس سے پہلے وہ گمراہ تھے۔

اگرچہ اللہ جل شانہ نے نبوت اپنی ذات پاک پر ختم کردی ہے۔ مگر اس نے اپنے فضل و کرم سے رسول اللہ صلعم کے بعد بھی دین کی حفاظت کا انتظام فرمادیا یعنے جناب امیر علیہ السلام کو آنحضرتؐ کا وصی اور خلیفہ کیا۔ اور آپ کی اولاد سے گیارہ اوصیا جانشین کئے۔ تاکہ جو ہدایت و تعلیم رسول خدا صلعم نے کی ہے وہ بعد آپ کے بے اثر نہو جائے۔ چنانچہ رسول اللہ صلعم نے اپنی نبوت اور رسالت کے ساتھ ہی امیر المومنین علیہ السلام کی وصایت کا بھی اعلان صاف الفاظ مین فرمادیا تھا کہ "یہی میرا وصی اور خلیفہ ہے۔ تم سب اسکی اطاعت کرو" اور قبل رحلت بمقام غدیر خم اپنا جانشین بھی کردیا (یہ حال تیسری جلد مین ملاحظہ ہو) نیز وقت مرض الموت بھی عام و خاص کو ہدایت فرمائی تھی کہ

"مین اپنے بعد تم مین دو گرانقدر چیزین چھوڑے جاتا ہون ایک کتاب خدا اور دوسری اپنی آل ان دونون کو پکڑے رہو اگر چھوڑوگے تو گمراہ ہوجاؤگے"

چنانچہ اصحاب مومنین حسب احکام خدا و رسولؐ وصی رسول کو اپنا ہادی اور امام سمجھ کر قرآن
و آل سے متمسک رہے۔ الحمدللہ کہ باتباع اصحاب مومنین شیعیان علی ابن ابیطالبؑ بھی حدیث حوض
اور حدیث سفینہ سے متمسک ہین اور اپنے کو ناجی سمجھتے ہین۔ لاریب فیہ

کشتی آل محمد مین جو بیٹھے ہین وہی — لینگے پروانے جنان کے مصطفےٰ کے ہاتھ سے

گو قلیل ہین مگر بفحوائے آیہ کریمہ:-

وقلیل من عبادی الشکور — اور میرے بندون مین سے شکر گذار بہت تھوڑے ہین

کل فرقون پر غالب ہین۔ قولہ تعالیٰ

ذالك فضل الله یوتیہ من — یہ تو اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے

یشآء والله ذوالفضل العظیم — عنایت فرماتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل کا مالک

(پ ۲۸ سورہ جمعہ) ہے

ہر چند کہ پیغمبر خدا صلعم کی رحلت کے ساتھ ہی اصحاب اپنے پیغمبرؐ کی ہدایت اور وصیت کے خلاف
وصی رسول سے منحرف ہو گئے۔ اور خود ہادی و پیشوائے امت بن بیٹھے۔ سنت رسول اللہؐ کے خلاف
عمل کیا۔ قرآن و حدیث کو چھوڑ کر امور شریعت مین اپنے گمان اور قیاس کو دخل دیا۔ اس وصی رسول
کے مرتبہ قرآن کے لینے سے انکار کیا۔ جس کی شان مین رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ

"علیؑ قرآن کے ساتھ ہے، اور قرآن علیؑ کے ساتھ"

دیگر اصحاب کے ذریعہ سے قرآن مرتب کرایا گیا۔ اس کو رکھ کر باقی اور اصحاب سے لیکر جلوا دیئے۔
حلال کو حرام اور حرام کو حلال کیا۔ کتاب خدا مین تحریفات کی گئین۔ رسول اللہ کی حدیثین
جلائی گئین، رسول پاک کی تعلیم مٹائی گئی۔ احادیث رسولؐ کے مٹانے مین اس درجہ اہتمام و انصرام
کیا گیا کہ جو صحابی قال الرسول کہتا تھا وہ درّے کھاتا تھا۔ قید کیا جاتا تھا۔ اگرچہ ان بدعتون سے

دین خدا مین بہت کچھ زوال آیا مگر پھر بھی وصی رسول کی وجہ سے آفتاب اسلام بالکل منکسف نہونے پایا

جیسا کہ خود جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب امیر علیہ السلام سے فرماتے تھے۔

لولا انت یا علی لما عرف المومنون — اے علی! اگر تم نہ ہوتے تو ہمارے بعد مومن

بعدی — کی شناخت نہ ہوتی۔

چنانچہ اسکے تو خود علماے اہلسنت بھی معترف ہین کہ :-

"جن امور مین خلفاے ثلثہ خطا کر جاتے تھے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اصلاح فرماتے تھے"

منجملہ دیگر اسباب تنزل اسلام قوی سبب اُس کے ضعف کا یہ ہوا کہ بنی امیہ جن کو جناب رسول اللہ صلعم نے سلسل دس سال کی کوشش سے سرنگون کیا تھا جن کو خداے پاک نے شجرہ ملعونہ اپنے کلام پاک مین فرمایا ہے۔ جیسا کہ بر الہ تفسیر ابن جریر و تفسیر بیضاوی اور تفسیر کشاف تاریخ الخلفا مین ہے کہ

"آنحضرت صلعم نے خواب مین دیکھا کہ میرے منبر پر بندر اچک رہے ہین۔ جب حضرت صلعم بیدار ہوے تو اس خواب سے بہت ہی محزون و مغموم ہوے اسوقت یہ آیت نازل ہوئی"

ماجعلنا الرویا التی اریناک الا فتنۃ — (اے رسول!) جو خواب ہم نے تمکو دکھلایا ہے وہ لوگون

للناس والشجرۃ الملعونۃ فی القران — کے لئے امتحان ہے اور شجرۂ ملعونہ کو قرآن مین ہمنے لوگون

کے واسطے محل امتحان قرار دیا ہے۔

جسوقت حضرت جبرئیل امین یہ آیت لیکر نازل ہوے تو یہ عرض کی" یا رسول اللہ! آپ کی امت مین فتنہ برپا ہوگا اور وہ شجرۂ ملعونہ بنی امیہ ہین۔ جو آپکے منبر پر جائین گے اور لوگون کو دین حق سے پھرائینگے"۔ اس خواب کے بعد تا وقت رحلت آنحضرت کو کسی نے ہنستے نہین دیکھا"۔

اگرچہ اصحاب ان حالات سے بخوبی واقف و آگاہ تھے۔ ابوسفیان وغیرہ نے جو مزاحمتین اعلاء کلمۃ اللہ مین کی تھین اور رسول اللہ صلعم کو ایذائین اور تکلیفین پہونچائی تھین۔ وہ سب کچھ اپنی

آنکھ سے دیکھ چکے تھے۔ بااین ہمہ خلافت اول ہی سے بنی اُمیہ کو فروغ ہونے لگا۔ ملک شام مین اعلیٰ عہدون پر مامور کئے گئے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے وفات کے وقت مجلس شوریٰ قائم کرکے جو باعث فتنہ وفساد ثابت ہوئی۔

چنانچہ حسب رائے مجلس شوریٰ حضرت عثمانؓ کے سر پر جو بنی امیہ کے معزز رکن تھے تاج خلافت رکھا گیا جناب خواجہ حسن نظامی صاحب رسالہ محرم نامہ مین مجلس شوریٰ کی کارروائیون پر یہ جملہ تحریر فرماتے ہین کہ

جب حضرت عثمانؓ ہوگئے تو حضرت علیؓ کھڑے کے کھڑے رہ گئے ان کی زبان سے یہ لفظ

نکلے "مکر، مکر!" "فریب فریب"!

دور خلافت حضرت عثمانؓ مین تو بنی امیہ کے ستارے ایسے چمکے کہ حضرت معاویہ اور اُن کے فرزند رشید یزید مالک تخت و تاج بن گئے۔ حالانکہ ابوسفیان کو جو عداوت اِسلام سے اور حضرت معاویہ کو جو دشمنی علیؑ اور اولاد علیؑ سے تھی وہ کسی پر مخفی نہین ہے۔

داستانِ پسر ہند مگر نشنیدی — کہ از و ورثہ کس او بہ پیمبر چہ رسید
پدر او در دندان پیمبر بشکست — مادر او جگر عم پیمبر بکید
خود بہ ناحق حق داماد پیمبر بگرفت — پسر او سر فرزند پیمبر ببرید

اِس دور مین حیلہ و تزویر اور مکر و فریب۔ فتنہ و فساد اور آل محمد سے بغض و عناد اِس حد کو پہونچا کہ مسجدون مین بالاے منبر علیؑ اور اولاد علیؑ پر بالاعلان تبرے ہوتے رہے۔ اسکو اصل ایمان سمجھ کر خطبہ مین داخل کیا معاویہ صاحب کے عہد خلافت مین بیشمار شیعیان علیؑ نہایت بیرحمی سے ہلاک کئے گئے۔ کسی کی زبانین کھنچوائی گئین۔ کسی کی آنکھین نکلوائی گئین۔ بہتیرے سولی چڑھائے گئے۔ اور بہتیرے جلاوطن کیئے گئے۔ عہد خلافت یزید بن معاویہ مین تو اسلام کی یہ نوبت پہونچ گئی تھی کہ عام طور پر شرک و کفر فسق و فجور پھیل گیا تھا۔ چنانچہ خود یزید کے افعال قبیحہ و اعمال شنیعہ سے

اس کا کفر و شرک۔ نفاق و شقاق اور فسق و فجور ظاہر ہوتا ہے۔ اِس نے جمیع منہیات شرعیہ کو بالاعلان رواج دیدیا تھا۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے سر الشہادتین مین اِن خلیفہ صاحب کا ایمان و اسلام ان الفاظ مین ظاہر فرمایا ہے۔

لانہ کان فاسقا مدمنا للخمر ظالما وہ فاسق۔ فاجر۔ اور ظالم و شرابی تھا

مکہ و مدینہ جو مقدس مقامات اور خدا و رسول کے گھر ہین جن کو خداے پاک نے عرش و کرسی کے برابر درجہ و مرتبہ دیا انھین پاک مقامات کے اصحاب بلکہ کل عرب کے مسلمانون نے یزید جیسے فاسق و فاجر کو خلیفہ رسول مانا۔ اور اسکی بیعت کی حضرت عبداللہ رضؓ بن عمرؓ تو اسقدر اُسکے حامی اور معین تھے کہ شمس العلماء شبلی نعمانی نے اخبار الحدیث مین لکھا ہے کہ:۔

"جب لوگون نے عبدالملک بن مروان کی بیعت کی تو عبداللہ بن عمر نے ایک خط لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ مسلمانون نے تمھاری بیعت پر اتفاق عام کیا ہے مین بھی اِس خیر مین داخل ہوتا ہون جس مین مسلمان داخل ہوئے ہین اور یزید بن معاویہ کی جب خبر پہونچی تو اُنھون نے لکھا کہ اگر یہ خیر ہے ہم اسپر راضی ہین۔ اور اگر بلا ہے تو ہم صابر ہین"

غرض ایسے نازک وقت مین جبکہ جہاز اسلام سخت طوفان مین آگیا تھا فرزند رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام نے اپنے خون سے اور اپنے بھائی بھتیجون اور بیٹون حتی کہ ایک چھ مہینے کے معصوم بچے کی بھی قربانی کرکے جہاز اِسلام کو غرق ہونے سے بچا لیا۔ بلاشبہہ ؎

تباہی مین سفینہ آچکا تھا اُمت جد کا یہ کشتی بحر خون مین ڈوبکر شہ نے نکالی ہے

المختصر جو چشم بینا و گوش شنوا رکھتا ہے وہ اِن روایتون کو دیکھ کر انصاف سے کہے گا کہ اسلام پھیلانے مین شیر خدا علی مرتضی و دیگر بنی ہاشم مثل حضرت حمزہ وغیرہ اور دیگر اصحاب مومنین نے خدا و رسولؐ کی مدد کی۔ بعد رسول مقبول صلعم ایسے پُرآشوب زمانہ مین اصحاب نبوی نے دین اسلام قائم رکھا یا

یا سبط رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام نے چنانچہ ایک بزرگ فرما گئے ہین کہ۔

سر در سر راہِ حق نثارے کردی　　تنہا بہ لکوک کارزارے کردی

اے فدیۂ اُمتی ! دلم بر تو فدا　　واللہ کہ اے حسینؑ ! کارے کردی

پس اگر جناب امام حسین علیہ السلام اِس مظلومیت اور مصیبت سے شہید نہ ہوتے تو اِسلام دنیا سے نیست و نابود ہو چکا تھا۔ چنانچہ خواجہ معین الدین چشتی فرماتے ہین۔

شاہ است حسینؑ و بادشاہ است حسینؑ　　دین است حسینؑ و دین پناہ است حسینؑ

سر داد و نداد دست۔ در دست یزید　　حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسینؑ

یہ بھی واضح ہو کہ آخر زمانہ مین اسی دین کو حسب ارشاد جناب سرور کائنات صلعم بعہد جناب حضرت صاحب العصر علیہ السلام وہ عروج ہوگا کہ تمام عالم مین از شرق تا غرب و از جنوب تا شمال ایک ہی مذہب رہے گا۔ اور یہ عروج دین حق کا محض بنا بر عقائد مذہب اہل تشیع ہی نہین ہے بلکہ اکابر اہل سنت بھی اِسکے قائل و معتقد ہین جیسا کہ نواب صدیق حسن خان صاحب "حجج الکرامہ" کے صفحہ ۴۶۲ مین رقمطراز ہین :۔

مقابلہ کند بر سنت و ترک ندہد ہیچ سنت را　　وہ سنت پر جہاد کرے گا اور کسی سنت کو

مگر آنکہ قائم سازد آنرا و نہ ہیچ بدعت را مگر آنکہ　　متروک نہ ہونے دے گا۔ مگر یہ کہ اسکو قائم

برآرد آن را و قائم شود دین اسلام در آخر زمان　　کرے گا۔ اور کسی بدعت کو باقی نہ رکھے گا۔

بزمان او۔ چنانکہ بود در اول زمان بعہد　　جو حالت اسلام کی آنحضرتؐ کے عہد مبارک

سعادت آنحضرتؐ۔　　مین تھی پھر وہی قائم ہو جائے گی۔

پس حسب عقیدۂ امامیہ اللہ جل شانہ کا مقصود بعثت نبوی سے بخوبی حاصل ہو گیا۔ الحمد للہ ع :۔

"عالم ہمہ پُر نور ز انوار محمدؐ"

اور اُسکا یہ وعدہ :۔

هوالذی ارسل رسوله بالهدیٰ — "وہی (خدا) تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت

ودین الحق لیظهره علی الدین کله و — اور دین حق کے ساتھ بھیجا کہ اُس کو تمام ادیان پر

لوکره المشرکون (پ۱۰ س توبہ ع ۵) — غالب کردے گو مشرکون کو برا لگے"

آیات وتفاسیر وغیرہ دبارۂ کفر و ارتداد اصحاب

پورا ہوگیا۔ اگر حسب عقیدہ اہلسنت خدا کی غرض بعثت نبوی سے یہ تھی کہ جو لوگ پیغمبر خدا کے سامنے ایمان و اسلام لاچکے تھے وہ سب کے سب اپنی حیات تک اُسپر قائم رہتے تو مطلق حاصل نہین ہوئی اِس لئے کہ کتب اہلسنت کے مطالعے سے منکشف ہوتا ہے کہ ان مین سے گروہ کے گروہ اور فوج کی فوج پھر کافر و مرتد ہوگئی جیسا کہ پہلی دلیل مین ہم ثابت کر آئے ہین کہ ابتداء عہد بعثت آنحضرت صلعم مین جو لوگ اِسلام لے آئے تھے انمین سے کثیر لوگ آنحضرت صلعم کی معراج سے منکر ہوکر اُسیوقت اپنے پچھلے دین پر پلٹ گئے تھے اور بعد وفات آنحضرتؐ ان کے کفر و ارتداد پر خود کلام الٰہی اور اقوال علماء اہلسنت شاہد ہین چنانچہ دو چار آیات و روایات پیش کی جاتی ہین اور وہ یہ ہین:-

پہلی

ذٰلك بانهم اٰمنوا ثم كفروا — ایمان لائے پھر اسلام سے پھر گئے یہان تک

فطبع علی قلوبهم فهم لا یفقهون — کہ ان لوگون کے دلون پر مہر کردی گئی ہے جسکی وجہ

(پارہ (۲۸) سورہ منافقون) — سے وہ سمجھتے نہین ہین۔

دوسری

ان الذین کفروا بعد ایمانهم — جو لوگ اپنے ایمان کے بعد کافر ہو بیٹھے پھر کفر مین

ثم ازدادوا کفرا لن تقبل توبتهم — ترقی کرتے گئے۔ تو ان کی توبہ ہرگز نہ قبول

واولئك هم الضالون — کی جائے گی اور یہی لوگ گمراہ ہین

پ ۳ - س آل عمران - ع ۹

تیسری

یاایها الذین اٰمنوا من یرتد — اے ایمان لانے والو! تم مین سے جو اپنے

منکم عن دینه فسوف یاتی الله — دین سے پھر جائے گا تو خدا عنقریب

بقوم یحبهم ویحبونہ اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشآء واللہ واسع علیم

پارہ ۶ سورۃ مائدہ ع ۸

ایسے لوگون کو لائے گا جن کو دوست رکھتا ہے اور اُس کو وہ دوست رکھتے ہین مومنون کے لئے وہ رحمدل ہین اور کافرون کے لئے سخت اور راہ خدا مین جہاد کرتے ہین اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہین ڈرتے یہ فضل خدا ہے جس کو چاہے عطا فرمائے اور خدا تعالی صاحب وسعت وعلیم ہے۔

مفسرین اہلسنت اس آیت کی یہ تفسیر کرتے ہین :-

"حضرت کی وفات کے بعد عرب دین سے پھر گئے تھے حضرت صدیق نے یمن سے لوگ بلائے اور اُن سے جہاد کرایا پھر تمام عرب مسلمان ہوے یہ اُن کے حق مین بشارت ہے"

(دیکھو قرآن مجید صفحہ ۱۴۲ مطبوعہ میرٹھ بخط حنائی)

اور تفسیر حسینی مین یہ ہے :-

"بعد از رسالت پناہ تمام عرب مرتد شدند الا اہل مکہ و مدینہ" ..... صفحہ ۱۴۹

چوتھی

وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا وسیجزی اللہ الشٰکرین

(پارہ ۴ سورہ آل عمران ع ۱۵)

اور محمد تو صرف رسول ہین ان سے پہلے اور بھی بہت پیغمبر گذر چکے ہین پھر کیا اگر محمد مر جائین یا مارڈالے جائین تو تم اُلٹے پاؤن اپنے کفر کی طرف پلٹ جاؤگے اور جو اُلٹے پاؤن پھریگا تو سمجھ لو ہرگز خدا کا کچھ نہ بگاڑے گا اور عنقریب خدا شکر کرنے والون کو اچھا بدلہ دیگا۔

اس آیہ شریفہ کی تفسیر یہ ہے :-

" اس سے بشارت نکلتی ہے کہ حضرت کی وفات کے بعد لوگ پھر جائین گے اسی طرح ہوا کہ بہت لوگ آنحضرتؐ کے بعد مرتد ہوگئے حضرت صدیق نے پھر اُن کو مسلمان کیا اور بعضون کو مارا "

پانچوین تفسیر منتیا پوری مین ہے :-

" زمانہ خلیفہ اوّل مین ساٹھ قبیلے مرتد ہوگئے تھے اور ایک فرقہ عہد خلیفہ دوم مین "

اور جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے تصریح کی ہے کہ :-

" سوائے مسجد مکہ و مدینہ و قریہ حواسا کے سب لوگ مرتد ہوگئے تھے "

چھٹے شمس العلما شبلی نعمانی فرماتے ہین کہ خود پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ہی مین تمام مدینہ منافقون سے بھرا ہوا تھا وہ یہ ہے :-

ہر شخص جو ذرا بھی اصول تمدن سے واقفیت رکھتا ہو بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے جسوقت وفات پائی تمام مدینہ منافقون سے بھرا ہوا تھا جو مدت سے اس بات کے منتظر تھے کہ رسول اللہ صلعم کا سایہ اُٹھ جائے تو اسلام کو پائمال کردین (الفاروق حصہ اول صفحہ ۵۵ مطبوعہ دہلی)

ساتوین جناب شاہ ولی اللہ صاحب تحریر کرتے ہین کہ :-

" ما انکار نمی کنیم کہ در عصر اول مسلمانان خوئے فتنہ نداشتند نمی بینی کہ بعد وفات آنحضرت بسیارے مرتد گشتند (قرۃ العینین صفحہ ۱۶۳)

آٹھوین " درحقیقت مدینہ مین منافقون کا بیج جو پہلے سے عبداللہ بن ابی کی چالون سے بویا ہوا تھا جس نے ایک دفعہ قریش کے ساتھ انصار کے ایک خفیف سی تکرار ہو جانے پر کہا تھا کہ یہ مصیبت تم نے آپ ہی غیرون کو بلاکر اور شہر مین بساکر اپنے سر پر ڈالی ہے (دیکھو لائف آف محمد۔ مولفہ سر ولیم میور صفحہ ۳۰۰)
(منقول از ارجح المطالب صفحہ ۵۲۰)

زین — مولوی عبید اللہ صاحب تحریر فرماتے ہین کہ :۔

یہ حالت تو اندرونی اسلام کی تھی اب باہر کی حالت سنو کہ عرب مین جوش ارتداد والحاد پیدا ہوا تھا۔ ایک طرف عرب کے یہود و نصاریٰ مخالف اسلام ہو رہے تھے اور اسکی اشاعت کی ابتدا سی سے مزاحم تھے۔ دوسری طرف مدعیان نبوت برسر پرخاش تھے چنانچہ جنکی تنبیہ کیلئے آنحضرت صلعم بسرداری اسامہ بن زید ایک لشکر مدینہ سے باہر نکال چکے تھے۔ چونکہ خود مسلمانون مین بھی بعض قبائل اسلام برگشتہ ہو گئے تھے اور بعض ہوتے چلے جاتے تھے۔ بعض مولفۃ القلوب اور منافق تذبذب کے بھنور مین گرفتار تھے صرف وہ مسلمان اسلام کی محبت پر ثابت قدم تھے جو فتح مکہ سے پہلے خلعت اسلام سے مشرف ہو چکے تھے اُن کی تعداد پندرہ سولہ سو سے زیادہ نہ تھی جن مین بعض مہاجرین اور بعض انصار تھے۔ (دیکھو ارجح المطالب صفحہ ۵۲۰ و ۵۲۹)

دسوین — مولوی نذیر احمد صاحب شمس العلماء تحریر فرماتے ہین کہ :۔

"حکومت اسلام کے بغلی گھونسے روم و فارس اور سرحدی زبردست سلطنتین اسکو ہر وقت آنکھین دکھاتی رہتی تھین کہ پیغمبر صاحب کی آنکھ بند ہو جائے تو اسلام کو پامال کر دین"

گیارھوین — تاریخ عروج الاسلام ترجمہ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ہشتم صفحہ ۱۴۱ مین ہے کہ :۔

جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہو گئی اور حضرت ابوبکر نے اُسامہ کے لشکر کو روانہ کیا تو تمام عرب مرتد ہو گئے اور ملک مین فساد کی آگ چارون طرف پھیل گئی اور قریش کے سوا ہر ایک قبیلہ بالکل مرتد ہو گیا۔ حضرت ابوبکر کے پاس ہر طرف سے نبی صلعم کے امیرون کے خط آئے کہ عرب مرتد ہو گئے اور عموماً سب قبیلون مین بغاوت پھیل گئی۔

بارھوین — ان تمام روایتون کے ساتھ صحاح کی یہ حدیث بھی ملاحظہ ہو :۔

وانہ یجاء برجال من امتی — آنحضرتؐ ارشاد فرماتے ہین کہ آگاہ ہو میری امت مین سے کچھ لوگ

فیوخذ بهم ذات الشمال فاقول یارب — میرے سامنے ذات کے دائن، لائے جائینگے پھر آنکو شمال

اصحابی فیقال انك لاتدری ما احدثوا — کی جانب لیجائینگے مین کہونگا کہ اے پروردگار یہ تو

بعدك فاقول کما قال العبد الصالح کنت — میرے اصحاب ہین تو کہا جائیگا کہ کیا تم نہین جانتے کہ انہون نے

علیهم شهیدا ما دمت فیهم فلما — تمہارے بعد کیا کیا بدعتین حادث کین پس مین کہونگا

توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم وانت — جسطرح عبد صالح عیسیٰ نے کہا تھا کہ اے پروردگار جبتک

اما هؤلاء لم یزالوا مرتدین علی اعقابهم منذ — کہ مین نہین ہا ان کا نگران رہا پھر جب تو نے مجھے دنیا سے

فارقتهم — اٹھالیا تو تو خود ہی انکا نگہبان تھا پس خدا فرمائیگا کہ یہ لوگ

(تفسیر درمنثور جلد دوم صفحہ ۲۴۹) — جب سے تم انسے جدا ہوے برابر مرتد ہوتے رہے۔

اب فرمائیے کہ جو غرض حسب عقیدۂ اہلسنت اللہ جل شانہ کی آنحضرتؐ کی رسالت و نبوت سے تھی کہ دین اسلام تمام دنیا مین پھیل جائے اور سب باطل دینون پر غالب ہو جائے وہ بروے اصول مذہب اہلسنت کہان حاصل ہوئی۔ اس لیے کہ اُنکے اصول سے تو اسوقت حاصل ہوتی کہ جس قدر مخلوق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایمان لاچکی تھی ان کی نسبت اگر اہلسنت یہ اعتقاد رکھتے کہ وہ کلهم اجمعین اپنے ایمان و اسلام مین قائم اور دل سے آنحضرتؐ کی نبوت کے معتقد تھے اور مرتے دم تک اوسپر ثابت قدم رہے تو البتہ یہ امر تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ حضرت کی ہدایت سے جو غرض خدا کی تھی وہ حاصل ہو گئی تھی مگر جب کہ ان پہلے اسلام لانیوالون پر اور پکے ایمان والون کی نسبت اہلسنت کا یہ اعتقاد ہے کہ جسوقت رسول اللہ نے وفات پائی تمام مدینہ منافقون سے بھرا ہوا تھا جب کہ اُن کے کفر و ارتداد کو ان الفاظ مین تشہیر کرتے ہین کہ

"نمی بینی کہ بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بسیارے مرتد گشتند۔"

تو پھر اہلسنت کے منہ سے کیونکر یہ بات نکل سکتی ہے کہ حضرت کی ہدایت سے کچھ فائدہ ہوا ؎

نازم کہ بار قیبان دامن کشان گذشتی — گوشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد

قال

شیعوں کے اصول سے سالت پر الزام آتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جو اعتقاد صحابہ کی نسبت شیعون کا ہے اِس سے الزام آپ کی نبوت پر آتا ہے اور سننے والے کو مذہب اِسلام پر شُبہہ ہوتا ہے اِسلئے کہ جب کوئی اِس امر پر یقین کرے کہ جو لوگ حضرت پر ایمان لائے اُن کے دلون پر کچھ اثر ایمان و اِسلام کا نہ تھا وہ صرف ظاہر مین مسلمان اور عیاذاً باللہ باطن مین کافر تھے یا حضرت کے انتقال کرتے ہی اِس سے پھر گئے وہ حضرت کے نبوت کی تصدیق کر نہین سکتا، اور کہہ سکتا ہے کہ اگر حضرت سچے نبی تھے تو کچھ نہ کچھ آپ کی ہدایت مین تاثیر ہوتی اور کوئی نہ کوئی دل سے ان پر ایمان لایا ہوتا اور منجملہ ہزارون لاکھون آدمیون کے جو ان پر ایمان لائے سو دو سو تو ایمان پر ثابت قدم رہتے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

اقول

شیعون کے اعتقاد سے تو رسالت اور نبوت پر مطلق کوئی داغ نہین آتا اسلئے کہ جو لوگ صدق دل سے ایمان لائے تھے اُن کے دلون پر آنحضرتؐ کی ہدایت کا یہ اثر ہے کہ آخر عمر تک اپنے ایمان پر قائم رہے ہان جو لوگ بظاہر رسالت اور نبوت کی تصدیق کرتے تھے اور دل مین اُس کی تکذیب ان مین سے بہت خود آنحضرتؐ کے سامنے ہی ایمان سے پھر گئے اور گروہ کے گروہ اور جماعت کی جماعت بعد وفات آنحضرتؐ صلعم کے مرتد ہوگئی جیسا کہ آیات الٰہی واحادیث ومفسرین ومحدثین اہلسنت کے اقوال سے ثابت کر آئے ہین۔ پس انبیا ومرسلین کا کام ہدایت ونصیحت اور وعظ وپند کا ہے نہ کہ کل امت کو صراط مستقیم پر چلنے کیلئے مجبور کرنے کا۔ اگر بعد ایمان لانیکے کوئی اُس سے پھر جائے تو ان پر کیون الزام آنے لگا جیسا کہ خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

اوّل

قل یایھا الناس قد جاءکم الحق من ربکم فمن اھتدی فانما یھتدی لنفسہ ومن ضل فانما یضل علیھا وما انا علیکم بوکیل

پ ۱۱ سورہ یونس ع ۱۲

تم کہدو اے لوگو بیشک تمھارے رب کیطرف سے حق تمھارے پاس آیا ہے اب جو شخص راہ راست اختیار کریگا اپنی ذات کے نفع کے لئے اختیار کرے گا جو گمراہی اختیار کرے گا سو اسکے نہین ہے کہ اُسکا وبال اُسی پر رہے گا اور مین کچھ تمھارا نگران نہین ہون۔

دوم

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فان تولیتم فانما علی رسولنا البلاغ المبین

پ ۲۸ سورہ تغابن ع ۱

اور تم اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو پھر اگر تم روگردان ہو جاؤ گے تو ہمارے رسول پر صرف پیام پہونچا دینا واجب ہے۔

سوم | فذکر انما انت مذکر | پس نصیحت کرو تم تو فقط نصیحت کرنے والے ہو

لست علیھم بمصیطر (پ ۳۰ سورۃ الغاشیہ) | ان پر کوئی داروغہ نہین ہو۔

چہارم | افانت تکرہ الناس حتی یکونوا | پھر کیا تم لوگون کو ایمان لانے پر مجبور

مؤمنین (پ سورہ یونس ع ۱۰) | کروگے۔

پنجم | فلعلک باخع نفسک علی اثارھم | پس اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائین تو

ان لم یومنوا بھذا الحدیث اسفا | شاید تم افسوس کے مارے ان کے پیچھے اپنی جان

(پ سورہ الکہف ع ۱) | ہلاک کر ڈالوگے

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے بھائیون کے عقائد سے جو اصحاب کی نسبت ہین ان کی فضیلت و خلافت راشدہ دونون درست ہوتے ہین چنانچہ آپ ان کے امنوا وعملوا الصالحات کی شان مین اس طرح رطب اللسان ہین کہ :-

آنحضرت صلعم کی ہدایت سے عرب کی حالت مین ایک عظیم تبدیلی پیدا ہوگئی قرآن مجید مین لوگون کے دلون کی تسخیر اور روحانی اور اخلاقی تعلیم کی وہ قوت تھی جس نے حیرت انگیز نتائج کرشمہ دکھائے اور دائم الاثر حقانی نتیجہ پیدا کئے اور اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ جس کلام کے ایسے عظیم الشان اور قوی اور قائم نتیجہ ہون وہ بلاشبہہ خدا کا کلام ہے۔ اور آنحضرت صلعم کی ذات بابرکات کی نسبت یہی دعویٰ کیا جاتا ہے کہ آپ ایسے زمانہ مین پیدا ہوے جب کہ دنیا ایک عجیب روحانی سکتہ کی حالت مین تھی۔ اور آپ ایسے ملک مین مبعوث ہوے جہان اخلاقی تعلیم کا کچھ سامان نہ تھا۔ ایسی قوم کی اصلاح آپ کے ذمہ کی گئی جو سوائے اوہام اور فاسد عقیدون اور باطل خیالات اور غلط رایون اور وحشیانہ اعمال اور بداخلاقی نفاق و جنگجوئی کے کسی قسم کی اخلاقی خوبی نہ رکھتے تھے مگر آپ کے الہامی بیان اور خدائی قوت نے اپنے ایسی عجیب و غریب

تاثیر کی کہ اس سے اُن کی تمام ظاہری و باطنی حالتین بدل گئین. برسون کے بہکے ہوے خدا کی راہ پر چل نکلے اور مدتون کے سوئے ہوے غفلت کی نیند سے چونک پڑے۔ جو مشرک تھے وہ موحد ہو گئے۔ جو کافر تھے وہ ایمان لے آئے۔ جو بت پرست تھے وہی بت شکن بنگئے۔ جو گمراہ تھے وہ خدا کی راہ دکھلانے لگے۔ جاہلانہ حمیت اور وحشیانہ عصبیت کا اُن مین نام نہ رہا۔ خانہ جنگی جھگڑے اور پشتینی عداوتین جاتی رہین۔ دماغ غرور اور نخوت سے خالی ہو گئے اور اُن کے دل صبر و توکل حلم و بردباری۔ زہد و پرہیزگاری اور جمیع اخلاقی صفات سے بھر گئے۔ آپ کی تعلیم اور ہدایت نے ایک ایسا گروہ خدا پرست، پاک طبیعت۔ استباز۔ نیکدل لوگون کا قائم کر دیا جن کی کوششون سے شرک اور بت پرستی کی آواز جو تمام جزیرہ نماے عرب مین گونج رہی تھین بند ہو گئین اور اُسکے بدلے ایک یچون و یچگون بے شبہہ بے نمو۔ خدا کی منادی پھر گئی۔ بتون نے عدم کا راستہ لیا۔ بت خانون کا نشان مٹ گیا۔ آتشکدے ٹھنڈے پڑ گئے۔ تثلیث کا طلسم ٹوٹ گیا! وہم پرستی کا باطل خیال باطل ہو گیا

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا (پ۱۵ سورہ بنی اسرائیل ع۸)

آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ، بیشک جھوٹ ہی نکل بھاگنے والا ہے۔

اور اس سے اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ آپ حقیقت مین سچے رسول اور خدا ہی کی طرف سے مؤید تھے ورنہ انسان کا کام نہ تھا کہ وہ ایسا انقلاب عظیم عرب کی روحانی اور جسمانی حالت مین پیدا کر دیتا اور ایسے جنگجو ستم پیشہ لوگون کو جو بات بات پر لڑتے اور جھگڑتے تھے۔ اخوت کے ایک رشتہ مین باندھ دیتا اور ان کی پشتینی عداوتون اور کینون سے اُن کے دلون کو ایسا صاف کر دیتا کہ اُس کا کچھ اثر باقی نہ رہتا بلکہ دنیا مین اُن کو اخلاق اور انسانیت کا نمونہ بنا دیتا

(آیات بینات جلد دوسری مطبوعہ مطبع مصطفائی لکھنؤ صفحہ (۶۰۷))

پس آپ تو اِس شد و مد سے اصحاب ثلثہ وغیرہ کے صفات بیان فرما رہے ہین لیکن کتب اہلسنت کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کے انتقال فرماتے ہی مہاجرین وانصار نے اپنی حرص وہوا کو دخل دیکر ایک طوفان بے تمیزی مچا دیا تھا۔ چنانچہ جو کچھ واقعات کتاب ارجح المطالب مین درج ہین ہم اُسکا اقتباس اس جگہ نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے :-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال پر ملال کو چند ساعتین گذری تھین اور صحابہ کرام تجہیز وتکفین کی فکر کر رہے تھے کہ اُن کے پاس خبر آئی کہ انصار بقیفہ بنی ساعدہ مین اس غرض سے جمع ہوئے ہین کہ اپنے مین سے ایک شخص کو امیر وخلیفہ بنالین درحقیقت یہ یہ مین منافقانہ جو بنیاد پہلے سے عبداللہ بن ابی کی چالون سے بویا ہوا تھا جس نے ایک دفعہ قریش کے ساتھ انصار سے ایک خفیف سی تکرار ہو جانے پر کہا تھا کہ یہ مصیبت تم نے آپ ہی غیرون کو بلاکر اور شہر مین بسا کر اپنے سر پر ڈالی ہے

لالف آف محمدؐ نواله سر ولیم میور صفحہ ۳۰۰

انصار کو جلدی نے اِس امر پر برانگیختہ کیا کہ خلافت قریش کے ہاتھ مین نہ جاتی رہے چونکہ مدینہ طیبہ کے اصلی باشندے یہی تھے ان کو مہاجرین یعنی مکہ والون کے زیر حکومت رہنا کسیقدر ناگوار معلوم ہوتا تھا اور اُن کو یہ خیال تھا کہ اُن کے وطن سے بھاگے ہوے لوگون کو ہم نے اپنے پاس رکھا ہے اور اُن کی اعانت کی ہے ہمارے اوپر احسان ہین یہ ہمارے زیر اطاعت ہونے چاہئین نہ کہ ہم ان کے تابع فرمان بنجائین وہ خدا کے رسول کی ذات بابرکت ہی ایسی تھی جسکی غلامی ہم دل وجان سے کرتے تھے اب اُن کی وفات کے بعد قریش کو ہم لوگون پر حکمرانی کا کوئی استحقاق نہین ہے۔ نہایت الامر ہم ایک کو اپنے مین سے جداگانہ امیر بنالین چنانچہ سعد بن عبادہ کو جو بنی خزرج کا سرگروہ تھا انصار نے بیعت کیلئے نامزد بھی کر لیا تھا۔

غرضکہ بقول سر ولیم میور) وقت نہایت نازک ہو گیا تھا اور اسلام کا آیندہ اتفاق

معرض خطر مین تھا۔ (حقوق کتاب لیس آف اسلام صفحہ ۱۲)

حضرت ابوبکر اور عمر یہ سنکر سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف دوڑے۔ حضرت ابوعبیدہ رہتہ مین اُن کے ساتھ ہولئے۔ یہ تینون اصحاب انصار کے مجمع مین جا پہونچے اور دقت کے بعد اُن کو اپنے ارادہ سے باز رکھنے مین کامیاب ہوے۔ انتخاب خلیفہ کی نسبت حضرت ابوبکر نے کہا کہ حضرت عمر یا ابوعبیدہ مین سے جو اس وقت حاضر ہین ایک کو منتخب کرلو حضرت عمر نے عجلت کرکے کہ مبادا انصار مین سے کوئی برگشتہ نہو جائے اور فتنہ برپا ہوجائے۔ حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور جناب نبی خزرج کو برگشتہ کرنے کی پھر بھی کوشش کی مگر بنی اوس جو کہ انصار مین سے دوسرا گروہ تھا بیعت کرلینے پر کامیاب ہوسکا۔

(دیکھو لائف آف محمدؐ مولفہ سر ولیم میور صفحہ ۵۱۴)

حضرت علی علیہ السلام اُسوقت موجود نہین تھے اور نہ اُن سے راے لینے کی مہلت ملی جب حضرت ابوبکرؓ وہان سے لوٹے تو سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دفن ہوچکے تھے اِس لئے شرکت جنازہ سے محروم رہے جس کا قلق اُن کو مدت العمر باقی رہا۔

یہ حالت تو اندرونی اِسلام کی تھی۔ اور باہر کی حالت یہ کہ عرب مین جوش ارتداد والحاد پھیلا ہوا تھا۔ ایک طرف عرب کے یہود و نصاری مخالف اسلام ہورہے تھے اور اُسکی اشاعت کے پہلے ہی سے مزاحم تھے دوسری طرف مدعیان نبوت برسرپرخاش تھے جن کی تنبیہ کے لئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ سرداری اُسامہ بن زید ایک لشکر مدینہ سے باہر نکال چکے تھے۔ خود مسلمانون مین بھی بعض قبائل اسلام سے برگشتہ ہوگئے تھے اور بعض ہوتے چلے جاتے تھے بعض مولفۃ القلوب اور تذبذب کے بھنور مین گرفتار تھے صرف وہ مسلمان اسلام کی محبت پر ثابت قدم تھے جو فتح مکہ سے پہلے خلعت اسلام سے مشرف ہوچکے تھے اور جنکے دل پر خدا نے

سکینہ اُتارا تھا۔ اُن کی تعداد پندرہ سولہ سو سے زیادہ نہین تھی جن مین بعض مہاجرین اور بعض انصار تھے جبکہ ان تھوڑے سے لوگون مین بھی خلافت کی نسبت تکرار ہو رہی تھی اگر عجالۃً حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت واقع نہ ہو جاتی اور مہاجرین و انصار ایک خلیفہ پر اجماع نہ کر لیتے تو اول مہاجر و انصار ہی مین تلوار چل جانے کا احتمال تھا جس سے اسلام کا آیندہ اتفاق بھی ہاتھ سے جاتا رہتا۔ اور اگر ایسے نازک وقت پر حضرت ابوبکر سقیفہ بنی ساعدہ مین نہ پہونچ جاتے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز و تکفین کے انتظار مین بیٹھے رہتے یا سقیفہ بنی ساعدہ مین پہونچکر بیعت کو تھوڑی دیر کیلئے روکا جاتا تو عظیم تفرقہ امتِ محمدی مین پیدا ہو جاتا پھر جس کی اصلاح غیر ممکن نہ ہوتی تو دشوار ضرور ہی ہو جاتی۔

(دیکھو ارجح المطالب سوانح عمری حضرت علی بن ابی طالبؑ صفحہ ۵۳۸)

اسی طرح شمس العلماء شبلی نعمانی مہاجرین کی کدورت و مخالفت کا حال جو انصار سے ان کو تھی اس طرح لکھتے ہین کہ

ایسے نازک وقت مین آیا یہ ضروری تھا کہ لوگ جزع و فزع اور گریہ و زاری مین مصروف رہین یا یہ کہ فوراً خلافت کا انتظام کر لیا جائے۔ انصار نے اپنی طرف سے خلافت کی بحث چھیڑ کر حالت کو اور نازک کر دیا تھا۔ کیونکہ قریش جو انصار کو اسقدر حقیر سمجھتے تھے کہ جنگ بدر مین جب انصار اُن کے مقابلہ کو نکلے تو عتبہ نے آنحضرتؐ کو مخاطب کر کے کہا کہ محمدؐ ہم ناجنسون سے نہین لڑ سکتے کسی طرح انصار کے آگے سر تسلیم خم نہین کر سکتے تھے۔ قریش پر کیا موقوف ہے تمام عرب کو انصار کی متابعت سے انکار رہتا۔

چنانچہ حضرت ابوبکر نے سقیفہ مین جو خطبہ دیا اُس مین صاف اس خیال کو ظاہر کیا اور کہا

وان العرب لا تعرف هذا الامر الا لهذا الحی من قریش۔ اسکے علاوہ انصار مین دو گروہ

اوس اور خزرج ان مین باہم نفاق نہ تھا۔ اس حالت مین ضرور تھا کہ انصار کے دعوی خلافت کو دبا دیا جاے۔ اور کوئی لائق شخص فوراً انتخاب کرلیا جائے۔

(الفاروق حصہ اول صفحہ ۵۵ و ۵۶)

کوئی صاحب فرماتے ہین کہ

"اگر کہین خلافت انصار مین چلی جاتی تو کشتی اسلام ایسی غرق ہوتی کہ ایک تختہ کا بھی پتہ نہ ملتا"

پس ان اقوال سے ظاہر ہے کہ جن اصحاب کے ایمان اور اسلام کی تعریف شد و مد سے آیات بینات مین کی گئی ہے انجام کار ان کے ایمان و اسلام کے یہ جوہر کھلے۔ اور تیئیس برس تک جو ہدایت اور تعلیم آنحضرت صلعم سے حاصل کی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے انتقال کرتے ہی اس سے پھر گئے۔ ان کے دلون سے اخلاقی تعلیم بالکل محو ہوگئی۔ لوگ اوہام فاسد عقیدون۔ باطل خیالات غلط رایون۔ وحشیانہ اعمال۔ بد اخلاقی جنگجوئی اور نفاق و شقاق کی طرف پھر لپٹ گئے۔ پس اگر صحابہ کے ارتداد و کفر کا اعتقاد رکھنے سے رسالت و نبوت پر الزام آتا ہے تو اہلسنت ہی کے عقاید سے الزام آتا ہے معاذ اللہ اور انھین کو ہادی اسلام کی ہدایت پر شبہہ ہو سکتا ہے اور وہی لوگ نبوت کی تصدیق کر نہین سکتے اور کہہ سکتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اگر سچے نبی تھے تو آپ کی ہدایت و نبوت کے یہ نتیجے نہ نکلتے کہ:۔

"جس وقت حضرت نے وفات پائی تو تمام مدینہ منافقون سے بھرا ہوا تھا اور مہاجرین انصار کے اور انصار مہاجرین کی عداوت و مخالفت پر تلے ہوے تھے اگر ایسے نازک وقت مین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فوراً مسند نشین خلافت نہ کر دیے جاتے جہاز اسلام کا جو ایک سخت طوفان کے تلاطم مین آگیا تھا غرق ہو جاتا۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ

الغرض شیعون کے عقائد سے تو مطلق الزام آنحضرت صلعم کی رسالت پر نہین آتا۔ البتہ اہلسنت کے

اِن عقیدون سے کہ :۔

"نزول وحی حضرت عمرؓ کی راے کے موافق ہوتا تھا"

اور جناب شاہ صاحب کے اِس کلام سے کہ :۔

صد ہزار تحسین و آفرین بر دقت نظر عمر — عمرؓ کی اس باریک بینی پر ہزار تحسین و آفرین ہے کہ

است کہ اگر آنحضرت درین حالت کہ چیزے جدید — اگر آنحضرت صلعم ایسی حالت مین کوئی ایسی نئی بات لکھواتے

کہ سابق در کتاب و شریعت نیامدہ بنویساند موجب — کہ اس سے قبل کتاب و شریعت مین نہو تو حضرت کی تحریر

تکذیب آیہ خواہد بود — باعث تکذیب آیت ہوتی

البتہ رسالت و نبوت پر الزام آتا ہے۔ معاذ اللہ

علی ہذا القیاس بخاری شریف مین تو ایسی ایسی رکیک بے بنیاد احادیث منافی شان رسالت درج ہین جن سے سراسر خاتم الانبیا علیہ الاف التحیۃ والثنا کی توہین ہوتی ہے چنانچہ اُنھین شرمناک حدیثون اور روایتون سے جن کی نقل کرنے سے ہم کو حیا اور شرم آتی ہے منکرین و مخالفین اسلام کو رسالت و نبوت کی تکذیب اور مضحکہ کرنے کا موقع ملا اور یہی سبب ہے کہ نصارا وغیرہ اسلام اور ہادی اِسلام کی رسالت و نبوت سے منکر ہو گئے۔

قال

اگر صحابہ کرام تمہارے عقائد باطلہ کے موافق اسلام اور ایمان مین کامل نہ تھے تو پھر وہ لوگ کون سے تھے جن پر حضرت کی ہدایت کا اثر ہوا اور وہ لوگ کتنے تھے جن کو حضرت کی نبوت سے فائدہ ہوا اگر اصحاب نبی سوائے معدودے چند بقول تمہارے سب کے سب عیاذا باللہ منافق و مرتد تھے تو دین اسلام کو کس نے قبول کیا اور تمہارے صاحب کی تعلیم و تلقین سے کس کو نفع پہونچا اور کن لوگون نے حضرت کے کہنے سے شرک چھوڑکر توحید پر اعتقاد کیا کن شخصون نے عبادت کے طریقون کو سیکھا اور کس گروہ نے دین محمدی کو رائج کیا۔ اور کس فرقہ نے ایمان کو پھیلایا۔

سے ہدایت پائی اور سے ایمان لایا

اقول

نفس رسول اصحاب سے بہتر تھے

جولوگ صحابۂ کرام سے تھے وہ کلھم اجمعین اپنے اسلام وایمان مین کامل تھے اور وہ معدودے چند نہ تھے جیسا کہ "نزہہ اثنا عشریہ" مین ہے :-

ابن بابویہ بسند حسن از حضرت جعفر صادق — ابن بابویہ نے حضرت صادق علیہ السلام

علیہ السلام روایت کردہ است کہ اصحاب رسول صلعم سے روایت کی ہے کہ اصحاب رسول بارہ ہزار تھے

دوازدہ ہزار نفر بودند در دین خدا بجز سخن حق — جو بجز سخن حق دین خدا مین کلام نہین کرتے تھے اخوف

نمی گفتند و شب و روز گریہ می کردند و می گفتند — خدا سے رات دن روتے رہتے تھے اور مناجات

خدایا روحہای ما را قبض کن پیش از انکہ ان — کرتے تھے خداوندا قبل اسکے کہ ہم میدہ ٔ ی رٹی کھائین

میدہ بخوریم — ہم کو موت دے -

انھین برگزیدگان خدا پر حضرت کی ہدایت و وعظ کا اثر ہوا ان لوگون نے خود بھی ہدایت حاصل کی اور گمراہون کو بھی راہ ہدایت دکھائی - نفوس پاک ایسے ہادی اور واعظ تھے کہ ہدایت نے پیچھے اپنا جان و مال نثار کیا اپنے خدا و رسول کے عشق مین ایسے دیوانے اور اپنے دین مین ایسے متوالے تھے کہ جب خلفائے ثلثہ خدا و رسول کے خلاف اپنی حرص و ہوا سے اور دین رسولؐ مین احکام صادر فرماتے تھے تو یہ عاشقان خدا و رسول اُن کو سر دربار ٹوک دیا کرتے تھے اپنے مالک کے اِس فرمان کو :-

"فلا تخشوا الناس واخشون" "آدمیون سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو"

پیش نظر رکھ کر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ہدایت کرتے تھے اس ہدایت کی خاطر اُنکو خلافت و حکومت کا پرگس کے بھی برابر خوف نہ ہوتا تھا ؎

رہِ حق مین تھی دوڑ اور بھاگ اُن کی — بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ اُن کی

فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ اُنکی　　شریعت کے قبضہ مین تھی باگ اُن کی

جہان کردیا نرم نرما گئے وہ

جہان کردیا گرم گرما گئے وُہ

کفایت جہان چاہیئے وان کفایت　　سخاوت جہان چاہیئے وان سخاوت

بچی اور تُلی دشمنی اور محبّت　　نہ بیوجہ اُلفت نہ بے وجہ نفرت

جھکا حق سے جو۔ جھک گئے اُس سے وہ بھی

رُکا حق سے جو۔ رُک گئے اُس سے وہ بھی

اوران خلفاے وقت کا یہ حال تھا کہ ان کی ہدایت ونصیحت پر شعلہ بھبوکا ہوتے تھے اِن عاشقان خدا

ورسول کو انواع واقسام کی تکلیفین اور ایذائین پہونچاتے تھے ازانجملہ حضرت ابوذر غفاریؓ کے ساتھ جو برتاؤ

پایہ مرتبہ کے صحابی تھے اسی ہدایت ونصیحت کے پیچھے جناب خلیفہ صاحب سوم نے جو سلوک کئے، وہ

اہلسنت کی کل کتب عربی وفارسی واُردو مین درج ہین چنانچہ اس جگہ چند سطرین "محرم نامہ"، خواجہ

حسن نظامی صاحب دہلوی کے صفحہ (۳۰) سے نقل کی جاتی ہین ذرا ملاحظہ فرمایئے کہ کیا تحریر فرماتے ہین :۔

حضرت ابوذر غفاری ایک بڑے مرتبے کے صحابی تھے حضرت رسول خدا سے اُن کو عشق

تھا اور حضرت صلعم بھی ان کے ناز اُٹھایا کرتے تھے۔ حدیثون اور تذکرون سے معلوم ہوتا ہے کہ

ابوذر بہت کھرے اور منھ پر صاف بات کہنے والے آدمی تھے۔ خدا کے حکم کے بموجب حق بات کہنے

مین کسی کا لحاظ نہ کرتے تھے چھوٹا ہو یا بڑا۔ برا کام کرتے ہوے دیکھتے تو کھلم کھلا ٹوک دیتے تھے

ایک جہاد مین فوج کی برکت کے خیال سے خدمت ابوذر کے نام سے کی گئی یہ ستانے اور

تنکل رسول اللہ کے پروانے تھے۔ اللہ اللہ کرنے کے سوا لڑائی کی تدبیرون سے انھین کچھ

سروکار نہ تھا اِسواسطے ان کے ساتھ معاویہ کو کردیا گیا کہ فوج کو لڑائین تو معاویہ مگر نام افسری مین

حضرت ابوذر کا رہے کہ بزرگ کی برکت اور مقرب رسول کی عزت سے فتح نصیب ہو معاویہ حکمرانی اور عیش زندگانی کے آدمی تھے ممکن ہے کہ انمین وہ کچھ کمزوریان ہون جو دنیاوی امرا مین عموما ہوا کرتی ہے حضرت ابوذر نے ان کو نصیحت کرنی شروع کی ۔ امیر معاویہ کی عزت ملک شام مین بہت زیادہ تھی بڑی بڑی لڑائیون مین اور مجمع عام مین حضرت ابوذر معاویہ کو ٹوک دیتے تھے اور لوگون کی نگاہون مین معاویہ کی خفت ہوتی تھی کہ ایک معمولی سا آدمی اتنے بڑے افسر کو مذہبی مسائل کی نصیحت کرتا ہے مگر معاویہ بے بس تھے فوج کی سرداری بوذر کے نام تھی اور معاویہ پر ان کی اطاعت فرض تھی منھ سے تو کچھ نہ کہتے مگر دل ہی دل مین چڑ مراتے حضرت ابوذر کا یہ عالم تھا کہ معاویہ کی امیری اور ملک شام کی گورنری کا ذرا بھی خیال نہ کرتے تھے جہان کوئی گناہ کرتے دیکھا اور یہ چیخے کیا کرتا ہے ؟ شرم نہین آتی ! اسلام کے حکم کو بھول گیا ۔ توبہ کر اب ایسا نہ کیجیو ۔ ہوتے ہوتے معاویہ عاجز ہو گئے اور ان کا ناک مین دم آگیا تو انھون نے حضرت عثمان کی خدمت مین عرضی بھیجی کہ یہ ملک شام ہے ، یہان میری بڑی عزت ہے ابوذر اس کا خیال نہین کرتے ۔ حضرت عثمان بجائے اسکے کہ ایک طرف تو ابوذر کو نصیحت لکھتے کہ عام لوگون کے سامنے نہ کہا کرو تخلیہ مین سمجھا دیا کرو اور دوسری طرف معاویہ کو سمجھاتے کہ ابوذر کی یہ کوئی نئی بات نہین ہے ۔ حضرت رسول خدا صلعم کے روبرو بھی انکا یہی حال تھا کہ وہ کوئی بات جو دین و مذہب کے خلاف ہو دیکھ کر بیتاب ہو جاتا ہے صبر برداشت نہین کر سکتا تم ایسا کام ہی کیون کرو کہ جو ابوذر کو یہ موقع ملے مگر حضرت عثمان نے ابوذر کو واپس بلانے کا حکم بھیجدیا ۔ حضرت ابوذر یہ سمجھتے تھے کہ اب بھی رسول صلعم کا زمانہ ہے دین کی خاطر بگڑون گا تو میری دلداری کی جائے گی ۔ مگر یہ نہ جانتے تھے کہ تمھارے ناز اٹھانے والے تو قبر مین جا بسے ۔ اب کس کے بل پر یہ مزاج داری کرتے ہو ۔ امیر معاویہ نے چاہا کہ حضرت ابوذر کو مدینہ جانے کے لئے سواری اور خرچ راہ دین مگر ابوذر ایسے خفا تھے کہ پیدل

چل کھڑے ہوے اور بات کے ایسے پورے کہ پیدل ہی مدینہ پہونچے یہ سمجھ کر کہ حضرت عثمان نے
میرے اور رسول اللہ کے راز و نیاز دیکھے ہین اگر سامنے جاؤن گا میرے پیدل آنے پر افسوس
ہوگا اور وہ مجھ سے عذر کرینگے مگر وہ جب حضرت عثمان کے سامنے گئے تو اُلٹا شکوہ سُنا کہ تم نے کیون
معاویہ کے ساتھ ایسا سلوک کیا۔ ان کو تاب نہ رہی اور عرض کیا کہ حضرت رسول خدا سے
مین نے سنا ہے کہ ابوذر اکیلا رہے گا اور اکیلا ہی مرے گا۔ لہذا مجکو اجازت دیجئے کہ مین کسی
تنہا مقام مین جا کر رہون حضرت عثمان نے فرمایا اچھا جاؤ اجازت ہے۔ بیچارے ایک معمولی
بستی مین جا کر رہنے لگے اور وہین غربت کی حالت مین رحلت کی۔ اِس واقعہ سے رسول مقبول
کے اصحاب کو بہت صدمہ ہوا کیونکہ وہ تو رسول کی محبت کے دیوانے تھے جس سے آنحضرت کو
محبت کرتے دیکھا تھا اُسکے قدمون کے نیچے آنکھین بچھاتے تھے جب ابوذر کے ساتھ یہ سرد مہری
دیکھی حضرت عثمان سے بگڑ گئے : انتہی

اگرچہ یہ بیان مطابق روایات مندرجہ کتب اہل سنت ہے مگر اسپر بھی خواجہ صاحب نے حضرت عثمان کی
خاطر بچا بچا کر لکھا ہے اور ان مظالم کا ذکر نہین کیا جو خلیفہ صاحب نے حضرت ابوذر پر کئے تھے یعنی

"خلیفہ صاحب نے معاویہ کو یہ حکم دیا تھا کہ ابوذر کو ایک شتر بدرفتار بلاکجاوہ پر سوار کرا کے ایک درشت مزاج
رہبر کے ساتھ جو اونٹ کو رات دن بھگاتا لائے مدینہ بھیجدو"

معاویہ صاحب نے حسب تعمیل کی ابوذر ضعیف العمر ہو چکے تھے ان تکلیفون اور صدمون سے زانوؤن کا
گوشت چھل چھلکر جدا ہو گیا تھا جب وہ دربار خلافت مین حاضر کئے گئے تو جناب خلیفہ صاحب کلمات سخت
و درشت حضرت ابوذر کی شان مین زبان مبارک پر لائے اور مدینہ سے اخراج کرا دیا اور مروان کو حکم دیا کہ
اونٹ پر سوار کر کے مدینہ سے باہر نکالدے اور کسی کو اُن کے ساتھ جانیکی اجازت نہ دے۔ (ملاحظہ ہو تاریخ یعقوبی وغیرہ)

اِس جگہ چند جملے حضرت ابوذر رض کی نسبت تاریخ "روضۃ الاحباب صفحہ ۲۵۲" سے نقل کیے جاتے ہین

اور وہ یہ ہین :-

ذوالنورین بعداز وقوف بر مضمون — معاویہ کی تحریر پر عثمان نے ابوذر کا شام مین

مکتوب معاویہ مصلحت در بودن ابوذر در شام ندید — دکھنا خلاف مصلحت خیال کیا اور مدینے مین بلایا

وے را بمدینہ طلبیدہ معاتب ساخت و بعداز — اور غصہ کیا اور بہت تقریر کے بعد ابوذر کو

ردو قدح بسیار قیل وقال میشمار ابوذر را از — فتوی دینے سے منع کیا اور مدینہ سے اخراج کا حکم

افتا منع کرد و حکم باخراج نمود ابوذر گفت مرا دستوری — دیا۔ ابوذر نے کہا مجھے شام مین رہنے کی اجازت دیجائے

داد تا بولایت شام روم گفت اگر بشام میفرستادم — جواب ملا کہ اگر شام مین تم کو جانے کا اذن دون تو

چرا از انجامی طلبیدم صبح اشتہار تو دیگر از افق — وہان سے مین تم کو بلاتا ہی کیون تیری اشتہار کی

شام طالع نشود گفت پس بگذار تا بعراق روم — صبح شام کے افق سے طلوع نہ ہو۔ انھون نے کہا

فرمود میخواہی کہ در عراق فرقہ خبیث را متحرک — اچھا عراق جانے دو فرمایا کہ عراق کے فرقہ خبیث

گردانیدہ اہل آن مملکت را در اغرا بر من — کو دغلان کر وہان کے لوگون کو مجھ سے باغی

غریق سازی ابوذر گفت پس ہر جا فرمانی بروم — کرو گے ابوذر نے کہا اچھا جہان کے لے حکم ہو وہین

امیر المومنین عثمان فرمود در نواحی حجاز کدام موضع — جاؤن عثمان نے کہا کہ حجاز کے اطراف مین کونسا

تو بغض ست گفت زبذہ و آن موضعے ست — مقام تمھین ناپسند ہی کہا ربذہ عثمان نے کہا اچھا وہان جا سکتے

قریب بینہ عثمان گفت بآن موضع می باید رفت ابوذر — ابوذر نے کہا آپ خوش رہین مگر اتنا سمجھ لیجئے کہ اگر میری

گفت خوش باشید اما بدانکہ اگر شمشیر تیز بر رقبہ — گردن پر تلوار بھی رکھی گئی تب بھی مین بی بات کو نہ چھپاؤنگا اور نہ

من نہیدام معروف و نہی منکر در رسانیدن آنچہ از — بات کی تعلیم سے خاموش رہونگا جیسا کہ مین نے رسول صلعم

پیغمبر صلعم شنیدہ ام ار خود تمتنع نخواہم گردانید و — سے سنا ہے -

کلمہ حق را ہر جا کہ باشم خواہم رسانید

مثل اسکے انواع واقسام کی اذیتین دیگر اصحاب مومنین کو دین۔ جن کا ذکر ہم نے دوسری جلد مین کیا ہے اب اگر حضرت اہلسنت تعصب چھوڑ کر حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کے اِس نکتہ پر کہ (حضرت ابوذر سمجھتے تھے کہ اب بھی رسول اللہ کا زمانہ ہے دین کی خاطر بگڑون گا تو میری دلداری کی جاے گی مگر یہ نہ جانتے تھے کہ تمھارے نازاُٹھانے والے تو قبر مین جا بسے اب کس کے بل پر مزاحداری کرتے ہو) تو یہی نکتہ اُن کے اصلاح مذہب کے لئے کافی و وافی ہے۔

اے یارو! چشم انصاف سے حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت عثمان غنی رضؓ کے ایمان و اسلام مین تقابل کرو کہ پیغمبر صاحب کی تعلیم اور تلقین سے کس نے فائدہ اُٹھایا۔ کس نے خدا و رسول کے پیچھے اپنا جان و مال نثار کیا۔ کس نے پیغمبر خدا صلعم کی ہدایت و تعلیم سے انحراف کر کے امور دین مین اپنی حرص و ہوا کو دخل دیا۔ کس پر اللہ جل شانہ کا فرمان :۔

تأمرون بالمعروف وتنهون عن	حکم کرتے ہو نیک باتون کا اور منع کرتے ہو
المنکر ط	بری باتون سے
صادق آتا ہے اور کس پر	
یأمرون بالمنکر وینهون	حکم کرتے ہین بری باتون کا اور منع کرتے ہین
عن المعروف ط	اچھی باتون سے
کا اطلاق ہوتا ہے	

اے حضرات جن اصحاب پر تم شیفتہ و فریفتہ ہو۔ جن کو تم مرتبہ مین افضل و اعلے سمجھے ہوے ہو اور جنکی نسبت تم نے اچھے خیالات قائم کر لئے ہین ذرا اُن کے کارنامون پر تو غور کرو تاکہ تم کو معلوم ہو کہ وہ کیسے قدم بقدم اپنے پیغمبر کے چلتے تھے۔ اور حرص و ہوا کو ہر کام مین کیسا دخل دیتے تھے آفرین ہے تمھاری اِس عقیدت و مودت پر ؎

بوسے بنفشہ می دہد طرۂ مشکسائے تو　　پردۂ غنچہ می درد خندہ دلکشائے تو

اس ذات مقدس کے علاوہ اور بہت سے اصحاب کبار ایسے ہین جو دین خدا مین امر بالمعروف و نہی عن المنکر کیا کرتے تھے جو شب و روز خوف خدا سے گریہ و بکا کرتے تھے اور اپنے خدا کی خوشنودی و رضا کے لئے نفس کشی اُن کا شعار تھا۔

پس اسی گروہ نے دین محمدی کو جاری کیا۔ اور اسی فرقہ نے ایمان کو پھیلایا۔ انھین مومنین کے راس و رئیس جناب امیر المومنین۔ امام المتقین قاتل المشرکین یعسوب الدین اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب علیہ السلام تھے جن کو خدا نے اپنے رسول کی تائید و نصرت کیلئے خلق فرمایا تھا۔ جسپر یہ حدیث شاہد ہے

حضرت علی کے اول اسلام لانے مین

عن ابی حمراء رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلعم لیلۃ الاسری بی الی السماء نظرت الی ساق العرش الایمن فرأیت کتابا فیہ محمد رسول اللہ وایدتہ بعلی ونصرتہ بعلی اخرجہ الاعلاقی۔

ابو حمرا سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ شب معراج مجکو آسمانون کی طرف لے گئے مین نے عرش مجید کے داہنے ساق پر یہ لکھا ہوا دیکھا کہ محمد خدا کے رسول ہین اور اُن کی مدد کے واسطے مین نے علی کو خلق کیا ہے۔ (رد حج الطالب صفحہ ۴۹۶)

اُسی کتاب کے صفحہ ۴۰۰ مین یہ حدیث بھی قابل ملاحظہ ہے:۔

عن کعب بن عجرۃ قال قال رسول اللہ صلعم لا تسبوا علیا فانہ ممسوس فی ذات اللہ۔

کعب بن عجرہ کہتے ہین کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ علی کو برا مت کہو تحقیق کہ وہ خدا کی ذات مین ممسوس ہے

اللھم صل علی محمد وآل محمد

حضرت علی کے یتیا ۔ ۔ ریا

چنانچہ جناب حیدر کرار غیر فرار نے اعلاء کلمۃ اللہ مین جو اعانت و نصرت کی ہے وہ ظاہر ہے کہ ہر جنگ مین مقدمۃ الجیش رہے۔ کونسا جہاد رسول اللہ کے زمانے مین ایسا ہوا جو ید اللہ کے ہاتھ پر فتح نہ ہوا ہو جس خانۂ خدا مین تین سو ساٹھ بتون کی پرستش ہوتی تھی اور ہر قبیلہ کا بت جدا جدا ایک ایک رب سمجھا جاتا تھا۔ اُس گھر کو مولائے کونین ہی نے

پاک و صاف کیا تھا اور فضیلت و منزلت خدائے پاک نے اپنے ولی ہی کو عطا کی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے دوش مبارک پر سوار کر کے خانہ خدا کو اصنام سے پاک کرایا اور جبرئیل علیہ السلام نے بازو تھام کے اتارا جس کا ذکر شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلوی (مدارج النبوۃ) مین یاین الفاظ کرتے ہین :-

بتے چند در موقع بلند نہادہ بودند کہ دست
علے بآنہا نمی رسید و در بعضی روایات آمدہ -
بتی چند بلند ایشان ہبل نام می داشت علی کرم اللہ
وجہہ عرض نمود کہ یا رسول اللہ پاے مبارک
بر کتف من بنہ و این اصنام را فرود آر آن سرور
فرمود یا علی تو پاے خود بر کتف من بنہ و این کار کن
علیؓ امتثالا پاے بر کتف رسول اللہ صلعم نہادہ بتہا
را فرو گرفت در آن حالت حضرت از وے پرسید کہ
خود را چگونہ می یابی گفت یا رسول اللہ چنان ہیتم
کہ حجب منکوف شدہ گویا سر من بساق عرش
رسیدہ است و ہر چہ دست دراز می کنم بدست من آید
حضرت فرمود اے علی خوشا وقت کہ کار حق می کنی
چون علے بتان را بر زمین انداخت و قطعہ قطعہ
ساخت و خود را از دوش آنحضرت بر زمین زد تبسم
فرمود رسول اللہ صلعم از وے پرسید چہ چیز ترا خندانید
گفت آنکہ خود را از چنین جاے بلند انداختم

چند بت ایک بلند مقام پر رکھے ہوے تھے کہ
وہان حضرت علی کا ہاتھ نہ پہونچ سکتا تھا اور بموجب
بعضے روایات کے سب سے بڑا بت جس کا نام ہبل تھا وہ
ایک اونچے مقام پر رکھا تھا حضرت علی نے جناب
رسول اللہ صلعم سے عرض کی یا رسول اللہ اپنا قدم مبارک
میرے کاندھے پر رکھکر ان بتون کو نیچے گرا دیجئے رسول اللہ
نے فرمایا کہ یا علی تم اپنے قدم میرے کاندھے پر رکھکر کام کرو
حضرت علی نے بتعمیل فرمان مبارک اپنے قدم مبارک کے دوش انور
پر رکھ کر اُن بتونکو گرا دیا رسول اللہ نے علی سے پوچھا کہ اسوقت
اپنے آپکو کیسا پاتے ہو علی نے کہا یا رسول اللہ ایسا دیکھتا ہون
کہ پردے حجاب کے کھل گئے اور گویا کہ میرا سر ساق عرش پر ہے
جس چیز کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہون میرے ہاتھ مین آجاتی
ہے حضرت نے فرمایا یا علی بڑی خوشی کا وقت ہے کہ تم کار نیک
کر رہے ہو جب علی نے بتون کو گرا دیا اور اُنکو توڑ ڈالا دوش مبارک
رسول اللہ سے کود کر زمین پر آئے تو مسکرائے رسول اللہ نے
مسکرانے کا سبب پوچھا علی نے عرض کی کہ مین اتنی بلند جگہ سے کودا

وہ ہیچ الم نہ رسید آنحضرت فرمود چگونہ تو الم رسد حالانکہ مگر کچھ بھی مجھے تکلیف نہین پہونچی حضرت نے فرمایا

بردارندہ تو رسول اللہ باشد و فرود آرندہ تو کیونکر پہونچتی جب کہ تم کو اُٹھانے والا خدا کا رسول

جبریل۔ اور اُتارنے والا جبریل ہو۔

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

چنانچہ ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

علی بر دوشِ احمد چشم بدور عیاں شد معنی نور علیٰ نور

اِس حدیث کے مضمون کو میر انیس رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جس لطف سے نظم کیا ہے اُس کو بھی ملاحظہ فرمایئے ؎

زنار گردنون پہ تمھارے سوار تھی، شرکِ جلی یہ تھا کہ پرستش مین نار تھی

اِسلام کے چمن مین کبھی یہ بہار تھی حق حق کی مسجدن مین یہ کسدن پکار تھی

چرچا تھا کفر و فسق و فجور و گناہ کا

یہ شور کب تھا "اشھدان لاالٰہ" کا

خالی کیا علی نے بتون سے خدا کا گھر سنّی کہان ہے لات و ہبل آج ہین کدھر

غل تھا علی ہین دوش محمد پہ جلوہ گر مصحف پہ مصحف آج ہے اور نور نور پر

سب سے علی کا مرتبہ اعلیٰ ہے دیکھ لو

شیرِ خدا کی شان دوبالا ہے دیکھ لو"

جب جنگ احد مین اصحاب ممدوحین اشداء علی الکفار اپنے پیغمبر کو زخمی چھوڑ کر فرار ہو گئے تو آنحضرت صلعم نے بعد افاقۂ غشی جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ! اگر وہ مشرکین و کفار پر حملہ کرو

اِس موقع پر محدث موصوف کرار غیر فرار ضرغام الٰہی بازوے نبیؐ سے ملعون کو ان الفاظ مین تحریر فرماتے ہین:

۱۰۰ صفت اصحاب کی فرار و ثبات امیر کی ثبات

"حیدر کرار شمشیر آبدار فوج فوج مشرکان را — "مشرکین کی فوجون کو جو ثریا کی طرح جمع تھین

کہ مثل ثریا مجتمع بودند مانند بنات النعش پراگندہ و — حیدر کرار نے مثل بنات النعش متفرق اور پریشان

متفرق گردانید درین حالت جبرئیل با رسول اللہ — کر دیا۔ اسی حالت مین جبرئیل نے رسول اللہ صلعم

گفت کہ این کمال مواساۃ ست کہ علی بدان قیام نمود — سے کہا کہ یہ کمال یاری و غمخواری ہے جو علی نے

رسول اللہ فرمود انہ منی وانا منہ" (بدرستیکہ او از من — کی رسول اللہ صلعم نے فرمایا بتحقیق کہ علی مجھ سے ہے

است و من از و) جبرئیل گفت کہ "انا منکما" (یعنی من — اور مین علی سے ہون۔ جبریل نے کہا کہ مین آپ دونون

از شما ہر دو ہستم) — سے ہون۔"

چنانچہ جنگ خیبر مین جب سپر دست یداللہ سے گر گئی اسوقت کرار غیر فرار نے بکمال جوش ایمان

در قلعہ کو جس کا وزن تین ہزار من کا تھا اکھاڑ کر بجاے سپر دست مبارک مین لیا اسوقت ؎

یون معرکہ آرا وہ شہ جن و بشر تھا — ایک ہاتھ مین تلوار تھی ایک ہاتھ مین در تھا

اللہ اکبر حیدر کرار، اشداء علی الکفار کی بہادری و دلاوری کی توصیف کوئی کیا کر سکتا ہے جسکی

ثنا خود خدا اور رسول نے کی ہو جیسا کہ "مدارج النبوۃ" مین ہے :-

حین کارزار شمشیر آبدار امیر المومنین بشکست — علی کی تلوار قتل کفار سے ٹوٹ گئی تو رسول اللہ

رسول خدا صلعم ذوالفقار خود بوے ارزانی فرمود — صلعم نے اپنی ذوالفقار عنایت کی۔ شیر بیشۂ ہیجا

ہر گاہ شیر بیشہ ہیجا علی مرتضیٰ بدفع مشرکان مشغول — علی مرتضےٰ نے مشرکین پر ایسے حملہ کئے کہ آنحضرت صلعم

شد رسول اللہ فرمود اے علی می شنوی مدح خود را — نے فرمایا اے علی تم نے سنا کہ تمہاری صفت و ثنا

کہ ملک رضوان بر آسمان می گوید :- — فرشتہ رضوان آسمان پر اس طرح کرتا ہے :-

لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار — کوئی تلوار بجز ذوالفقار، اور کوئی شجاع سوائے علی کے نہین ہے

واضح ہو کہ جناب امیر المومنین خیر الوصیین علی مرتضےٰ علیہ السلام نے دین محمدیؐ کو جاری کرنے مین دو طرح سے

(۱) مین کافرون سے جنگ کر کے
(۲) شریعت اسلام
ہون

جہاد کیا۔ ایک جہاد بالدعوت اور ایک جہاد بالسیف۔ جہاد بالدعوت وہ ہے کہ مخالفین اسلام کے اعتراضات اور شبہات کو ذریعہ وعظ و نصیحت اور حسن طلاقت لسانی سے اسطرح دور کئے جائین کہ ان کے دل اسلام کیطرف مائل ہوجائین۔ اور یہ جہاد منشاء خدا و رسولؐ کے مطابق ہونے کی وجہ سے افضل و اعلے ہے چنانچہ جناب امیر علیہ السلام کے وعظ کی تاثیر سے اہل یمن مشرف باسلام ہوگئے۔ جیساکہ کتب اہلسنت مین ہے ازانجملہ دو چار روایتین اس جگہ نقل کرتا ہون اور وہ یہ ہین :۔

پہلی

عن البراء بن عازب قال بعث رسول الله صلی الله علیه وسلم خالد بن الولید الی الیمن یدعوهم الی الاسلام فکنت فیمن سار معه فاقام علیه ستة اشهر لایجیبونه الی شئ فبعث النبی صلی الله علیه وسلم الیهم علی بن ابی طالب فلما وصل الی اوائل الیمن بلغ الخبر فجمعوا له فصلی بنا فلما فرغنا صففنا صفا واحدا فتقدم بین ایدینا فحمد الله واثنی علیه ثم قرء علیهم کتاب رسول الله صلی الله علیه وسلم فاسلمت همدان کلها فی یوم واحد وکتب بذلك الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فلما قرء کتابه

براء بن عازب سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلعم نے خالد بن ولید کو یمن کیطرف بھیجا تاکہ وہان کے باشندون کو اسلام کی طرف دعوت کرے۔ مین بھی انھین کے ہمراہ تھا وہ چھ مہینے تک دعوت اسلام کرتے رہے لیکن ان لوگون نے کوئی بات قبول نہ کی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی طرف علی بن ابیطالب کو روانہ کیا جب آپ حدود یمن پر پہونچے سب لوگ آپ کی خدمت مین جمع ہوگئے حضرت علی نے ہمارے ساتھ نماز ادا کی جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کے سامنے صف باندھ کر کھڑے ہوگئے آپ ہمارے سامنے تشریف لائے اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد جناب رسول اللہ صلعم کا خط پڑھ کر سنایا ہمدان کے تمام لوگ ایک ہی دن مین مسلمان ہوگئے یہ خبر آنحضرت صلعم کے حضور مین لکھ بھیجی گئی تو

خرساجدا (اخرجا ابو عمرو الحافظ ابن عبد البر فی الاستیعاب) آپ سجدہ شکر بجالائے

(ارجح المطالب ص۱۷۳)

دوسری ارسالہ موسومہ ذکر مبارک متذکرہ دلیل اول کے صفحہ ۸۹ مین درج ہے کہ :-

"ہجرت کے دسوین سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو اسلام کا وعظ کہنے کیلئے یمن کے صوبہ مین بھیجا اور ہدایت فرمائی کہ اے علی! اگر ایک شخص بھی تیرے ہاتھ پر ایمان لائے تو یہ اُن تمام چیزون سے بہتر ہے کہ جن پر سورج نکلتا اور ڈوبتا ہے حضرت علی کے وعظ کا ایسا اثر ہوا کہ یمن کے ہزارون آدمی ایک ساتھ مسلمان ہو گئے۔

تیسری روضۃ الاحباب مین ہے کہ :-

از علی کرم اللہ وجہہ مرویست کہ مرا پیغمبر صلعم بجانب یمن فرستاد گفتم یا رسول اللہ مرا بدیار جماعتے انا اہل کتاب میفرستی وحالانکہ من جوانم وعلم قضایا نیکونمی دانم حضرت دست مبارک را بر سینہ من نہاد وفرمود اللھم ثبت لسانہ وہد قلبہ (فرمود رواہ) کہ اللہ تعالیٰ قلب ترا کمال بخشد وزبان ترا راست براست گرداند) علی گوید کہ دیگر ہرگز در ہیچ قضیہ مرا شک واقع نہ شد لاجرم در علم قضایا چنان ماہر گشتم کہ زبان معجز بیان محمدی در وصف او فرمود کہ اقضاکم علی

حضرت علی سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے مجھے یمن بھیجا مین نے عرض کی آپ مجھے اہل کتاب کی طرف بھیجتے ہین حالانکہ مین جوان ہون اور علم قضایا اچھی طرح نہین جانتا حضرت نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھا اور فرمایا اللہ تعالیٰ تمھارے دل کو کمال ہدایت بخشے اور تیری زبان کو راست ثابت کرے حضرت علی کا بیان ہے کہ پھر مجھے کسی فیصلہ مین شک واقع نہین ہوا علی الخصوص علم قضایا مین تو مجھ کو یہانتک دقیقت ہوئی جسکی صفت مین آنحضرت نے فرمایا کہ بہترین فیصلہ کرنیوالا ہم مین علی ہے

از براء ابن عازب مرویست کہ گفت من در آن لشکر ہمراہ علی بودم چون نزدیک باہل یمن رسیدیم

براء ابن عازب سے روایت ہے کہ مین اُس لشکر مین حضرت علی کے ہمراہ تھا جب ہم اہل یمن کے قریب پہونچے

بیرون آمد علی ما را امام شد و نماز گذارد و انگاه صف — تو وہ لوگ باہر آئے حضرت علیؑ کی امامت کے ساتھ ہمنے
لشکر خویش سلامت و در میدان آمد و کتاب — نماز ادا کی پھر نماز آپ لشکر کی صف بندی کر کے میدان
رسول اللہ صلعم برایشان خواند و ایشان را باسلام — مین تشریف لائے اور آپنے پیغام رسول خدا کا پہنچایا
دعوت نمود قبیلہ ہمدان از اہل یمن یکبارہ مسلمان شد — اور اسلام کی دعوت دی کل قبیلہ ہمدان اہل یمن
علی مکتوبے بہ پیغمبر صلعم نوشت و از اسلام آن قبیلہ — نامۂ مسلمان ہو گیا حضرت علی نے آنحضرت صلعم کو
آن سرور را اعلام کرد چون حضرت بر مضمون مکتوب — کہ بذریعہ عریضہ انکے مشرف باسلام ہونے پر اطلاع دی
علی وقوف یافت خوش وقت شد و سجدہ شکر — جب آنحضرت صلعم مضمون عریضہ پر مطلع ہوے تو سجدۂ
بجا آورد و انگاہ سر برداشت و گفت السلام — شکر بجا لائے اور سر مبارک سجدے سے اٹھا کر فرمایا کہ
علی همدان — (جلد اول صفحہ ۴۴۲ و ۴۴۳) — ہمدان پر میرا سلام ہو۔

غرض بدر۔ احد۔ حنین۔ خندق۔ خیبر وغیرہ وغیرہ کونسا جہاد ہے جو بغیر امیر المومنین علیؑ کے فتحیاب ہوا اور وہ کونسا سر الٰہی ہے جو اس محرم اسرار خفی و جلی سے پنہان رہا ہے

امین سر الٰہی معین ختم رسل — شگفتہ گلشن عدل و نہیب و داد کا گل
شجاع وہ کہ ہے غزوون کا جسکی دہر مین غل — کہ جس نے کفر کے جلتے چراغ کر دیئے گل

دم نبرد عرب کے دلیر لڑ نہ سکے
وہ گاڑے دین کے جھنڈے کہ پھر اکھڑ نہ سکے

جناب شمس العلما شبلی نعمانی سیرت النبی مین آیۂ شریف

وانذر عشیرتك الاقربین — اپنے خاندان والون کو خدا سے ڈرا و

کے حال مین تحریر فرماتے ہین کہ

یہ تبلیغ اسلام کا پہلا موقع تھا کہ تمام خاندان عبد المطلب جمع کیا گیا۔ حمزہ۔ ابو طالب۔ عباس

سب شریک تھے حضرتؐ نے کھانیکے بعد کھڑے ہوکر فرمایا کہ مین وہ چیز لیکر آیا ہون جو دین و دنیا دونون کی کفیل ہے اس بارگران کے اٹھانے مین کون میرا ساتھ دے گا تمام مجلس مین سناٹا تھا دفعۃً حضرت علی نے اٹھکر کہا گو مجھ کو آشوب چشم ہے۔ گو میری ٹانگین پتلی ہین۔ اور مین سب سے نوعمر ہون تاہم آپکا ساتھ دونگا۔ قریش کیلئے یہ ایک حیرت انگیز منظر تھا کہ دو شخص "محمد" و "علی" دنیا کی قسمت کا فیصلہ کر رہے ہین حاضرین کو بیساختہ ہنسی آگئی لیکن آگے چلکر زمانہ نے بتا دیا کہ یہ سراپا سچ تھا (صفحہ ۱۵۲)

جس طرح شیر خدا، شاہ لافتے ہر غزوہ مین ثابت قدم رہے اوسی طرح اصحاب محمد حسین جن کو اشداء علی الکفار بتاتے ہین ہر جنگ سے فرار ہوے اے یارو! ذرا تو خدا لگنی بات کہو کہ اشداء علی الکفار حضرت علی علیہ السلام ہین یا حضرت عثمان جن کی کفار پر شدت و صلابت کا اظہار جناب شبلی صاحب نے ان الفاظ مین کیا ہے۔

ہمارے مومن صادق ہین

"علامہ بلاذری نے انساب الاشراف مین حضرت عمر کا یہ حال لکھا ہے کہ حضرت عمر ان لوگون مین تھے جو جنگ احد کے دن بھاگ گئے تھے۔"

پس یہ فرار ان کے عدم ایمان پر شاہد ہے اس لئے کہ اللہ جل شانہ نے مومن اوسکو بتایا ہے جو خدا و رسولؐ پر صدق دل سے ایمان لائے یعنی اس ایمان مین کبھی کسی طرح کا شک و شبہہ نہ ہو اور خدا کی راہ مین جہاد کرتا ہو ملاحظہ ہو آیۂ کریمہ:-

انما المومنون الذین اٰمنوا باللہ	یعنی ایسے مومنین جو اللہ و رسول پر ایمان لائے
ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم	ہین اسمین انھون نے شک و شبہہ نہین کیا۔ اور خدا
وانفسھم فی سبیل اللہ اولٰئک ھم	کی راہ مین اپنی جان و مال سے جہاد کیا وہی لوگ
الصادقون	سچے (ایمان والے) ہین۔

اب فرمائیے کیا خدائے پاک نے یہ تعریف اُن لوگوں کی ہے جو ہمیشہ جہاد سے فرار ہوتے رہے۔ جو عبداللہ بن ابی کے نماز جنازہ پڑھنے اور صلح حدیبیہ میں اپنے پیغمبر کی رسالت و نبوت میں شبہہ عظیم کرتے رہے حالانکہ مجاہدین کو خداوند عالم نے یہاں تک تاکید فرمائی ہے کہ

یا ایھا الذین اٰمنوا اذا لقیتم الذین	اے ایمان والو جب تم کافرون سے جنگ
کفروا زحفا فلا تولوھم الادبار ۔ ومن	میں آمنا سامنا کرو تو ان کو پیٹھ نہ دکھاؤ اور جو
یولھم یومئذ دبرہ الا متحیزا لقتال	جو پیٹھ دکھائے گا سوا اسکے کہ لڑائی کے لئے ترچھا
او متحیزا الی فئۃ فقد باء بغضب من	ہوتا ہو یا دوسرے گروہ کے پاس جگہ پکڑنا مقصود ہو
اللہ ومأواہ جھنم ۔ وبئس المصیر	وہ یقینا غضب خدا میں گرفتار ہوگا اور اس کا ٹھکانا

(سورہ انفال ۔ پ ۹ ۱۰) جہنم ہے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

غرض ان حضرات نے اپنے پیغمبر سے ایسی تعلیم و تلقین حاصل کی کہ ہمیشہ اپنے ایمان میں مذبذبین بین ذلک لا الی ھؤلاء ولا الی ھولاء ڈانواڈول رہے۔ مواعظ و نصائح کا اثر اُن کے دلوں پر نقش برآب کی طرح ہوتا تھا کہ ادھر مجلس وعظ سے اٹھے اور اُدھر اپنے گھروں میں پہونچنے تک سنا سنایا سب بھول جاتے تھے یہ حال آیات محکمات کی دوسری جلد میں لکھا ہے دیکھو (شواہد تقلی صحابہ کی فضیلت میں) جو قابل ملاحظہ ہے۔

ایمان و اقوال درمارہ اصل ایمان صحابہ سنو

اب ان حضرات کے صدق و ایمان کے بارے میں ایک دو حدیث ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہیں اور وہ یہ ہیں۔

پہلی

عن حذیفۃ بن الیمان عن	حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے کہ خود انہوں نے
ابی بکر عن النبی قال لتترک فیکم	مجھ سے بیان کیا کہ آنحضرت نے فرمایا کہ شرک تم لوگوں
اخفی من دبیب النمل قال ابو بکر	میں چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے میں نے
یارسول اللہ ھل الشرک الا ما عبد	عرض کیا یا رسول اللہ شرک تو وہ ہے کہ غیر خدا کی
من دون اللہ او ما دعی مع اللہ	پرستش کی جائے یا خدا کے ساتھ دوسرا معبود پکارا جائے

قال ثکلتک امک الثرک فکوا خفی — آپ نے فرمایا تمہاری ماں تمہارے غم مین روئے

من دبیب النمل — شرک تم لوگون مین چیونٹی کی چال سے زیادہ تر

ازالہ اخفا صفحہ ۱۹۹ — خفی ہے۔

اسی طرح جناب رسول مقبول صلعم نے حضرت عائشہ سے یہی فرمایا تھا جیسا کہ صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۲۹۴ مین ہے :۔

عن عائشۃ قالت سمعت رسول اللہ — حضرت عائشہ سے منقول ہے وہ کہتی ہین کہ

یقول لایذھب اللیل والنھار حتی — مین نے کہ فرمایا رسول اللہ نے دنیا ختم ہوگی جبتک

تعبد اللات والعزی فقلت یا رسول اللہ — کہ تم لات وعزی کو نہ پوجو ام المومنین نے کہا یا رسول اللہ

انکنت لاظن حین انزل اللہ ھو الذی — جبکہ آیۂ ہوالذی ارسل رسولہ الخ نازل فرمائے ہین

ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق — گمان تھا کہ جو شرف باسلام ہوا وہ ضرور رستگار

الی قولہ ولو کرہ المشرکون انک ذلک — ہوگا۔ فرمایا حضرت نے عنقریب میرے کہنے کے موافق

بانہ قال انہ سیکون من ذلک ماشاء — واقع ہوگا پھر اللہ ریح طیبہ کو بھیجے گا پس مرے گا

ثم یبعث اللہ ریحا طیبۃ فتوفی کل — وہ شخص کہ جسکے دل مین رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو

من فی قلبہ مثقال من خردل من — اور باقی رہ جائے گا وہ شخص کہ جسمین بالکل خیر نہین پس

ایمان فیبقی من لاخیر فیھم فیرجعون — لوگ لوٹ جائین گے اپنے آبا کے دین

الی دین اٰبائھم۔ (از مجمع الحدیث صفحہ ۴۰۵) — کی طرف۔

پس یہ شہادتین اس امر پر دلالت کرتی ہین کہ یہ حضرات صحابہ بظاہر اسلام لائے تھے، بیان کی جھلک تو ان پر پڑی ہی

اصحاب کا حالت نماز مین مستورات پر نظر ڈالنا

نہ تھی اب ان صحابہ کی عبادت اور زہد وتقوی کی حالت بھی ملاحظہ فرمایئے کہ ایسے زاہد ومتقی تھے کہ قبل از ہجرت

عین نماز جماعت مین مستورات کو گھورا کرتے تھے جیسا کہ صاحب جامع الاصول نے محدث ترمذی وامام نسائی

اور محدث طیالسی سعد بن منصور امام احمد۔ ترمذی۔ امام ابو عبد الرحمٰن نسائی ابن ماجہ۔ ابن جریر۔ ابن منذر ابن ابی حاتم۔ ابن خزیمہ۔ ابن مردویہ۔ اور بیہقی سے اور حافظ سیوطی نے تفسیر درمنثور مین لکھا ہے۔

عن ابن عباس قال کانت امرأة — یعنی ایک دن زن حسینہ جناب رسول اللہ صلعم

تصلی خلف رسول اللہ حسناء من — کے پیچھے نماز پڑھ رہی تھی کچھ صحابہ اُس کی وجہ سے

احسن الناس فکان بعض القوم یتقدم — پہلی صف مین کھڑے ہوگئے تاکہ اُس پر نظر

حتی یکون فی الصف الاول لئلا یراها — نہ پڑے لیکن بعض صحابہ پچھلی صف مین تصدا

ویتاخر حتی یکون فی الصف المؤخر — کھڑے ہوے اور جب رکوع کرتے تھے تو

فاذا رکع نظر من تحت ابطیه فانزل الله تع — اُسپر نظر ڈالتے تھے۔ جس پر یہ آیت نازل

ولقد علمنا المستقدمین منکم ولقد علمنا — ہوئی۔

المستاخرین — (تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۱۲۰)

صحابہ کا جمعہ مین دیر ہونا

اور نماز جمعہ مین اصحاب کا نماز توڑکر شغال دنیا مین مشغول ہونا تو خود کلام مجید سے ثابت ہے چنانچہ علمار اہلسنت کا بیان ہے کہ ایک دفعہ مدینہ منورہ مین جمعہ کے دن جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد مین مع اصحاب نماز پڑھ رہے تھے کہ ملک شام سے ایک قافلہ غلہ لے کر آیا اور لوگون کو خبر کرنے کیلئے دف اور تالیان بجا"تا ہوا مسجد سے گذرا اُسکی آواز پر بجز بارہ اصحاب کے سب نماز توڑکر غلہ خریدنے اور تماشہ دیکھنے چلے گئے جس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:۔

واذا رأوا تجارة او لهوا نفضوا الیها — اور اُنکی حالت یہ ہے کہ جب یہ لوگ سودا بکتا یا تماشہ

وترکوك قائما قل ما عند الله خیر من — ہوتا دیکھین تو اسکی طرف لوٹ پڑین اور تمکو کھڑا ہوا چھوڑ دین

اللهو ومن التجارة والله خیر الرازقین — اے رسول تم کہدو جو چیز خدا کے یہان ہے وہ تماشہ اور سودے

(سورۂ جمعہ۔ پ ۲۸) — کہین بہتر ہے اور خدا سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

شمس العلما مولوی نذیر احمد نے اس آیہ کی یہ تفسیر کی ہے۔

پیغمبر صاحب کے عہد مین ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ آپ جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے اتنے مین ملک شام کا ٹانڈا تجارت کا غلہ لیکر آیا اور اُسنے لوگون کو آگاہ کرنے کے لئے نقارہ بجایا جو لوگ بیٹھے خطبہ سن رہے تھے اُس ٹانڈے کی سیر دیکھنے اور کچھ خرید و فروخت کیلئے کھسک گئے۔ صرف بارہ آدمی رہ گئے اُسپر یہ عتاب نازل ہوا (ترجمہ قرآن مجید نذیر احمد صفحہ ۲۰۲)

اور یہی ذکر سب تفسیرون مین ہے۔

واضح ہو کہ مفسرین نے بجاے نماز خطبہ کا لفظ محض صحابہ کی خاطر لکھا ہے ورنہ امام بخاری صاحب نے وجابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نماز پڑھا رہے تھے جیسا کہ اس روایت سے صاف ظاہر ہے:۔

قال بینما نحن نصلی مع النبی صلعم	یعنی جب کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ نماز
اذا قبلت عیر تحمل طعام فالتفتوا	پڑھ رہے تھے کہ قافلہ تجارت غلہ کا آیا سب لوگ اسکی
الیھا حتی ما بقی مع النبی صلعم الا	طرف دوڑے اور آنحضرتؐ کے پاس سوائے بارہ آدمی
اثنا عشر رجلا وانا فیھم فانزل اللہ ان انفضوا	کے کوئی نہین رہا اُسپر یہ آیت نازل ہوئی وانا
الیھا وترکوک قائما	راوا تجارۃ تا آخر

اگرچہ بارہ اصحاب کا نماز مین حاضر رہنا تبلایا ہے مگر عسقلانی نے فتح الباری مین لکھا ہے کہ

لم یبق مع النبی صلعم الا رجلان	یعنی رسول اللہ کے ساتھ صحابہ مین سے صرف
وامرأۃ۔	دو مرد اور ایک عورت نماز مین باقی رہ گئے تھے۔

الحاصل جو لوگ نماز چھوڑ کر چلے گئے یہ وہی اصحاب ہون گے جن کا پیشہ تجارت تھا جیسا کہ کتب اہلسنت مین حضرت ابوبکر کا واسطے تجارت غلہ کے ملک شام مین جانا اور حضرت عمرؓ کا خرید و فروخت

کے لئے بازار مین گشت لگانا اور اسوجہ سے، قرآن واحادیث سے بیخبر رہنا درج ہے

اور سنیے کہ جناب شاہ صاحب صحابہ کے اِس فعل کی یہ توجیہ کرتے ہین کہ قحط کے دن تھے اِس لیے اصحاب مضطرانہ خطبہ چھوڑ کر سودا خریدنے کو چلے گئے اور اصحاب سے ایسے فعل کا سرزد ہونا کچھ بعید نہین ہے جب کہ خود انبیا و مرسلین سے بھی یہ امور سرزد ہوے ہین اور اُنپر خدا نے عتاب شدید کیا ہے۔ ہم اُس عبارت کی نقل تحفہ سے ہدیۂ ناظرین کرتے ہین اور وہ یہ ہے :-

این قصہ در ابتداے زمان ہجرت واقع شدہ	یہ قصہ ہجرت کے ابتداے زمانہ کا ہے وقت
ہنوز از آداب شریعت واقف نہ شدہ بودند و	تک آداب شریعت سے لوگ واقف نہ تھے اور قحط
ایام قحط بود و رغبت مردم بخرید غلہ زیادہ از حدی دانستند	کے دن تھے اس وجہ سے لوگون کو غلہ خریدنے کی
کہ اگر کاروان بگذرد و باز نرخ گران خواہد شد	طرف رغبت زیادہ تھی اور جانتے تھے کہ اگر کاروان
باین جہات مضطرارہ مسجد برآمدند و صدور زلت	نکل گیا تو نرخ گران ہو جائے گا ان وجوہ سے
از صحابہ و امتیان چہ بعید ست جائیکہ از انبیاء و	مضطرانہ مسجد سے نکل کر چلے گئے اور صحابہ اور امتیون
رسل زلات صادر شدہ باشد و بر آنہا عتاب شدید	سے اس قسم کی لغزشین صادر ہونا بعید نہین ہے
از حضور الٰہی رسیدہ باشد۔	جبکہ انبیاء اور مرسلین سے بھی صادر ہوئی ہین اور خدا
(از تحفہ اثنا عشری صفحہ ۲۴۲)	کی طرف سے انپر عتاب شدید نازل ہوا ہے

خیر شاہ صاحب نے صحابہ کی خاطر انبیاء و مرسلین پر جو یہ ہین اتہام رکھین خدا کا عتاب و عذاب بھی انبیاء علیہم السلام پر اور خوشنودی و رضامندی خدا صحابہ کے لئے تجویز کرین مگر صحابہ کے فرار سے تو انکار نہین ہے اور ہمارا مطلب انہی سے حاصل ہے اس لئے کہ وہ لوگ زمرۂ مومنین مین شمار نہین کیے جا سکتے جو لہو و لعب اور مال و منال کے پیچھے نماز اور عبادت الٰہی ترک کر دین جیسا کہ اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے :-

یاایھا الذین اٰمنوا لاتلھکم اموالکم	اے ایمان والو کہین ایسا نہ ہو کہ تمھارے مال
واولادکم عن ذکر اللہ ومن یفعل ذٰلک	اور تمھاری اولاد اللہ کے ذکر سے تم کو غافل کر دے
فاولئک ھم الخاسرون (سورہ منافقون ع۲)	اور جو ایسا کرے گا وہی لوگ گھاٹے مین ہین

حضرت عمرؓ حالت نماز مین انتظام ملک سوچتے تھے

اور یہ تو خود حضرت عمرؓ نے اپنی زبان سے ارشاد فرمایا ہے کہ حالت نماز مین میرا خیال لشکر کے انتظام مین رہتا ہے جیسا کہ بخاری شریف مین ہے۔

قال عمر انی لاجھز جیشی وانا فی الصلوٰۃ

چنانچہ شبلی صاحب نے بھی الفاروق مین منجملہ اور اوصاف کے یہ صفت بھی لکھی ہے کہ:۔

"یہ بات لحاظ کے قابل ہے کہ حضرت عمر سے پہلے جن مضامین پر لوگ خطبے دیتے تھے وہ پند و موعظت فخر و ادعا قدرتی واقعات کا بیان رنج و خوشی کا اظہار ہوتا تھا ملکی پر پیچ معاملات خطبے مین نہین ادا ہو سکتے تھے حضرت عمرؓ پہلے شخص ہین جس نے پولیٹکل خطبے دیئے (الفاروق ص۱۲)

اس سے ظاہر ہے کہ جو مقام وحی خدا کی تفسیر کا تھا وہ اور کچھ قرار دیا گیا۔ پس یہ روایتین اصحاب کی دنیا طلبی پر شاہد ہین حالانکہ اللہ جل شانہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک مین جا بجا دنیا کی مذمت کی ہے جیسا کہ فرماتا ہے:۔

ولاتمدن عینیک الی مامتعنا	اور زندگانی دنیا کی جن جن چیزون سے ہمنے
بہ ازواجا منھم زھرۃ الحیوٰۃ	کفار کے مختلف گروہ کو اس غرض سے نفع پہونچایا ہے
الدنیا لنفتنھم فیہ ورزق ربک	کہ ہم ان کی آزمائش کرین تم اے رسول اُنکی طرف
خیر وابقی	آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھنا اور تمھارے پروردگار کا
(پارہ ۱۶ - سورہ طٰہٰ ع۵)	عطیہ سب سے اچھا اور پائدار ہے۔

لیکن ان اصحاب کے زہد و تقوی اور عبادت و اطاعت مین خضوع و خشوع کی یہ حالت تھی جس کو

کسی شاعر نے اِس طرح نظم کیا ہے رباعی

آنکہ بالقلب باخدا باشد — از سوی اللہ نہ آشنا باشد

ہر کہ بالملک وزر ہوس دارد — بالیقین از خدا جدا باشد

حالانکہ مومن وہ ہے جو جہاد فی سبیل اللہ مین ثابت قدم رہے نماز رجوع قلب کے ساتھ یعنی خضوع وخشوع سے ادا کرے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے:-

قد افلح المؤمنون الذین ھم — بیشک اُن مومنین نے فلاح پائی جو اپنی

فی صلاتھم خاشعون ۔ والذین ھم — نمازون مین خشوع کرنے والے ہین اور جو بیہودہ باتون

عن اللغو معرضون (سورۂ مومنون پ۱۸) — سے منھ پھرانے والے ہین -

تفسیر قمی مین ہے کہ:-

"تمھارا خشوع نماز مین یہ ہے کہ سب باتون سے آنکھ بند کرلو اور پوری توجہ افعال نماز کیطرف رکھو جس وقت تم نماز شروع کرو تو تم کو پورے خضوع وخشوع سے ختم کرنا چاہیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی شخص کو نماز مین داڑھی سے کھیلتے دیکھا تو فرمایا کہ اگر اس کے دل مین خشوع ہوتا تو جوارح پر بھی اسکا اثر ہوتا۔

جناب امیرؑ کی نماز مین محویت

اے بھائیو! اب تمھین انصاف کرو کہ آیہ شریفہ متذکرہ بالا کے مصداق وہ اصحاب ہین جو نماز جمعہ مین مال دنیا کے لئے دوڑین یا یہ کہ وہ خاصان خدا ہین جن کی نسبت صاحب "وما ینطق الھوی" ارشاد فرمائین کہ اے لوگو! علیؑ کے پیرے اُسوقت تیر نکالنا کہ وہ جب نماز مین مشغول ہوجائین جیسا کہ شقائق نعمانیہ مین ہے۔

ان علی بن ابی طالب ضرب فی بعض — کسی جنگ مین حضرت علی علیہ السلام کے

الغزوات بسھم فبقی نصلہ فی بدنہ — ایسا تیر آلگا کہ اُس کی پیکان آپکے بدن مبارک مین پیوست ہوگئی

فخرج عنه فصد اخرجه فصد روا — جب سنگی نکالنے کا قصد کیا تو آپ بہت بیقرار ہوئے جب

حتی استعل فی الصلوة فاخرجوه و — یہ حالت دیکھی تو اپنے قصد سے باز رہے پس جب حضرت نماز

لم یحس بذلك۔ — میں مشغول ہوئے تو موقع پاکر آپکے جسم مبارک سے اُس پیکان کو

(سقاق عمانیہ) — نکال لیا اور آنجناب کو متعلق خبر نہوئی۔

مذکورہ بالا صحیح روایتیں اسی قسم کی کتب اہلسنت میں درج ہیں۔ صد حیف کہ جن اصحاب کے زہد وتقوی اور ایمان واسلام کا یہ رنگ ہو جو اوپر مذکور ہوا وہ تو فلک اسلام کے مہر وماہ ٹھہرائے جائیں اور جو جسمی اور نفسی سوائے ہو جس کی شان میں اللہ جل شانہ

ان الذین امنوا وعملوا الصلحت — جو ایمان لائے اور نیک

اولئك هم خیر البریه (۹۸:۷) — کام کئے یہ لوگ بہترین خلائق ہیں

اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

انا مدینة العلم وعلی بابها — میں علم کا شہر ہوں اور علی اس شہر کا دروازہ ہیں

ارشاد فرمائیں اُس بزرگوار سے جو احادیث وارد ہوں اہلسنت بغیر تائید دیگر اصحاب کے انپر اعتبار نہ کریں

فاعتبروا یا اولی الابصار

واضح ہو کہ اصحاب جس طرح احکام دین وشریعت سے ناواقف تھے اسی طرح آداب رسالت سے بھی بیخبر تھے چنانچہ جب آنحضرت صلعم کی خدمت میں آتے تھے تو جہلا کی طرح حجرے کے باہر ہی سے آنحضرت صلعم کو آواز دیکر بلاتے تھے جسپر یہ آیت نازل ہوئی:۔

ان الذین ینادونك من وراء — اے رسول جو لوگ تم کو حجروں کے باہر سے آواز

الحجرات اکثرهم لا یعقلون (۴۹:۵) — دیتے ہیں اُن میں اکثر بے عقل ہیں۔

اسی طرح آنحضرت صلعم سے گفتگو میں بھی ادب ولحاظ بالائے طاق رکھتے تھے جسپر آیہ کریمہ

یاایھاالذین اٰمنوا لاترفعوا — اے ایمان لانے والو مت بلند کرو اپنی آوازوں کو

اصواتکم فوق صوت النبی الخ — نبی کی آواز پر الخ

شاہد ہے جو مسئلہ فضیلت صحابہ کے ذکر مین درج ہے۔ اس جگہ ہم ایک روایت اُس آیہ کی تفسیر مین لکھتے ہین جسکے ملاحظہ سے ظاہر ہوگا کہ آیہ مذکورہ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کے حق مین نازل ہوئی ہے۔

بخاری نے ابن منذر سے و ابن مردویہ نے عبداللہ بن زبیر سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بنی تمیم کے کچھ لوگ آئے تو حضرت ابوبکر نے آنحضرت سے کہا کہ ان لوگون کا حاکم قعقاع بن معبد کو بنائیے اسپر حضرت عمر بولے اسکو نہین بلکہ اقرع بن حابس کو انکا امیر کیا جائے یہ سنکر حضرت ابوبکر نے کہا تم تو میری مخالفت کرتے ہو حضرت عمر نے کہا مجھے تمھاری مخالفت منظور نہین ہے ان باتون مین جب دونون کی آوازین بلند ہونے لگین تو اللہ جل شانہ نے انکی تنبیہ کیلئے یہ آیت نازل فرمائی۔

(ملاحظہ ہو تفسیر درمنثور جلد ششم صفحہ ۱۲۳)

اسی طرح نسائی و ترمذی و بخاری مین ہے۔

فقال ابوبکر لعمر ما اردت — ابوبکر نے عمر سے کہا تم تو میری مخالفت کرتے ہو

الا خلافی قال ما اردت خلافك — اُنھون نے کہا کہ مین نے آپکے خلاف نہین کیا۔

فارتفعت اصواتھما فی ذلك فانزل — پس دونون کی آوازین بلند ہوین اللہ جل شانہ نے

اللہ تعالیٰ یاایھاالذین اٰمنوا لاترفعوا — یہ آیت نازل فرمائی اے ایمان والو اپنی آوازین

اصواتکم فوق صوت النبی (بخاری ۱۲۰) — نبی کی آواز سے مت بلند کرو۔

(منقول از معیار العقائد صفحہ ۱۶۱)

مگر اِس تاکیدی اور امتناعی حکم پر بھی اپنے پیغمبر سے بے ادبانہ اور گستاخانہ کلام اور شور و غل ہی کرتے رہے جسپر وقت وصیت ھذا الرجل لیھجر کہنا اور حضرت کا فرمانا کہ

"اُٹھ جاؤ میرے پاس سے خدا کے رسول کے سامنے شور و غل اور لڑائی جھگڑا جائز نہین ہے"

شاہد ہے۔ غرض ہستیہ ہے خدا کے خالص و مخلص بندے ایسے تھے جو اعلاے کلمۃ اللہ کے ساتھ اپنے پیغمبر کی یاری و مددگاری مین سرگرم رہے اور راہِ خدا مین اپنی جانین نثار کر گئے جو زندہ رہے وہ حسب وصیت رسولؐ قرآن اور آل رسول سے متمسک رہے اور باایمان اِس جہان فانی سے اُٹھ گئے اور لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم وارضاھم فتحا قریبا ۔ خدا ان سے راضی اور وہ خدا سے راضی رہنے کی بشارت حاصل کر کے روضۂ جنان مین داخل ہو گئے۔ ہر چند کہ اصحاب ممدوحین اہلبیت حضرت صلعم کے ساتھ برابر بظاہر نمازون اور جہادون مین شریک رہے اور سفر و حضر مین ہمراہ رکاب سعادت انتساب اور ہمیشہ وعظ و نصیحت سنتے رہے ۔ مگر بقول امام غزالی صاحب بعد رحلت آنحضرت صلعم اپنی حالت اصلی پر عود کر گئے اور جیسے رسول اللہ صلعم کے پہلے مخالف تھے بفحواے آیۂ شریفہ

فَنَبَذُوْهُ وَرَاءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ (پ ۴ س آل عمران ع ۱۵)

پھر انھون نے اُس عہد خدا کو پس پشت ڈالا اور اُسکے بدلہ مین تھوڑی سی قیمت حاصل کری پس یہ کیا بُرا (سودا ہے) جو یہ لوگ خرید رہے ہین۔

پھر مخالف ہو گئے ؎

ہزارون عاشق لگا کے پڑے ہولے دنیا سے ہو گئے پار
مگر یہ کشتی ہے بیوفا کی ہنوز لنگر لٹک رہا ہے

قال

اے یارو! تمکو تو اسلام کا نام لینا اور پیغمبر صاحب کی نبوت کا اقرار ظاہری بھی نہ کرنا چاہیے اگر پیغمبر صاحب کے ایمان لانے والون مین سے سو دو سو ہزار پانسو کو تم کافر کہتے یا ان لوگون کو جو بعد غلبہ اسلام مسلمان ہوے منافق جانتے تو بھی صبر آتا مگر افسوس تو اس بات پر آتا ہے کہ تم انھین کو منافق بتاتے ہو جنھون نے خدا کے دین کو جاری کیا اور ان ہزارون لاکھون آدمیون سے جو حضرت پر ایمان لائے سواے چار چھ شخصون کے کسی کو اچھا نہین سمجھتے بھلا کیون کر ایسے عقیدے پر تعجب نہ آئے اور کیونکر تمھاری اس گمراہی پر افسوس نہ ہو۔

jabir.abbas@yahoo.com

قول اول

شیعہ چار چھہ چند اصحاب کو اسلئے زیادہ اچھا سمجھتے ہین کہ بعد وصی رسول مقبول صلعم کل صحابہ کبار
مین ہی افضل تھے جن کی فضلت مین مخصوص آیات واحادیث نبوی وارد ہین جو جلد دوم مین ناظرین
کے ملاحظہ سے گذرینگے چونکہ وجہ اون [illegible] پس خدا و رسول ان بزرگون کی تھی اصحاب ممدوحین
ان سے کدورت وعناد رکھتے تھے [illegible] حضرت عثمان غنی [illegible] مارا مرتق پر ان بزرگون
کے ساتھ طرح طرح کے ظلم وستم وجور کیے کہ کسی کو شتر بے کجاوہ پر سوار کرا کے شہر بدر کیا۔ کسی کو اپنے غلامون سے
پٹوایا کسی کا حق تلف کیا۔ لہذا اصحاب المسنت کی نگاہون مین بری کھٹکتے ہین جیسا کہ جناب شاہ صاحب
ان بزرگون کی شان مین فرماتے ہین کہ (خوشا کہ بنزلے خود رسیدند) ماوراء ان کے دیگر اصحاب جو صدق دل سے
ایمان لائے اور اپنے پیغمبر کی وصیت کے موافق کتاب خدا اور عترت رسول خدا کا ساتھ دیکر باایمان اٹھ گئے
امامیہ انکی بزرگیون اور فضیلتون کی دل سے معتقد ہین جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے

سلام اُنپہ جو اُن کے اصحاب ہین — وہ اصحاب کیسے کہ احباب ہین
خدا ان سے راضی رسول ان سے خوش — علی اُن سے راضی تو اُن سے خوش

پس خدائے پاک نے جو تعریفین اصحاب کی اپنے کلام پاک مین کی ہین اور اپنی خوشنودی و مغفرت
کی بشارت دی ہے وہ اصحاب مومنین کی شان مین ہین نہ کہ منافقین کی جن کی مذمت مین ربع قرآن مجید
بھرا پڑا ہے۔

اے بھائیو! آپ صاحبون کو البتہ سلام کا نام لینا اور پیغمبر خدا صلعم کی نبوت کا اقرار ظاہری بھی کرنا چاہئے
کاش اگر پیغمبر خدا صلعم کے اصحاب مین سے آپ کسی اور کو اچھا سمجھتے تب بھی صبر آتا مگر افسوس تو اس بات پر
آتا ہے کہ جنھون نے اپنے پیغمبر کے حکم کو ہذیان سمجھا جنھون نے حرص دنیا کے پیچھے اپنے پیغمبر کی نماز جنازہ تک

نہ پڑھی۔ جنھون نے آل رسول کے حقوق برباد کیئے اور اُن کو تباہ و تاراج کیا۔ تم انھین حضرات کو کل اُمت سے مرتبہ مین اعلےٰ و افضل اور ایمان و اسلام مین بہتر و کامل سمجھتے ہو اور فلک اسلام کا مہر و ماہ بتاتے ہو اور باوجودیکہ تم جانتے ہو کہ اصحاب نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخالفت کی اور یہ مخالفت کفر ہے مگر تم ان کی محبت مین آیۂ کریمہ :-

الم یعلموا انہ من یحادد اللہ و	کیا وہ لوگ یہ بھی نہین جانتے کہ جس شخص نے خدا
رسولہ فان لہ نار جھنم خالدا فیھا	اور رسول کی مخالفت کی تو اسمین شک نہین کہ اسکے لیے
ذلک الخزی العظیم	جہنم کی آگ تیار رکھی ہے جسمین وہ ہمیشہ جلتا و بھنتا
(سورۂ توبہ رکوع ۱۰)	رہیگا۔ یہی تو بڑی رسوائی ہے۔

کو پس پشت ڈالتے ہو۔ اُن کی خاطر ان کلمات سے (صد ہزار آفرین و تحسین بر دقت نظر عمر است اگر آنحضرت درین حالت چیزے جدید کہ سابق در کتاب و شریعت نیامدہ بنویسانند موجب تکذیب آیہ "الیوم اکملت لکم دینکم خواہد بود" رسالت و نبوت پر داغ لگاتے ہو پھر بھلا کیونکر تمھارے اس عقیدے پر تعجب اور کیونکر آپ کی اس فہم و فراست اور ایمان و اسلام کے دعوے پر تاسف نہو قولہ تعالیٰ

ومن یعش عن ذکر الرحمان	اور جو شخص خدائے رحمٰن کی نصیحت سے آنکھین
نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین و	بند کرلیگا ہم اُن کیلئے شیطان مقرر کردینگے پس وہی
انھم لیصدونھم عن السبیل	اُنکا ساتھی رہیگا اور یقیناً وہی شیاطین تو راہ راست سے
ویحسبون انھم مھتدون	روکتے رہینگے اور وہ لوگ یہ گمان کرتے رہین گے
(پ ۲۵ حم الزخرف ع ۴)	کہ ہم ہدایت یافتہ ہین۔

قال

چوتھی دلیل

ولہ
صحابہ آنحضرتؐ
کی زیارت سے مشرف
ہونے سے

ہم لوگ کیا شیعہ کیا سُنّی پیغمبر صاحب کی زیارت کو افضل ترین سعادات اور بہترین قربات سے سمجھتے ہین اور چونکہ اب بنا بر آپ کی حیات کا نہین ہے اِس لئے آپ کی قبر مبارک دیکھنے اور آپکے روضۂ انور کی خاک آنکھون سے لگانے کو غنیمت جانتے ہین اور اُس کو بہترین عبادت سمجھتے ہین اگر کوئی شخص خواب مین آپ کی زیارت سے مشرف ہوتا ہے تو وہ بڑے بزرگون مین شمار کیا جاتا ہے اور درحقیقت جبتک نہایت نیک و پرہیزگار نہو وہ خواب مین بھی آپ کی زیارت سے مشرف نہین ہوسکتا۔ پس نہایت افسوس کا مقام ہے کہ ہم اُن لوگون کی بزرگی اور فضیلت کا کچھ بھی اعتقاد نہ کرین جو برسون حضرت کی زیارت کرتے اور ہر لحظہ اور ہر ساعت آپکے دیدار سے مشرف اور ہمکلام ہوتے رہے

اقول

شاہ عبدالحق کا بھی یہی قول ہے

جس طرح آپنے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے شرف سے اصحاب کی فضیلت پر استدلال کیا ہے۔ آئمہ دیگر علماے اہلسنت بھی نغمہ سرا ہین جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین تحریر فرماتے ہین:—

وخود کدام دلیل فضیلت صحابہ واضح ترین	اس سے بڑھکر کونسی اور دلیل صحابہ کی
ازین باشد کہ بواسطہ جمال مصطفے رادیدہ وتا وے	فضیلت مین کیا ہوسکتی ہے کہ بلا واسطہ انھون نے
صحبت داشتہ ودین وقرآن از زبان وے شنیدہ	آنحضرت کا جمال پاک دیکھا اور آپ کی صحبت
وباوجود ہیچ فضل وہیچ کرامتے بہ فضیلت نظر	مین رہے اور دین وقرآن زبان مبارک سے سنا
برجمال مصطفے صلعم نرسد	پس آنحضرت کے جمال پر نظر کرنا ہی ایسا شرف
(مدارج النبوۃ)	ہے جس کو کوئی مرتبہ اور درجہ نہین پہونچتا

لیکن بوجوہ چند اس دلیل سے نہ تو اصحاب ثلثہ رض کی خلافت راشدہ ثابت ہوتی ہے نہ افضلیت۔

اوّل | اگر شرف زیارت ہی افضل ترین سعادت اور بہترین تقربات سے ہے تو اس فضیلت مین جمیع اصحاب اور اُن کے ساتھ منافقین بھی شامل ہین اس صورت مین اہل سنت صحابہ ثلثہ رض ہی کو کس لئے تمام امت سے مرتبہ مین اعلے اور افضل سمجھتے ہین۔

دوسری | اگرچہ شرف زیارت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سماے اہلسنت صحابہ کو افضل ٹھہراتے ہین لیکن خود ہی اس شرف سے اپنے اصحاب ممدوحین پر اُن لوگون کو فضیلت دیتے ہین جو آنحضرت کو بغیر دیکھے ایمان لائے تھے چنانچہ تفسیر درمنثور علامہ سیوطی جلد اول صفحہ ۲۰ مین ہے:—

پہلی | اخرج البزار وابو یعلی والذہبی فی فضل العلم والحاکم وصححہ عن عمر — بزار اور ذہبی بسند صحیح عمر رض

ہیں سرمایہ اہلسنت ایمان لائے وہ اصحاب سے افضل ہین۔

بن الخطاب قال کنت جالسا مع النبی فقال
انبؤنی بافضل اهل الایمان ایمانا قالوا یا
رسول الله الملئکة قال هم کذلک ویحق
لهم ومایمنعهم وقد انزلهم الله المنزلة
التی انزلهم بها قالوا یا رسول الله الانبیاء
الذی اکرمهم الله برسالاته والنبوة قال
هم کذلک ویحق لهم ومایمنعهم قد
انزلهم الله المنزلة التی انزلهم بها قالوا
یارسول الله الشهداء الذین استشهدوا مع
الانبیاء قال هم کذلک ویحق لهم ومایمنعهم و
قد اکرمهم الله بالشهادة مع الانبیاء بل
غیرهم قالوا فمن یارسول الله قال قوام فی
اصلاب الرجال یاتون من بعدی یومنون
بی ولم یرونی ویصدقونی ولم یرونی
یجدون الورق المعلق فیعملون بما فیه فهؤلاء

ابن الخطاب سے روایت کرتے ہین کہ مین اکیروز
حضرت کی خدمت مین بیٹھا ہوا تھا کہ آنحضرت
نے اصحاب سے پوچھا سب سے بڑھ کر افضل ایمان
مین کون ہے لوگون نے بہ ترتیب ملائکہ انبیا
وشہداء کے نام لئے آنحضرتؐ نے فرمایا وہ کیون
ایمان نہ لائین حالانکہ وہ سب باتین خود مشاہدہ
کرتے ہین اور خدا نے ان کو یہ مدارج دیے ہین
سب نے عرض کیا پھر آپ ہی فرمائین حضرت نے
فرمایا وہ لوگ جو کہ اصلاب الرجال مین ہین
ابھی پیدا نہین ہوے ہمارے بعد آئین گے اور
ہمپر بے دیکھے ایمان لائین گے۔ وہ ایک ورق
لٹکا ہوا پائین گے۔
اور جو کچھ اوس مین ہوگا اُس پر
عمل کرین گے پس یہ لوگ بلحاظ ایمان کل اہل ایمان
سے افضل ہین۔

افضل اهل الایمان ایمانا

یہی دوسری روایت مین ہے کہ جب صحابہ نے اپنی افضیلت کا دعوی کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا

الان اعجب الخلق الی ایمانا یکونون سب سے زیادہ تعجب خیز ایمان ان لوگون کا ہے

من بعد کم یجدون صحیفا فیها کتاب یومنون بما فیه — جو ہمارے بعد پیدا ہون گے وہ ایک صحیفہ پائینگے اور اُسکے لکھے ہوے پر ایمان لائین گے

تیسری روایت طبرانی کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بغیر زیارت ایمان لانے والون کو اپنا بھائی فرمایا ہے :-

اعجب لناس ایمانا قوم یجیئون بعدی یومنون بی ولم یرونی ویصدقونی ولم یرونی اولئک اخوانی (ایضاً) — تعجب خیز ایمان اُن لوگون کا ہے جو ہمارے بعد ہون گے وہ بغیر ہم کو دیکھے ایمان لائین گے اور ہماری تصدیق کرینگے اور وہ لوگ ہمارے بھائی ہونگے

چوتھی روایت اسماعیلی کی ہے جس مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ :-

اولئک اخوانی وانتم اصحابی (ایضاً) — وہ لوگ ہمارے بھائی ہونگے اور تم ہمارے اصحاب ہو

پانچوین روایت ابن شیبہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

یالیتنی قد لقد لقیت اخوانی — کاش ہم اپنے بھائیون کو دیکھتے

چھٹے ابن عساکر سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ

انتم اصحابی واخوانی قوم یاتون من بعدی یومنون بی ولم یرونی ثم قرء الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ الخ — تم ہمارے اصحاب ہو اور ہمارے بھائی۔ وہ قوم ہین جو بے دیکھے ہم پر ایمان لائین گے پھر آیۂ "یومنون بالغیب" الخ کی تلاوت فرمائی۔

ساتوین یہ حدیث صواعق محرقہ کی صفحہ ۱۲۸ سے پیش کی جاتی ہے جو خاص افضل الصحابہ سے متعلق ہے اور وہ یہ ہے :-

واخرج الانصاری عن انس ان رسول اللہ صلعم — انس رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے

رسول اللہ صلعم نے حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ تم لوگ میرے اصحاب اور میرے بھائی ہو ہین جو بعد میرے ایمان لائینگے

قال یاابا بکر لیت انی لقیت اخوانی	حضرت ابی بکرؓ سے مخاطب ہوکر فرمایا کاش کہ مین اپنے
فقال ابوبکر یارسول اللہ صلعم نحن	بھائیون سے ملاقات کرتا ابوبکرؓ نے کہا ہم لوگ ہی تو
اخوانک قال لا انتم صحابی اخوانی	آپ کے بھائی ہین آنحضرت صلعم نے فرمایا نہین تم لوگ
الذین لم یرونی وصدقونی واحبونی	بھائی نہین ہو بلکہ اصحاب ہو ہمارے بھائی وہ لوگ
حتی لانی احب الی احدھم من ولدہ	ہونگے جو بے دیکھے ہم پر ایمان لائینگے اور تصدیق کرینگے
ووالدیہ قالوا یارسول اللہ نحن	اور ہماری محبت اُن کے دلون مین اولاد اور والدین سے
اخوانک قال لا انتم صحابی	زیادہ ہوگی پھر صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ہم لوگ
	توآپ کے بھائی ہین فرمایا نہین تم اصحاب ہو

اگرچہ اہلسنت نے جو اپنے حسن عقیدت باطلہ سے اپنے اصحاب کو فضیلت دے رکھی ہے وہ ان روایتون سے ہوا ہوگئی لیکن بقول شاعر ؎

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے　　جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

اس فضیلت کو جس پر جناب محدث دہلوی ان الفاظ مین :-

"ہیچ فضل و ہیچ کرامتے بہ فضیلت نظر بر جمال مصطفےٰ صلعم نرسد"

ناز فرماتے ہین خود ان ہی کے قول مندرجہ مکارم النبوۃ سے ہبا منثا کرتے ہین اور وہ یہ ہے کہ :-

در حدیث آمدہ کہ پرسیدند یارسول اللہؐ	اصحاب رسول اللہؐ سے پوچھا کہ ہم سے جو آپ پر
ہیچ کسے از انکہ بتو ایمان آورد یم و ہمراہ تو جہاد کردیم	ایمان لائے اور آپکے ساتھ جہاد کرتے رہے کوئی اور
بہتر از ما باشد رسول اللہؐ فرمود نعم قومیکہ بعد از	بہتر و برتر ہے حضرتؐ نے فرمایا ہان وہ لوگ تم سے بہتر ہین
شما بیایند و نادیدہ بمن ایمان آرند بہتر از شما باشند	جو کہ بعد تمہارے آئینگے اور بغیر دیکھے ایمان لائینگے۔
بعض مفسرین یومنون بالغیب را ہم بدین معنی تفسیر کنند	بعض مفسرین نے یومنون بالغیب کی یہی تفسیر کی ہے۔

اصحاب ثلثہ رض کی عدم فضیلت پر وہ روایت بھی شاہد ہے جو اسی معنی مین ہے جس کا حاصل مطلب یہ ہے

اسما و بنت عمیس کو حضرت عمر پر فضیلت

" ایک دن اسما بنت عمیس زوجہ حضرت جعفر بن ابی طالب رض ام المومنین حضرت حفصہ رض سے ملنے آئین۔ اسما نے حضرت جعفر کے ہمراہ حبش کو ہجرت کی تھی اُسوقت حضرت عمر رض بھی وہان موجود تھے اور حضرت حفصہ سے پوچھا یہ عورت کون ہے اُنھون نے کہا اسما بنت عمیس ہے یہ سنکر حضرت عمر رض بولے زن حبشیہ یہی ہے۔ یہ کہکر اسما سے فرمایا ہم کو ہجرت مین تم پر فضیلت ہے اسما نے جواب دیا کیونکر ہم سے افضل ہو سکتے ہو اس لئے کہ ہم نے بجز نجاشی کے کفار حبش کے ہاتھ سے تکلیفین اُٹھائی ہین اور تم یہان امن و امان مین رہے یہ کہکر اسما پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئین اور ان باتون کا تذکرہ کیا۔ آنحضرت نے سنکر فرمایا کہ تم پر عمر رض اور اُنکے احباب کو میرے پاس ہرگز مرتبہ نہین ہے۔ ان کو ایک ہجرت ہے مکہ سے مدینہ اور تم کو دو ہجرت ہین ایک مکہ سے حبش اور دوسرے حبش سے مدینہ (جلد دوم صفحہ ۳۰)

سبحان اللہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تو اصحاب پر ان لوگون کو جو نا دیدہ ایمان لائینگے مرتبہ دین۔ اور حضرت ابوبکر رض سے مخاطب ہو کر فرمائین کہ تم لوگ تو میرے اصحاب ہو بھائی نہین ہو میرے بھائی وہ لوگ ہین جو بغیر دیکھے مجھپر ایمان لائین گے اور میری رسالت و نبوت کی تصدیق کرینگے اور مجھ کو اپنے والدین سے بڑھ کر عزیز رکھین گے۔

بخلاف اِسکے اہلسنت اپنے اصحاب کو فضیلت دین۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کلام مین تحریف کر کے اپنے مذہب کا رنگ جمائین۔ کیا خوب! ہر چند کہ اہلسنت اصحاب کو زیارت کے شرف سے فضیلت دیتے ہین مگر افسوس کہ اُن کے اصحاب اس شرف مین بھی پورے نہ اُترے کہ باوجود شرف زیارت و قربت رسول ان حضرات کو اپنے پیغمبر کا حلیۂ مبارک بھی معلوم نہ تھا۔ جیسا کہ ذخائر العقبیٰ مین ہے:۔

حضرت ابوبکر آنحضرت کا حلیہ مبارک نہ بتا سکے

عن ابن عمر قال ان الیھود — حضرت ابن عمر رض سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ یہود

جاءَا الی ابی بکر فقالوا صف لنا صاحبك — حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ اپنے رسول کا حلیہ

فقال یا معشر الیهود لقد کنت معرفی — بیان کرو۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ اے گروہ یہود اگرچہ

الغار کاصبعی هاتین ولقد صورت معه — بیشک مین غار مین حضرت سے مثل دو انگلیون کے متصل رہا

جبل حراء وان خنصری لفی خنصره و — اور مین اُنکے ساتھ کوہ حرا پر بھی چڑھا کہ میری چھوٹی انگلی

لکن الحدیث عنه شدید وهذا — آپ کی چھوٹی انگلی مین تھی مگر حضرت رسول اللہ کا حلیہ

علی ابن ابی طالب فاتوا علیا فقالوا — بیان کرنا مشکل ہی یہ علیؓ موجود ہین اُنسے پوچھ لو وہ لوگ

یا ابا الحسن صف لنا ابن عمك — حضرت علیؓ کے پاس آئے کہا کہ اپنے بھائی کا حلیہ بیان کرو

فوصفه لهم — اُنھون نے بیان کردیا۔

الحاصل خدائے پاک کے نزدیک ہی لوگ افضل واعلےٰ ہین جو سب مین زیادہ زاہد وابرار ہون جیسا کہ خود ارشاد فرماتا ہے

ان اکرمکم عند الله اتقکم — بیشک نہین کہ خدا کے نزدیک تم سب مین بڑا عزت والا وہی ہے جو بڑا پرہیزگار ہو

اور یہ جامہ خیاط ازل نے آل رسول ہی کے اجسام پاک پر روز ازل سے قطع کیا تھا۔ اصحاب ممدوحین کو تو اسکی ہوا بھی نہین لگی تھی لہذا اُن کو نہ تو قربت اور صحبت نبوی سے کچھ فضیلت حاصل ہوسکتی ہے نہ جمال مصطفویؐ کی زیارت سے سعادت ومنزلت ؎

ہرکہ اورو بہ بہبودند اشت — دیدن روے نبیؐ سودند اشت

خار گل کے پہلو مین رہتا ہے مگر باوجود قربت وصحبت پھر بھی خار کا خار ہی رہا۔ گل کی صحبت سے اُسکو کچھ بھی توقیر نہ ملی کسی شاعر نے خوب کہا ہے ؎

ہر آب جہان مین آب حیوان نہ ہوا — بیشک خر عیسےٰ کبھی انسان نہ ہوا

نااہل جو نیکون مین رہے کیا حاصل — دیکھو کہ ابوجہل مسلمان نہ ہوا

قال

اور نہ صرف صحبت اور زیارت پائی سعادت پائی بلکہ حضرت کے غم و خوشی مین شریک رہے اور آپکی یاری و مددگاری اعلاء کلمۃ اللہ مین کرتے رہے ؎

از وطنہا مہاجرت کردند　　برالہا مصابرت کردند

در سفر ہمرکاب او بودند　　در حضر ہم خطاب او بودند

ہمہ آثار وحی دیدہ ازو　　ہمہ اسرار دین شنیدہ ازو

با نبی در شدائد و اہوال　　بذل ارواح کردہ و اموال

پایۂ دین بلند از ایشان شد　　کار شرع ارجمند از ایشان شد

رضی اللہ عنہم از سوے حق　　بہر ایشان بشارت مطلق

غرضکہ صرف زیارت اور صحبت ہی حضرت سید الانبیا علیہ التحیۃ والثنا کی ایسی فضیلت ہے کہ کوئی بزرگی اُس کو نہین پاتی نہ کہ جب اُسکے ساتھ اور فضائل ذاتی بھی صحابہ مین موجود ہون تو اُنکے مراتب اور مدارج کی کیا انتہا ہو سکتی ہے ۔

قال صلی اللہ علیہ وسلم انما الاعمال بالنیات و انما لکل امرئ ما نوی

ای عمل و جوسی مین نیات ہے اور ہر عامل کو ملتا ہے اللہ مین جو نیت کرے

Presented by: Rana Jabir Abbas
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas
jabirabbas@yahoo.com

اقول

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے تو ان کو کچھ فضیلت حاصل نہین ہوئی۔ ہان اہلسنت اپنی طرف سے دے رہے ہین اور یہ صریح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت ہے اعلاء کلمۃ اللہ مین جو کچھ اپنے پیغمبر کی رفاقت وحمایت ان رفقانے کی ہے وہ ظاہر ہے عیان راچہ بیان، جس کا کچھ ذکر پچھلے صفحات مین آچکا ہے کہ وقت نصرت ؎

بگرکس نہ بدزان دلیران بجا　　رسول خدا ماند وشیر خدا

نہ کس از مہاجر نہ انصار ماند　　علیؑ ماند یا تیغ خونخوار ماند

چہ بکرد چہ زید وچہ عمرو ولید　　شدند آن زمان از نظر ناپدید

یکے زد بعرض دگر زد بطول　　نہ خوف از خدا ونہ شرم از رسولؐ

یہی حال خدا کی راہ مین ایذائین اُٹھانے اور ہجرت کرنے کا ہے جیسا کہ حسب بیان مفسرین ومحدثین ومورخین ومجتہدین اہلسنت اور حضرت اسمٰعیل بخاری شعب ابوطالب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تین سال تک تکلیفین اُٹھانا اور ان رفقا کا اپنی قوم مین امن وامان سے رہنا اوپر بیان ہوچکا ہے۔ وہ اور ہی جان نثار تھے جنھون نے اعلاء کلمۃ اللہ مین مشرکین وکفار کے خون کے دریا بہائے اور اپنے پیغمبر کی وصیت پر عمل کرکے باایمان دنیا سے اُٹھ گئے وہی بزرگوار ؎

پایۂ دین بلند از ایشان شد　　کار شرع ارجمند از ایشان شد

کے مصداق ہین۔ اِس لشکر خدا کے سردار شاہ ذوالفقار کرار غیر فرار غالب کل غالب حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام تھے۔ جن کی شجاعت وصلابت کا مخالفین بھی لوہا مانے ہوے ہین ؎

شجاع حیدر صفدر سا تھا نہ ہے کوئی اب　　کہ جسکی تیغ سے دہشت زدہ تھے کافر سب

ظفر جہاد مین تھی تابع امیر عرب　　شکست دیکے پھر اجب بڑھا وہ ضیغم رب

شمار جس کا نہین کافر اتنے مارے ہین

چڑھے ہین رنپہ تو لاکھون کے سر اُتارے ہین

وہ عمر جس کا نہ ثانی تھا کافرون کیطرف　　زمین بھی ہلنے لگی جب بڑھا وہ تیغ بکف

پڑی جو دیو پہ اِک ضربت خدیو نجف　　تو الامان کا اُٹھا غلغلہ میان دو صف

علیؑ کے زور پہ حیران تمام لشکر تھا

فرس پہ جسم تھا۔ فتراک کے تلے سر تھا

یہی انصار اللہ اعلاء کلمۃ اللہ مین خدا و رسولؐ کی یاری و مددگاری کرتے رہے۔ انھین خاصان خدا کی شان مین ہے ؎

رضی اللہ عنھم ازسوے حق　　بہر ایشان بشارتِ مطلق

نہ کہ ان لوگون کی شان مین ہے جو شمر و لیتم مدبرین کے مصداق ہین۔

غرض ان رفقاء کا اپنے پیغمبر کو دشمنون مین چھوڑکر فرار ہونا ہی ایک ایسی معصیت ہے کہ کوئی برائی اُسکو نہین پہونچ سکتی۔ نہ کہ جب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عدل نہ کرنے کا الزام لگانا حدیث ثقلین سے انحراف کرنا۔ لشکر اُسامہ سے تخلف اور تحریر وصیت مین مزاحمت کرنا حکم رسول اللہ کو ہذیان بتانا۔ جگر گوشہ رسول اللہ کو ایذائین دینا۔ آل رسول کے حقوق ضبط کرنا۔ رسول اللہ صلعم کی وصیت کو پسِ پشت ڈالنا۔ حرص و ہوا کو دخل دے کر احکام خدا و رسول مین دخل دینا اور ہو رشریعت مین آیات و احادیث کے بجاے اپنے قیاس سے کام لینا۔ وغیرہ وغیرہ ذاتی صفات موجود ہون تو پھر ان کے مطاعن کی کیا انتہا ہو سکتی ہے۔ اور مداحون کی فرضی مدح سرائیان ان ممدوحین کے کام کب آسکتی ہین ؎

گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ　　بآب کوثر و زمزم سفید نتوان کرد

حضرت امیرؑ کو اصحاب پر فضیلت

اس موقع پر مین اپنے بھائیون سے داد انصاف چاہتا ہون کہ جب وہ اپنے اصحاب ممدوحین کو محض جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت و زیارت کی وجہ سے تمام امت سے مرتبہ مین اعلےٰ و افضل سمجھتے ہین تو کیا اسی دلیل سے اصدق الصادقین۔ سید المسلمین۔ امیر المومنین۔ امام المتقین نفس رسول۔ زوج بتول علی بن ابیطالب علیہ السلام کی افضلیت اصحاب پر ثابت نہین ہوتی جو سید الوصیین نہ صرف اصحاب بلکہ نفس رسولؐ اور برادر رسولؐ بھی تھے جو شفقت و محبت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان جناب سے تھی اسکے متعلق دو چار حدیثین اس جگہ نقل کی جاتی ہین اور وہ یہ ہین :—

پہلی

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال ان علیا دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقام الیہ وقبل ما بین عینیہ فقال العباس ا تحبہ یا رسول اللہ فقال یا عم واللہ اشد حبا منی ان اللہ جعل ذریۃ کل نبی فی صلبہ وجعل ذریتی فی صلبہ (اخرجہ ابو الخیر الحاکمی)

(ارجح المطالب صفحہ ۵۰۵)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب امیرؑ آنحضرت صلعم کی خدمت مین تشریف لائے حضرت اُن کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور پیشانی پر بوسہ دیا عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی کیا رسول اللہ یہ آپ کو پیارے ہین حضرت نے فرمایا اے چچا واللہ خدا کے لئے یہ مجھے نہایت پیارے ہین پروردگار نے ہر ایک نبیؑ کی اولاد اسکی صلب سے پیدا کی ہے اور میری اولاد اسکے صلب سے پیدا کی۔

دوسری

عن ام عطیہ قالت بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم جیشا وامر علیا علیہم فسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو رافع یدیہ یقول اللھم لا تمتنی حتی ترینی علیا۔

(اخرجہ الترمذی ایضاً صفحہ ۵۰۵)

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علی کو ایک لشکر کا امیر بنا کر بھیجا تھا مین سن رہی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اُٹھا کر دعا کرتے تھے کہ الٰہی تو جب تک مجھے علی کو نہ دکھا دے تب تک مجھے نہ مار

تیسری

عن ام المومنین عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت لما حضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الموت قال ادعوا لی حبیبی فدعوت له ابا بکر فنظر الیہ ثم وضع راسہ فقال ادعوا لی حبیبی فلدعوت لہ عمر فنظر الیہ ثم وضع راسہ فقال ادعوا لی حبیبی فقلت ویلکم ادعوا لہ علیا فواللہ ما یرید غیرہ فلما راہ اخرج الثوب الذی کان علیہ ثم اراد خلہ فیہ فلم یزل یحتضنہ حتی قبض ویدہ علیہ (الدارقطنی)

(ایضاً صفحہ ۵۰۵)

جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلعم کے انتقال کا وقت آگیا تو حضرت نے فرمایا میرے دوست کو بلاؤ مین نے حضرت ابوبکرؓ کو بلا بھیجا حضرت صلعم نے دیکھکر سر اقدس بالین پر رکھدیا اور فرمایا میرے محبوب کو بلاؤ مین نے عمرؓ کو بلا بھیجا حضرت صلعم نے انکو بھی دیکھکر سر اقدس بالین پر رکھدیا اور فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ مین نے لوگون سے کہا افسوس ہے تمپر علی کو بلاؤ واللہ حضرت انکے سوا کسی دوسرے کو طلب نہین کرتے ہین جب حضرت نے علی کو دیکھا تو اس چادر کو جو حضرت اوڑھے ہوے تھے اٹھایا اور علی کو اسکے اندر لیلیا اور انتقال فرمانے تک انکو اپنے سینہ سے لگاے ہوے تھے اور آپکا ہاتھ علیؓ پر رہا

چوتھی

عن ابن عباس قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صعد المنبر فخطب الناس فحمد اللہ واثنی علیہ فوعظ وخوف وحذر ثم بکی وقال این علی بن ابی طالب فوثب علیؓ قائما علی قدمیہ فقال ھا انا یا رسول اللہ فقال ادن منی فدنا منہ وضمہ الی صدرہ و قبل بین عینیہ ثم بکی حتی سالت دموعہ علی خدہ فقال یا علی صوتہ

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہین کہ ایک روز جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے منبر پر تشریف فرما ہو کر خطبہ ارشاد کیا اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد وعظ فرمایا اور لوگون کو آخرت کا خوف دلایا اور وعید الٰہی سے ڈرایا اور پھر رونے لگے اور فرمایا علی بن ابیطالب کہان ہین جناب امیر جلدی سے اچھلکر اپنے دونون پاؤن پر کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ مین حاضر ہون حضرت نے اُن کو اپنے نزدیک بلایا جب وہ نزدیک گئے تو آپنے اُنکو اپنے سینے سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور رونے لگے یہانتک کہ رخسار مبارک پر اشک جاری ہو گئے پھر آواز بلند ارشاد کیا

یامعشر المسلمین هذا علی بن ابیطالب	اے گروہ اسلام یہ علی ابن ابیطالب شیخ المہاجرین
هذا شیخ المهاجرین والانصار هذا	وانصار ہے یہ میرا بھائی اور میرا ابن عم اور میرا داما
اخی وابن عمی ولحمی ودمی هذا ابوالسبطین	اور میرا گوشت اور میرا خون ہے یہ ابوالسبطین یعنی امام حسن
الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة هذا	اور امام حسین کا باپ ہے جو اہل جنت کے نوجوانون کے
مفرج الکرب عنی هذا اسد الله وفی ارضه	سردار ہین یہ مجھ سے تکلیف کو دور کرنے والا ہے یہ
وسیفه المسلول علی اعدائه فعلی	خدا کی زمین پر خدا کا شیر ہے اور اسکی تلوار ہے اسکے
مبغضیه لعنة الله ولعنة اللاعنین	دشمنون پر پس اسکے بغض رکھنے والون پر خدا کی لعنت
والله منه بری وانا منه بری فمن احب	کرنے والے لعنت کرتے ہین اللہ ان سے بیزار ہے
ان یبرأ من الله ومنی فلیتبرأ منه	ہین اُن سے بیزار ہون پس اگر کوئی خدا کی اور میری
فلیبلغ الشاهد منکم الغائب	بیزاری کو چاہتا ہو اس سے بیزار ہو تو چاہیئے تم
(اخرجه ابوسعید عبدالملک بن ابی عثمان	حاضرین ہین سے ہر اک کو چاہیئے کہ غایبون کو اس سے
محمد الواعظ الخرکوشی فی شرف النبوة)	آگاہ کردین۔ (ارجح المطالب صفحہ ۲۹۰ و ۱۴)

پانچویں! جناب شمس العلما مولوی نذیر احمد صاحب اپنے ترجمہ قرآن مجید مین تحریر فرماتے ہین کہ:۔

ان کے حق مین پیغمبر صاحب نے دمك دمی لحمك لحمی وانت منی بمنزلة هارون من موسے

فرمایا یعنی تم کو مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسی سے تھی) اور یہ بھی فرماتے تو ان کا اور پیغمبر صاحب کا گوشت پوست

اور خون ایک تھا وہ پیغمبر صاحب کے حقیقی چچا زاد بھائی تھے۔ ان کو پیغمبر صاحب نے بچپن سے بیٹون

کی طرح پالا تھا۔ ایک روایت مین ہے کہ علی طفل نوزائیدہ دودھ کے لئے روتے تھے وہ کسی عورت کی

چھاتی منھ مین نہ لیتے تھے پیغمبر صاحب اپنی زبان انکو چوساتے اور وہ سیر ہو کر سو جاتے تھے ان کی سب سے بڑی

خصوصیت یہ تھی کہ پیغمبر صاحب نے اپنی لخت جگر فاطمہ زہراء کو ان سے بیاہ دیا تھا اور ان سے پیغمبر صاحب کی

نسل چلی تھی وہ اپنی ذات سے بڑے لائق تھے کہ پیغمبر صاحب نے انا مدینۃ العلم وعلی بابھا سے انکی لیاقت کی تصدیق و توثیق کی تھی وہ شجاعت اور سخاوت اور خطابت اور زورمندی مین بیمثیل تھے انکی اصابت راے پر پیغمبر صاحب کو کلی اعتماد تھا کہ نوعمری مین ان کو یمامہ کا قاضی بنا کر بھیجا تھا جس رات کو کفار مکہ پیغمبر صاحب کو مار ڈالنے کے ارادہ سے رات بھر پیغمبر صاحب کا گھر گھیرے پڑے رہے پیغمبر صاحب انکو اپنی جگہ لٹا کر چپکے سے باہر نکل آئے ع

"این کار از تو آید و مردان چنین کنند" (ازالۃ الخفا)

اصحاب ثلثہ آل رسول کی غلامی پر فخر کیا کرتے تھے

چھٹی طرفہ تر یہ امر ہے کہ اہلسنت تو اس شد و مد سے اپنے اصحاب ممدوحین کو آل رسول سے افضل ٹھہراتے ہین لیکن خود اصحاب آل رسول کی غلامی پر فخر و مباہات کیا کرتے تھے اور اُس کو اپنی عزت و نجات کا ذریعہ سمجھتے تھے چنانچہ جناب راجہ اجایان سرکشن پرشاد مہاراجہ بہادر یمین السلطنت جی سی۔ اے۔ آئی۔ مشیر۔ وسابق مدار المہام بہادر سرکار نظام الملک آصف جاہ بہادر خلد اللہ ملکہ اپنی تالیف رسالہ تزین حسین صفحہ ۱۸ مین یہ روایت تحریر فرماتے ہین کہ

ایک واقعہ یاد آیا جسکا تذکرہ ایک مرتبہ وعظ کی محفل مین سنا تھا جسمین اصحاب کبار کے اتحاد کا ذکر بھی آیا تھا وہ یہ ہے کہ کسی موقع پر حضرت عمرؓ کے فرزند حضرت امام حسین سید الشہدا کے ساتھ کھیل کود مین شریک تھے ہمسنون کا مجمع تھا کسی بات پر جناب سید الشہدا نے حضرت عمرؓ کے فرزند کو "غلام" کے لفظ سے منسوب کیا وہ روتے ہوے اپنے باپ کی خدمت مین حاضر ہوے اتفاق سے تینون اصحاب مسجد مین جمع تھے وجہ آزردگی دریافت کی حضرت عمرؓ کے فرزند نے واقعہ بیان کیا سر پر صاحبین نے حضرت عمرؓ فرزند کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ رونے کی بات نہین ہے بلکہ نہایت خوشی اور مسرت کی بات ہے زہے نصیب ہمارے کہ حضرت امام حسین نے تجھ کو اپنے غلامون مین شریک کیا بلکہ یہ ایک سند ہمارے سب کے لئے ہے فوراً جاکر حضرت سے لکھوا لے کہ مین ایسا ہون کہ اس خطاب کے دوسرے

مستحق رجا ئین - یہ واقعہ درست صحیح ہوگا کیونکہ یہ حضا ایک نہایت معتبر صاحب تھے جنکا ثقہ و موثق

ہونا پہلے ثابت ہوے تھے یعنی مولوی احمد خیر الدین صاحب)

سا تو ین - از نتیجۃ الخفا - کنز العمال - تہذیب الکمال لاسماء الرجال - اور ضیاء العین مین سے جسکی نقل یہ ہے کہ -

عن حسین بن علی قال

امام حسین علیہ السلام فرماتے ہین جسکا حاصل یہ ہے کہ ایکروز

صعدت الی عمر ابن الخطاب المنبر

مین عمر بن خطاب کے پاس گیا دیکھا کہ وہ منبر پر بیٹھے ہین مین بھی منبر

فقلت انزل عن منبر ابی واصعد منبر

پر چڑھ گیا اور اُن سے کہا کہ میرے والد کے منبر سے اُتر و اور اپنے

ابیک فقال ان ابی لم یکن لہ منبر انما قعد

باپ کے منبر پر جاؤ اُنھون نے کہا کہ میرے باپ کا تو کوئی منبر نہین ہے

معہ فلما انزل ذہب بی الی منزلہ فقال لی من

یہ کہکر مجھے اُٹھا لیا اور اپنے پاس مجھے بٹھا لیا تھوڑی دیر کے بعد وہ منبر

علمک ہذا فقلت ما علمنیہ احد فقال ای بنی

سے اُترے اور مجھے وہ اپنے گھر لیگئے اور مجھ سے پوچھا یہ بات آپکو کسنے

لو جعلت تاتینا وتغشینا قال فجئت

سکھائی مین نے کہا مجھے یہ بات کسی نے نہین سکھائی یہ سنکر اُنھون نے

یوما وہو خال بمعویۃ وابن عمر

کہا اے صاحبزادے آپ اکثر میرے پاس آیا کرین تو خوب ہے حضرت فرماتے

بالباب لم یوذن لہ فرجعت فلقینی

ہین کہ پھر مین ایکدن اُنکے پاس گیا اُسوقت معاویہ سے خلوت کئے

بعد فقال لم ارک اتیتنا فقلت انی

ہوے تھے اُنکے فرزند عبداللہ دروازے پر کھڑے تھے انکو اندر جانیکی

جئت وانت خال بمعویۃ فرأیت

اجازت نہ ملی جب مین نے حال دیکھا تو واپس چلا گیا اسکے بعد

ابن عمر بالباب فرجع ابن عمر فرجعت

ایکمرتبہ اُنھون نے مجھسے ملاقات کی اور کہا کہ آپ پھر میرے پاس نہین آئے

فقال انت احق بالاذن من عبداللہ

مین نے کہا آیا تو تھا مگر آپ معاویہ سے خلوت مین تھے اور آپکے فرزند

بن عمر انما انبت فی رؤسنا ما ترٰی

عبداللہ دروازے پر جب وہ چلے گئے مین بھی چلا گیا یہ سنکر حضرت نے

اللہ عزوجل ثم اتم

نے کہا آپ اجازت پانیکے ابن عمر سے زیادہ مستحق ہین یہ بال جو ہمارے

(ضیاء العین صفحہ ۱۹۱)

سر مین ہین انکو خدا تعالی اور آپ لوگون نے ہی اُگایا ہین -

عن ابن عباس ان رجلا من اهل الشام من

اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم

ابا مر عمر امر عمر بالاقطاع فسطط فى

المسجد فاول من عبد الحسن فقال

يا امير المومنين اعطنى حقى فانى

على المسلمين فقال ما حقك

الكرامة فامر له بالف درهم ثم انصرف

فدعا البر الحسن وامر له بالف درهم

ثم انصرف فدعا البر عبد الله بن عمر وامر له

بخمس مائة درهم فقال يا امير المومنين

انا رجل متسبد اصرب بالسيف بين

يدى رسول الله صلعم والحسن والحسين

طفلان يدرجان فى سكك

المدينة تعطيهما الف درهم و

تعطينى خمس مائة فقال عمر بعم

اذهب فاتى بابائهما و

بامهاتهما وجدتهما

وجدتهما وعمتهما

وعمتهما وخالتهما

عمر نے ابن عباس سے کہا کہ تم میرے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو بلا لاؤ تو میں ان کو حکم دوں کہ آنحضرت صلعم کے حال سے

کے صحابہ زمانہ کا فتح کیا تھا عمر نے حکم

قبر سے کا ملا سے پہلے نماز

میں ابو موسیٰ یا یہ سب لوگ

علی المسلمین فقال عمر

کرامت سے لے

الکرامۃ سے اور عمر نے کہا کہ رشتہ

کرامت سے اس حضرت عمر سے ان کے لئے ہزار درہم

کا حکم دیا پھر جناب امام حسین علیہ السلام تشریف

لائے عمر نے ان کے لئے بھی ہزار درہم کا حکم دیا انکے بعد

عبداللہ بن عمر آئے عمر نے انکے لئے پانسو درہم کا

حکم دیا یہ سب لوگ چلے گئے تو عمر نے کہا کہ رشتہ

میں مصروف آدمی

ہوں ماں سوں مدینہ اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ماوا ہے

پڑتا تھا اور میں دو لڑکے تھے اور مدینے کے مارا رہتے

کھیلا کرتے تھے آپ نے ان دونوں کو تو ہزار ہزار درہم دیئے اور مجھے پانچ سو درہم دیئے

میں نے کہا ان سا اور میرے پاس ان کے ماپیا

اور نانا سا نانا اور

ابی امی سی ماں اور ان کے نانا سا نانا اور

ابی ثانی سی مائی اور ان کے چچا سا چچا ایک پھوپی

اور انکے ماموں سا ماموں اور ایکی خالہ سی خالہ پایا

فانك لا تاتيني به ابوهما فعلي امرتضیٰ — مگر تو سر گز نہ لا سکیگا۔ انکا باپ علیؑ مرتضےٰ انکی ماں فاطمہ زہراؑ

وامهما فاطمة الزهراء وجدهما — ہین ان کے جدامجد محمد مصطفےٰ صلعم ان کی جدہ کریمہ

محمد المصطفى وجدتهما خديجة — جناب خدیجۃ الکبریٰ ان کے چچا جعفر طیار ان کی

الكبرى وعمهما جعفر بن ابيطالب وعمتهما — پھوپھی ام ہانیؑ بنت ابی طالب ان کی خالہ رقیہ اور

ام هانی بنت ابيطالب وخالتهما رقية و — ام کلثوم (آنحضرت صلعم کی بیٹیان) اور ابراہیم

ام كلثوم بنتا رسول الله صلى الله عليه — علیہ السلام ان کے ماموں ہین۔

وسلم وخالهما ابراهيم (اخرجہ ابو سعید السجستانی ارجح المطالب صفحہ ۳۰۰)

سبحان اللہ! زبان سے تو آل رسولؐ کی عقیدت اور مودت اس طرح ظاہر کرین اور عملا یہ کہ اپنے پیغمبر کی بیٹی کا گھر جلانے کو آگ اور لکڑی لے کر جائین چنانچہ ابو محمد سعید اللہ بن مسلم ابن قتیبہ کتاب الامامۃ السیاسۃ مین اس واقعہ کا تفصیلی حال یون تحریر فرماتے ہین:—

عمرؓ بن خطاب نے فاطمہؑ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر کہا گھر مین سے نکلو ورنہ مین گھر کو آگ لگا دون کا کسی نے کہا اے ابو حفص (حضرت عمر کی کنیت) اس گھر مین تو فاطمہؑ اور حسنینؑ ہین۔ حضرت عمر نے کہا ہوا کرین (یہ اصل روایت آیات محکمات جلد سوم بحث خلافت مین نقل کیگئی ہے)۔

اس جگہ روایتون کے نقل کرنے سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ جب وہ حضرات آل رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا آقا اور سردار جانتے تھے اور آل رسول کی غلامی پر فخر اور اسکو وسیلہ نجات سمجھتے تھے تو پھر ہمارے سُنّی بھائی کس بنا پر اُن کو نفس رسولؐ پر خصوصًا اور آل نبیؐ پر عمومًا افضلیت دیتے ہین جو خود انھین کے خلفاء کرام کے اقوال سے باطل ثابت ہوئی۔ واہ یہ خوب افضلیت ہے کہ خلفاء کرام تو اپنے آپ کو آلؑ نبی کا غلام بتائین اور اُن کے معتقدین و مقلدین بمصداق (مدعی سُست گواہ چست) یہ خطاب افضل البشر بعد نبینا ابوبکر و عمر کو عطا کر کے اُن کو تمام اُمت سے درجے اور مرتبہ مین افضل و اعلیٰ ٹھہرائین۔

حالانکہ خود حضرت عائشہؓ فرماتی ہین :-

(۱) عن عطآء قال سئلت ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ عنہا عن علیؑ فقالت ذلک من خیر البریۃ ولا شک فیہ الا کافر (اخرجہ احمد فی المناقب واخرجہ ابوبکر بن مردویہ)

عطاء ناقل ہین کہ مین نے حضرت عائشہؓ سے حضرت علیؑ کی نسبت پوچھا وہ فرمانے لگین کہ علیؑ تمام خلقت سے بہتر ہین اس مین کسی کافر کے کوئی شخص شک نہین لا سکتا ۔

(۲) عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلعم علی خیر البشر من ابی فقد کفر (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ)

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم فرماتے تھے کہ علیؑ تمام مخلوقات سے بہتر ہے جس نے انکار کیا وہ کافر ہوا۔

کیا خوب اصحاب ثلثہؓ کو اُن خاصان خدا پر فضیلت دیتے ہین۔ جن کی عظمت و منزلت پر ثلث قرآن شاہد ہے اور جنکی توقیر اور منزلت پر یہ نکتہ کافی ہے کہ ؎

از جملہ آفرینش کون و مکان مقصود خدا علیؑ و اولاد وی ست

یہ مفہوم اس حدیث کا ہے :-

عن عبداللہ بن مسعود قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما خلق اللہ تعالیٰ آدم و نفخ فیہ من روحہ عطس آدم فقال الحمد للہ اوحی اللہ الیہ حمدنی عبدی بعزتی لولا عبدان اریدان اخلقھما فی دار الدنیا ما خلقتک

عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب پروردگار نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان مین اپنی روح پھونکی تو آدم نے چھینک لی اور الحمد للہ کہا پروردگار نے فرمایا میرے بندہ نے میرا شکر کیا ہے مجھے اپنی عزت و بزرگی کی قسم ہے اگر مین اپنے دو بندون کو دنیا مین پیدا کرنیکا ارادہ نہ کرتا تو مین تجھے ہرگز پیدا کرتا

Presented by: Rana Jabir Abbas
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

قال الٰہی یکونان منی قال نعم — حضرت آدم نے عرض کیا یا الٰہی وہ دونوں مجھسے

یا آدم ارفع راسك وانظر فرفع — پیدا ہونگے ارشاد ہوا کہ ہاں۔ اے آدم اپنے

راسہ فاذا مکتوب علی العرش — سر کو اٹھا کر دیکھ حضرت آدم نے دیکھا کہ عرش

لا الہ الا اللہ محمد نبی الرحمۃ وعلی — پر لکھا ہوا ہے لا الہ الا اللہ محمد رحمت کا نبی ہے اور علی

مقیم الحجۃ (اخرجہ الاصابہ المناقب ابن المطلب صفحہ ۲۹) — حجت کا قائم کرنے والا ہے۔

مختصر آل رسول کہ خدا وند تعالیٰ جل شانہ نے جو فضائل ومناقب عطا فرمائے وہ ان سے پہلے

کسی کو دیے اور نہ ان کے بعد کسی کو ملے چنانچہ ان کے فضائل پر خود کلام الٰہی شاہد ہے از انجملہ دو چار آیات بھی

اس جگہ نقل کی جاتی ہیں اور وہ یہ ہیں۔

فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب — پس آدم کو اپنے رب کی طرف سے جو کچھ

علیہ انہ ھو التواب الرحیم — کلمات ملے جن سے ان کی توبہ خدا نے قبول

پارہ ۱ سورہ بقرہ رکوع ۴ — کی بیشک وہ بڑا توبہ کرنے والا ہے

کتب تفاسیر فریقین مین ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے ترک اولیٰ ہوا اور آپ نے اپنے خدا سے

استغفار اور معذرت چاہی تو منجانب اللہ ارشاد ہوا کہ تم ہم سے محمدؐ اور آل محمدؐ کا واسطہ دیکر دعا مانگو ہم تمہاری

دعا قبول کرینگے حضرت آدم علیہ السلام نے دعا مانگی کہ بار الٰہا محمدؐ اور علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ کیواسطے

سے میری توبہ قبول فرما۔ اسپر خدا نے حضرت آدم کی دعا قبول فرمالی۔

تفسیر درمنثور سیوطی جلد اول صفحہ ۶۰ مین آیۂ متذکرۂ بالا کی تفسیر ان الفاظ مین ہے۔

اخرج ابن النجار عن عباس — ابن نجار نے حضرت عباس سے روایت

قال سالت رسول اللہ صلعم عن — کی ہے کہ رسول اللہ صلعم سے پوچھا کہ وہ کونسے

الکلمات التی تلقاھا آدم من ربہ — کلمات ہین جن سے خداوند عالم نے آدم علیہ السلام کی

فتاب علیہ قال سأل بحق محمد — توبہ قبول فرمائی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ حضرت آدم نے

وعلی وفاطمۃ والحسن والحسین — بواسطہ محمدؐ وعلیؑ فاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ دعا مانگی تھی اسلیئے

فتاب علیہ — خدائے پاک نے اُن کی دعا قبول فرمائی

یہی نیابیع المودۃ باب ۲۴ مین بھی ہے:۔

عن الشیخ عبد القادر الجیلانی — حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس

رحمہ اللہ علیہ مرفوعًا عن ابی ھریرۃ — کے اسناد کو بواسطہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تک پہونچاتے ہین

رضی اللہ عنہ عن النبی صلعم انہ — کہ انھون نے جناب رسول اللہ صلعم کو فرماتے سنا ہے کہ

قال لما خلق اللہ تعالیٰ ابا البشر ونفخ — جب حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت ابوالبشر علیہ السلام کو پیدا

فیہ من روحہ التفت آدم یمین العرش — کیا اور اُن کے جسم مین اپنی روح کو پھونکا تو جناب آدم

فاذا نور خمسۃ اشباح سجدا ورکعا — نے عرش کے داہنے طرف نظر اُٹھا کر دیکھا کہ اُسمین

قال آدم یا رب ھل خلقت احدًا من — پانچ تنِ پاک کے جسمون کا نور رکوع اور سجود کر رہا ہے

طین قبلی قال لا یا آدم قال — آدم نے عرض کیا اے پروردگار کیا تو نے کسی کو مجھ

فمن ھؤلاء الخمسۃ الذین — سے بھی پہلے مٹی سے پیدا کیا ہے رب العزت نے فرمایا

اراھم فی ھیئتی وصورتی قال — کہ نہین۔ آدم نے عرض کیا پھر یہ کون اشخاص ہین جنکو مین

ھؤلاء خمسۃ من ولدک ولاھم مما خلقتک — اپنی ہیئت وصورت مین پاتا ہون خدا تعالیٰ نے

ھؤلاء خمسۃ شققت لھم خمسۃ — فرمایا کہ یہ تیری اولاد مین سے پانچ شخص ہین۔ اور

اسماء من اسمائی لولاھم ما خلقت — جس چیز سے تجھے مین نے پیدا کیا ہے یہ اُس سے

الجنۃ ولا النار ولا العرش ولا الکرسی — نہین ہین انکے لیے مین نے اپنے نامون مین سے پانچ نام مشتق کیئے

ولا السماء ولا الارض ولا الملئکۃ — ہین اگر یہ نہوتے تو مین جنت اور دوزخ اور عرش و کرسی آسمان زمین اور فرشتے

ولا الانس ولا الجن فانا المحمود و اور انسان وجن وغیرہم کو ہرگز نہ پیدا کرتا پس مین
هذا محمد وانا العالی وهذا علی محمود ہون اور یہ محمد ہین مین عالی ہون اور یہ علی
وانا الفاطر وهذه فاطمة وانا ہے مین فاطر ہون اور یہ فاطمہ ہے مین احسان ہون
الاحسان وهذا الحسن وانا المحسن اور یہ حسن ہے مین محسن ہون اور یہ حسین ہے ۔ مجھے
وهذا الحسین الیت بعزتی انه اپنی عزت کی قسم ہے کہ اگر کوئی ایک خردل کے دانہ
لا یاتینی بمثقال حبة من خردل کے برابر بھی انکا بغض لیکر میرے پاس آئے گا تو
من بغض احدهم الا دخلت مین اسکو ضرور دوزخ مین جھونکون گا اور مجھے
نار ولا ابالی یا آدم هؤلاء صفوتی اس کی کچھ بھی پرواہ نہوگی ۔ اے آدم یہ میرے
بهم انجیهم وبهم اهلکتهم فاذا برگزیدہ ہین مین انکی وجہ سے بہت سے لوگون کو
کان لک حاجة فبهؤلاء توسل فقال نجات بخشون گا اور ان کی وجہ سے بہتون کو ہلاک
النبی صلی الله علیه وسلم نحن کرون گا جب تجھے کوئی حاجت پیش آیا کرے تو
سفینة النجاة من تعلق بها ونجی اُن کی ذات کے ساتھ وسیلہ پکڑا کر ۔ پس آنحضرت صلعم
ومن عادعنها هلك فمن کان ارشاد فرماتے ہین کہ ہم نجات کی کشتی ہین جس نے
له الی الله حاجة فلیسال بنا اهل اس کشتی کے ساتھ اپنا تعلق اختیار کیا وہ نجات پاگیا
البیت راخرجه ابوالقاسم عبدالکریم اور جس نے اعراض کیا وہ ہلاک ہوگیا ۔ پس جس
بن محمد عبدالکریم الرافعی وابراهیم کسی کو خدا کی جناب سے اپنی حاجت روائی
بن الحموینی) منظور ہو اس کو چاہیئے کہ ہم اہلبیت کے واسطے
(ابرج المطالب صفحہ ۴۶۱) سے سوال کرے ۔

اِس روایت کو ملا معین نے بھی معارج النبوۃ مین تحریر فرمایا ہے اُس کی نقل یہ ہے :-

واقعہ ششم نیز بشارت آدم صفی اللہ است
امام جعفر صادق علیہ السلام در تفسیر آیۂ کریمہ فتلقی
آدم من ربہ کلمات می فرماید کہ آدم و حوا در حینیکہ
بر سریر جنت متمکن بودند از زندگانی بروفق کامرانی
غیر مشکی حق تعالیٰ جبرئیل امین علیہ السلام را بفرستاد
تا آدم علیہ السلام را بر منازل و قصور درجات جنت
سیر دہد جبرئیل دست آدم را گرفتہ بمنزلی آورد کہ
بنائے خشتی از زر و خشتی از نقرہ بود کنگرہائے ان
از زمرد اخضر درین تختی بود از یاقوت احمر بنگاشتہ
و بر بالائے آن تخت قبہ از نور برافراشتہ و دران قبہ
بر بالائے آن تخت صورتے در غایت حسن و جمال
ترتیب دادہ تاجی از نور بر سر وے نہادہ و دو گوشوارہ
از لولو در گوش در آوردہ و قلادہ از نور در گردن او
کردہ آدم از غایت صباحت و ملاحتش انگشت حیرت
در دندان گرفت و حسن و جمال حوا را در جنب آن
فراموش ساخت پرسید یا رب ما ھذہ الصورۃ
خطاب آمد کہ این صورت فاطمہ زہرا ست دختر محمد مصطفےٰ
و آن تاج نور بر سر او نمودار پدر بزرگوار او ست علیہ الصلوٰۃ
افضلہا و آن قلادہ نور در گردن او مثال شوہر عالی قدر

واقعہ ششم بشارت آدم صفی اللہ کی ہے کہ امام جعفر صادق
رضی اللہ عنہ تفسیر آیۂ کریمہ فتلقی آدم من ربہ کلمات مین
فرماتے ہین کہ جسوقت حضرت آدم و حوا تخت جنت پر
جلوہ افروز ہوے اور اپنی کامیابی پر کچھ شکایت
نہ رکھتے تھے حق تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو حضرت
آدم علیہ السلام کے پاس بھیجا کہ اُنکو جنت کے منازل
و مکانات و قصور و درجات کی سیر کرائین حضرت جبرئیل
حضرت آدم علیہ السلام کا ہاتھ پکڑکے اُن کو ایک محل
مین لائے جو سونے اور چاندی کی اینٹون سے تعمیر
ہوا تھا اور جسکے کنگرے طلاے اخضر کے تھے اس محل مین
ایک تخت یاقوت سرخ کا بچھا ہوا تھا جسپر ایک نورانی قبہ استادہ
تھا قبہ کے اندر ایک تخت پر ایک صورت نہایت حسین
و جمیل جلوہ فرما تھی اُسکے سر پر نورانی تاج تھا کانوں مین
موتیونکے دو بندے تھے اور گلے مین ایک نورانی ہیکل تھی حضرت آدم
اس صباحت و ملاحت کو دیکھکر حیرت سے انگشت بدندان ہوے
یہانتک کہ اُسکے آگے حضرت حوا کا حسن و جمال بھی بھول گئے
عرض کیا بارالہا یہ صورت پاکیزہ کسکی ہے جواب آیا کہ
یہ صورت فاطمہ زہرا بنت محمد مصطفےٰ کی ہے اور نورانی تاج
جو انکے سر پر ہے وہ انکے پدر بزرگوار ہین اور نورانی ہیکل سے مراد انکے شوہر عالیقدر

علی کرم الله وجهه آن دو گوشواره چون لآلی اند و علی هین اور وہ گوشوارے موتی کے

کنایه از دو فرزندان ارجمند فرمان برد و رسول الله مانند ہین ان سے اشارہ ہے کہ دو فرزند ارجمند سے ہی

علیهما بعد ازان بر بالاے سر نظر کرد پنج در دید کشاده اسکے بعد حضرت آدم نے سر کے اوپر نظر کی تو پانچ

بر کتابه یک کلمه از نور ثبت ساخته بر بالاے یک در دروازے کھلے ہوے تھے اور ہر ایک پر کلمات نورانی

نوشته و انا المحمود هذا محمد و بر فرق دیگر تحریر تھے ایک دروازے پر لکھا تھا کہ مین محمود ہون

رقم زده بود انا العلی الاعلی و هذا علی و بر کتابه اور یہ محمد ہین اور دوسرے پر لکھا تھا کہ مین بزرگ و

منظر سیم این کتابت کرده بود که انا الفاطر و هذه برتر ہون اور یہ علی ہے تیسرے پر تھا کہ مین فاطر ہون

الفاطمه و بر عصابه روزن دیگر این کلمه مرقوم اور یہ فاطمہ ہین چوتھے پر تحریر تھا کہ مین محسن ہون اور

ساخته بود که انا المحسن و هذا الحسن و بر ایوان یہ حسن ہے اور ایوان پنجم پر ثبت تھا کہ مین احسان

منفذ پنجم این ترکیب ثبت فرمود که انا الاحسان ہون اور یہ حسین ہے۔

و هذا الحسین جبرئیل علیه السلام فرمود که اے آدم جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اے آدم! یہ کلمات

این کلمات بابرکات و این اسامی گرامی را بخاطر بابرکات اور اسماء گرامی یاد رکھو کہ شاید ایکدن

میدار که روزے شاید که کار این کلمات محتاج گردی تم کو ان کلمات کی حاجت پیش آئے چنانچہ جب بوجہ

بعد ازانکه سیصد سال بجهت ارتکاب زلت گریسته ترک اولی تین سو سال تک حضرت گریہ و بکا فرماتے

بود بمقتضاے نداے هاتف غیبی این کلمات مستفید رہے تو حسب ندائے غیبی ان کلمات سے مستفید

گشت تا گفت یا محمود یا علی الاعلی و یا فاطر ہوے اور کہا یا اعلی الاعلی یا فاطر یا محسن

و یا محسن و یا منك الاحسان بحق محمد یا احسان بحق محمد و علی و فاطمة

و علی و فاطمة و الحسن و الحسین ان تغفر لی والحسن والحسین مجھے بخش دے اور اے غفور الرحیم

و تقبل توبتی یا غفور از جانب حق سبحانه و تقدس جل و علا کی جانب سے میری توبہ قبول فرما خداوند

وحی آمد کہ اے آدم اگر از من مجرمان تمامی ذریت خود را

وحی آئی اسے آدم اگر مجھ سے اپنے تمام گنہگار دن کی

درخواست میکردی ببرکت این پنج همه را مغفور

جو تمھاری ذریت سے ہین درخواست کرتے تو مین

می ساختم فذلك قوله فتلقی آدم من ربه

ان پانچ نامون کی برکت سے سب کو بخش دیتا یہ وہ

کلمات فتاب علیه صفحہ ۱۰ جلد دوم

قول ہے فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ

دوسری آیہ انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس

اے اہلبیت (رسول) خدا یہی چاہتا ہے کہ

اهل البیت ویطهرکم تطهیرا۔

تمہسے کل برائیان دور کردے اور پورے طور پر

(سورۂ احزاب پارہ ۲۲ رکوع ۱) تمکو پاک و پاکیزہ بنادے۔

اس آیۂ وافی ہدایہ کی تفسیر مفسرین عظام اہلسنت اس طرح کرتے ہین :-

عن عائشة قالت خرج رسول الله

جناب عائشہ رض روایت فرماتی ہین کہ

صلی الله علیه وسلم غداة وعلیه مرط

ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن

صبح کو ایک سیاہ بالون کی گلیم منقش اوڑھے ہوے باہر

علی فادخل ثم جاء الحسین فادخل

تشریف لائے پس جناب امام حسن بن علی آئے حضرت نے

معه ثم جاءت فاطمة فادخلها ثم جاء

ان کو اسمین داخل کرلیا پھر جناب امام حسین آئے ان کو بھی

علی فادخله ثم قال انما یرید الله الخ

آپنے دخل کرلیا پھر جناب فاطمہ تشریف لائین حضرت نے

اخرجه احمد والمسلم والترمذی وابن

ان کو بھی لے لیا پھر جناب علی تشریف لائے آپنے

شیبة وابن جریر وابن ابی حاتم والحاکم

ان کو بھی اسمین لے لیا پھر آپ نے آیہ انما

والسیوطی فی تفسیر الدر المنثور) ایضاً صفحہ ۲۵۲ المطالب

یرید الله الی آخرہ تلاوت فرمائی۔

۲۰ عن ام المومنین ام سلمة قالت ان

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

هذه الآیة انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس

بتحقیق یہ آیت کہ انہین چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دور کرے تم سے رجس کو

اهل البیت ویطهرکم تطهیرا نزلت فی بیتی وانی جالسۃ عند الباب فی البیت رسول اللہ صلعم وعلی وفاطمہ والحسن و الحسین فخللهم بکساء وقال اللهم هؤلاء اهل بیتی وحامتی اذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا فقالت وانا معهم یا رسول اللہ قال انک علی الخیر (اخرجہ المسلم والترمذی والدارمی والبیهقی وابن جریر وابن المنذر والحاکم وصححہ وابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور ایضا)

اے گھر والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا میرے گھر مین نازل ہوئی ہے مین دروازے کے قریب بیٹھی ہوئی تھی اور گھر مین جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلی وفاطمہ اور حسنین علیہم السلام تھے حضرت نے ان کو چادر اڑھا کر فرمایا اے میرے پروردگار یہ میرے اہلبیت اور میرے مددگار ہین نبی نجاست کو دور کر اور ان کو خوب پاک کر پس مین نے عرض کیا یا رسول اللہ مین بھی ان کے ساتھ ہون فرمایا تم بہتری پر ہو (یعنی انجام تمھارا نیک ہے)

(۳) وصاحب عین المعانی فرمود کہ ظاہر تفسیر دلالت برآن دارد کہ اہلبیت ازواج باشند اما از عائشہ وام سلمہ وابو سعید خدری وانس بن مالک نقل کردہ اند کہ اہلبیت فاطمہ وعلی وحسن وحسین اند ودر اسباب نزول آوردہ کہ ام سلمہ فرمود کہ پیغمبر صلعم در خانہ من بر گلیمے کہ برائے فرش وے افگندہ بودیم نشستہ بود۔ فاطمہ درآمدہ وجہت حضرت صلعم سنبوسات باگوشت پختہ آوردہ بود حضرت فرمود کہ اے فاطمہ ابعلی وفرزندان مرا

صاحب عین المعانی تحریر فرماتے ہین کہ بظاہر مراد اہلبیت سے ازواج رسول ہین لیکن حضرت عائشہ وام سلمہ وابو سعید خدری وانس بن مالک سے روایت ہے کہ مراد اہلبیت سے حضرت علی وحضرت فاطمہ و حسنین علیہم السلام ہین اور حضرت ام سلمہ نے اس آیہ کا سبب نزول یہ بیان کیا ہے کہ ایک روز پیغمبر خدا صلعم میرے گھر مین اس کمبل پر جو اُن کے واسطے بچھایا گیا تھا رونق افروز تھے کہ ناگہان حضرت فاطمہ تشریف لائین اور گوشت کے سنبوسہ جو حضرت کے واسطے لائین تھین پیش کیے حضرت نے حضرت فاطمہ سے ارشاد فرمایا کہ اے یاور جگر علی وحسنین علیہم السلام کو بلا لو تاکہ ہمارے شریک طعام ہون

بخوان تا درین خوان با ما ہمکاسہ شوند

چون طعام خورد مصطفی صلعم آن گلیم برایشان پوشید و گفت خدایا این اہلبیت من اند ازایشان ببر و ایشان را پاکیزہ گردان این آیت (انما یرید اللہ الخ) نازل شد مین سر خود در زیر گلیم کردم و گفتم یا رسول اللہ ص من از اہلبیت تو ام فرمود کہ انک علی خیر ازین جہت ست کہ آل عبا و برین پنج تن اطلاق می کنند۔ شعر

آل عبا رسول اللہ وابنتہ ۞ والمرتضیٰ ثم سبطاہ اذا جمعوا

و بعضی دیگر تفاسیر از انس بن مالک نقل کنند کہ چون وقت نماز بر در خانہ فاطمہ رض بگذشتے و الصلوۃ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا فرمودی۔ (تفسیر حسینی جلد ثانی صفحہ ۲۰۰)

جب حضرت کھانے سے فارغ ہوے تو آپ نے اس کملی مین اُنکو لیا اور فرمایا کہ بارالہا یہ میرے اہلبیت ہین ان سے پلیدی کو دور کرکے پاک و پاکیزہ فرما۔ اس ثنا مین آیہ انما یرید اللہ لیذھب الخ نازل ہوئی (ام سلمہ کہتی ہین) کہ مین نے بھی اپنا سر کملی مین داخل کرکے کہا یا رسول اللہ مین تمھارے اہلبیت مین نہین فرمایا کہ تم خیر پر ہو اسیوجہ سے آل عبا کا اطلاق انھین پانچ پر ہوتا ہے شعر "آل عبا رسول خدا اور اُن کی بیٹی فاطمہ زہرا اور علی مرتضی اور حسنین علیہم السلام ہین جبکہ جمع ہوے" اور دیگر تفاسیر مین انس رض بن مالک سے نقل کرتے ہین کہ جب نماز کے وقت حضرت فاطمہ کے دروازے پر گذر ہوتا تو آپ الصلوۃ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا فرماتے تھے۔

صحیح مسلم۔ ینابیع المودۃ۔ تفسیر ثعلبی۔ جذب القلوب۔ جواہر العقدین۔ صواعق محرقہ۔ مودۃ القربے۔ اور تفسیر کبیر۔ ان سب مین ہے کہ یہ آیت پنجتن پاک ہی کی شان مین ہے۔

تیسری

فمن حاجتك فیہ من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع

پھر جب تمھارے پاس علم (قرآن) آچکا اسکے بعد اگر تمسے کوئی (نصرانی عیسیٰ کے بارہ مین حجت کرے تو کہو کہ

ابنائنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم : (اچھا میدان مین آؤ) ہم اپنے بیٹون کو بلائین تم

وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل، اپنے بیٹون کو اور ہم اپنی عورتون کو (بلائین) تم اپنی

لعنۃ اللہ علی الکاذبین عورتون کو اور ہم اپنی جانون کو (بلائین) تم اپنی جانون کو

پارہ ۳ سورۂ آل عمران پھر ہم سب ملکر خدا کی درگاہ مین گڑگڑائین اور

ع ۱۴ جھوٹون پر خدا کی لعنت کرین۔

شان نزول اس آیۂ وافی ہدایہ کا جو تحریر کیا ہے اُس کا حاصل یہ ہے کہ :۔

حضرت عیسیٰ کے بارہ مین نجران کے نصارٰی کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لاکھ سمجھایا کہ عیسےٰ کو خدا کا بیٹا نہ کہو حضرت آدمؑ کی بھی مثال دی مگر ان لوگون نے ایک نہ سنی آخر آپنے حکم خدا سے قسمانمی کی ٹھہرائی جسے مباہلہ کہتے ہین اور یہ قول و قرار ہوا کہ فلان جگہ فلان وقت ہم اور تم دونون اپنے بیٹے عورتون اور جانون کو لیکر جمع ہون اور ایک دوسرے پر لعنت کرین اور خدا سے عذاب کے خواستگار ہون جس دن یہ مباہلہ ہونے والا تھا آپ نے تڑکے حضرت سلمان کو ایک سُرخ کملی اور چار لکڑیان دیکر اسمین ایک چھوٹا سا سائبان کھڑا کرنے کو روانہ کیا اور خود اس شان سے برآمد ہوے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کو بغل مین لیا اور جناب امام حسن علیہ السلام کا ہاتھ تھاما۔ اور جناب سیدہ علیہا السلام کو اپنے پیچھے اور جناب امیر علیہ السلام کو اُنکے پیچھے لیا۔ خلاصہ یہ کہ آپ نے بیٹون کی جگہ نواسون کو اور عورتون کی جگہ اپنی صاحبزادی جناب فاطمہؑ کو اور اپنی جان کی جگہ حضرت علیؑ کو لیا۔ اور دعا کی کہ خداوندا ہر نبی کے اہلبیت ہوتے ہین یہ میرے اہلبیت ہین ان کو ہر برائی سے پاک و پاکیزہ رکھ۔ الغرض جب جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس شان سے میدان مین پہونچے تو نصارے کا سردار عاقب آپکی طرف دیکھکر اپنے لوگون سے کہنے لگا خدا کی قسم مین ایسے نورانی چہرے دیکھ رہا ہون اگر یہ پہاڑ کو اپنی جگہ سے

ست جانے کو کہینگے تو یقینا ہٹ جانے کا تیرِ یت اسی مین ہے کہ مباہلہ سے ہاتھ اُٹھاؤ ورنہ
قیامت تک نسل نصارے سے ایک بچہ گا آخر اُن لوگون نے جزیہ دینا قبول کیا۔ تب آپ نے فرمایا
کہ واللہ اگر یہ لوگ مباہلہ کرتے تو خدا ان کو بندر کی صورت مین مسخ کردیتا

ہم بعض مفسرین اہلسنت کے اقوال و اسنادبھی پیش کرتے ہین جس سے ہمارے قول کی صداقت پورے طور سے ہوجائے گی ملاحظہ ہو:-

۱) عن سعد بن ابی وقاص قال — سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ

لما نزلت هذه الاية فدعا رسول الله ﷺ — جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اے محمد اپنے

ابنائنا وابنائكم ونساءنا ونساءكم — نجران سے کہو آؤ ہم بلائین اپنے بیٹون کو اور تم اپنے

وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل — بیٹون کو اور ہم اپنی عورتون کو اور تم اپنی عورتون کو

لعنة الله على الكاذبين دعا — اور ہم اپنی جانون کو اور تم اپنی جانون کو پھر دعا

رسول الله صلى الله عليه وسلم — کرین پھر لعنت کرین جھوٹون پر۔ یہ بات سن کر

عليا وفاطمة وحسنا وحسينا و — صلے اللہ علیہ وسلم علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کو

قال اللهم هؤلاء اهل بيتي (اخرجه احمد — کو بلا کر کہا اے میرے پروردگار یہ میرے اہلبیت

والمسلم والترمذي والنسائي في الخصائص) — ہین (رشد الطالب صفحہ ۵۵)

۲) عن ابن عباس قال ان اهطا من — ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نصاریٰ نجران

نجران قدموا على رسول الله صلى — چند آدمی جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر

الله عليه وسلم فقالوا ما شانك — کہنے لگے کہ آپ ہمارے صاحب کے حق میں کیا کہتے ہین آپ نے

تذكره صاحبنا قال من هو قالوا — فرمایا کہ وہ کون ہین وہ بولے عیسیٰ کہ جنکی نسبت آپ یہ گمان کرتے

عيسىٰ تزعم انه عبد الله قال اجل — ہین کہ وہ خدا کا بندہ ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میرا گمان بجا ہے

فقالوا فهل رأيت مثل عيسى — وہ کہنے لگے کہ آپ نے عیسیٰ جیسا کوئی خدا کا بندہ دکھا ہے

وانبئت به ثم خرجوا من عنده — یا آپ کو اُن کے جیسے کا پتہ لگا ہے تو بتائیں یہ

فجاء جبرئيل فقال له قل لهم — کہکر وہ لوگ وہاں سے چلے گئے۔ پس حضرت جبرئیل

اذا اتوك ان مثل عيسى عند الله — علیہ السلام حضرت کے پاس تشریف لائے اور کہنے

كمثل ادم وفى رواية انه — لگے کہ جب وہ لوگ آئین آپ ان سے کہدین کہ خدا

احد منهم قال له المسيح ابن — کے نزدیک عیسیٰ بعینہ حضرت آدم کی طرح سے ہین

الله لا اب له وقال الاخر هو الله — ایک روایت مین ہے کہ نجران کے لوگون مین سے

لانه احى الموتى واخبر عن — ایک شخص نے حضرت کی جناب مین عرض کیا کہ مسیح

الغيوب وابرء الاكمه والابرص — خدا کا بیٹا ہے ان کا کوئی باپ نہین ہے اسکے ساتھ

وخلق من الطين طيرا وتزعم — والے دوسرے نے کہا بلکہ وہ خود خدا تھے مردے

انه عبد الله فقال صلى الله — زندہ کیا کرتے تھے اور غیب کی باتین بیان کرتے تھے۔ واندھے

عليه وسلم هو عبد الله وكلمته — اور کوڑھی کو اچھا کرتے تھے اور مٹی سے جانور بناتے تھے آپ کو

القاها الى مريم فعصبوا وقالوا — خدا کا بندہ کہتے ہین حضرت نے فرمایا کہ وہ خدا

انما لا نرضى الا ان نقول هو — کا بندہ اور اُس کا پاک کلمہ تھے جو مریم کی طرف

الله وقالوا ان كنت صادقا — القا کیا گیا تھا وہ لوگ خفا ہو کر کہنے لگے ہم نہین

فارينا عبد الله يحى الموتى — راضی ہونگے جب تک کہ آپ یہ نہ کہین کہ وہ خدا

ويشفى الاكمه والابرص — تھے۔ اگر آپ صادق ہین تو آپ ہمین کوئی خدا

ويخلق من الطين طيرا فينفخ — کا بندہ ایسا دکھا دین جو مردون کو زندہ کرے

فيه فيطير فسكت عنهم — اور اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرے اور مٹی سے

فنزل الوحی یقول لہ تعالیٰ
لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو
المسیح ابن مریم وقولہ تعالیٰ
فمن حاجّک فیہ من بعد
ما جآءک من العلم فقل تعالوا
ندع ابنآءنا وابنآءکم و
نسآءنا ونسآئکم وانفسنا
وانفسکم ثم نبتھل فنجعل
لعنۃ اللہ علی الکاذبین
ثم قال لھم ان اللہ امرنی
ان لم تنقادوا لاسلام اباھلکم
ثم انھم وعدوا الی لغد لما
اصبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اقبل مع علی والحسن
والحسین وفاطمہ وعند
ذلک قال لھم انی
لاری وجوھا لو سئل اللہ ان
اللہ ان یزیل لھم الجبل
لازالہ فلا تباھلوا فتھلکوم

جانور بنائے اور پھر انمین روح پھونکی اور وہ
اڑجائین۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
خاموش ہوگئے پس وحی نازل ہوئی کہ اللہ تعالی
ارشاد فرماتا ہے کہ تحقیق کافر ہوے ہین وہ لوگ
جو کہتے ہین کہ مسیح ابن مریم خدا ہے اور اللہ سبحانہ
تعالیٰ فرماتا ہے پس جو شخص کہ تجھ سے جھگڑے
اس کے بعد کہ تجھے اسکا علم آگیا ہے پس کہدے
آؤ بلائین ہم اپنے بیٹون اور تم اپنے بیون کو اور ہم
اپنی عورتون اور تم اپنی عورتون کو اور ہم اپنی جانون
اور تم اپنی جانون کو پھر مدد دعا کرین اور
اللہ کی لعنت بھیجین جھوٹون پر۔ پھر آپنے نصاٰی
کے گروہ سے ارشاد کیا کہ اگر تم اسلام کے مطیع نہ ہوگے
تو خدا ے تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے مین تمسے مباہلہ
کرون پھر ان لوگون نے دوسرے روز کا وعدہ کیا
جب صبح ہوئی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
جناب علی اور حسنین اور جناب سیدہ علیہم السلام کو
ساتھ لیکر تشریف لائے اسقف نے اُن سے کہا
واللہ مین ایسے چہرے دیکھتا ہون کہ اگر خدا سے
یہ دعا مانگین کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جاے تو

لاہبی ... خدائے تعالیٰ سے ڈرا کسی جگہ سے ٹلا دے وہ ۔

ت لو ... ان سے مباہلہ نہ کرو ورنہ زمین پر ایک نصرانی

(الحرجہ بوحاتم) باقی نہ رہے گا ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ

(ایسا صفحہ ۵۰) وسلم سے عرض کیا کہ ہم مباہلہ نہیں کرتے ۔

۱۰ ... رسالہ موسومہ ذبیحات جو بتحریب سالکۂ علیا حضرت نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ تاج ہند

زمان روا ... جو پاس دہ آنا بانو بنت تسلیم دیانت طبقۂ زنان بعد ملاحظہ دھلات جناب مولوی حبیب الرحمن

خانصاحب شیروانی بیس علی گڈھ وصدر الصدور المخاطب بہ نواب صاحب ریاجنگ بہادر امور مذہبی ریاست حیدرآباد دکن

مطبوعہ علیگڈھ شایع ہوا ہے اسکے صفحہ ۱۰۰ مین یہ واقعہ ان الفاظ مین لکھا ہے :-

"نجران کے عیسائیون کے پاس جب رسول اللہ کا خط پہونچا تو انھون نے اپنی قوم کے چودہ آدمی

مدینہ بھیجے رسول اللہ نے انکو سمجھایا کہ حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا ماننا بہت بری بات ہے اگر حضرت عیسیٰ اسوجہ سے

خدا کے بیٹے ہوے کہ وہ بے باپ کے پیدا ہوے تھے تو حضرت آدم کو ضرور خدا کا بیٹا ہونا چاہیئے یہ دلیل انکے

سمجھ مین آگئی لیکن اپنے عقیدے پر قائم رہے اور اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا رسول اللہ نے خدا کے

حکم سے ارشاد فرمایا اچھا یون نہین مانتے تو آؤ مباہلہ کرین یعنی ہم اپنے اپنے بال بچون کو لائین اور خدا سے

دعا مانگین کہ جو جھوٹا ہو وہ دنیا سے میست و نابود ہو جائے ۔ پھر دوسرے دن رسول اللہ مباہلہ کرنے

تشریف لائے آپ امام حسن کی انگلی پکڑے ہوے تھے گود مین امام حسین تھے پیچھے حضرت فاطمہ زہرا

اور انکے عقب مین حضرت علی تھے ابو الحارث بن علقمہ ایک عالم بھی عیسائیون کے ساتھ تھا اس نے آپکو

اور آپکے اہلبیت کو دیکھکر اپنے لوگون سے کہا اے بھائیو! مین اسوقت ایسی صورت دیکھ رہا ہون کہ اگر

وہ پہاڑ ٹل جانے کی دعا مانگین تو پہاڑ ٹل جائے خبردار تم مباہلہ نہ کرو ورنہ تمھاری خیر نہین عیسائی یہ بات

سنکر ڈر گئے اور رسول اللہ سے کہا ہم جزیہ دیا کرینگے ۔ رسول اللہ نے انکی درخواست منظور فرمائی اور خصومت کر دیا"

صحیح مسلم مین سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ جب آیۂ مباہلہ نازل ہوئی تو آنحضرت نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو طلب فرمایا اور کہا کہ اللھم ھولاء اھلبیتی یعنی یہی بزرگوار اہل کسا، مین اور یہی بزرگوار مصداق آیۂ تطہیر ہین پس ثابت ہوا کہ بعد پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی حضرات کل اہل عالم سے افضل و برتر ہین اگر اور کوئی ان کے مساوی ہوتا تو وہ ضرور شریک لیا جاتا جیسا کہ مودۃ القربیٰ مین لکھا ہے

لو علم اللہ تعالیٰ ان نبی	یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
الارض عبادا اکرم من علی و	ارشاد فرمایا کہ اگر اللہ زمین پر عالم الغیب کے نزدیک کوئی شخص
فاطمۃ والحسن والحسین	علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ سے بہتر ہوتا تو حق بات
لامرنی ان اباھل بھم و لکن	تعالیٰ اسی شخص کو ساتھ لیکر مباہلہ کرنے کیلیے مجھ حکم دیتا
امرلی بالمباھلۃ مع ھؤلاء	مگر چونکہ یہی تمام خلائق سے افضل و اکرم ہین اس لیے
وھم افضل الخلق فغلبت بھم	ان کو لیکر نصاریٰ سے مباہلہ کرنے کا حکم خدا نے مجھے دیا
النصاری	اور انکی وجہ سے نصاریٰ مغلوب ہو گئے۔

اس مباہلہ سے چند امور ظاہر ہوے :-

پہلے۔ حقیت حضرت رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

دوسرے۔ آل عبا علیہم السلام بزرگترین خلق تھے کہ ان کو حضرت نے اپنے ساتھ مباہلہ مین شریک کیا

تیسرے۔ یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک عزیز ترین خلق تھے کہ حضرت اظہار حقیت کیلیے انکو مقام دعا پر اپنے ہمراہ لائے۔

چوتھے یہ کہ حسنؑ و حسینؑ یقینی حضرت کے فرزند قرار پائے اور ان کا رتبہ باوجود سنی سب صحابہ سے خدا و رسول کے نزدیک زیادہ تر ہوا۔

پانچوین یہ کہ حضرت فاطمہؑ زنان عالم سے بہترین و افضل اور سب عزیزون اور بیبیون سے آنحضرت صلعم

کے نزدیک مخصوص تر اور قریب تر تھین اور خدا کے نزدیک جملہ عورتون سے زیادہ عالی مرتبہ۔
چھٹے یہ کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام باتفاق سنی و شیعہ داخل مباہلہ تھے اور ابنا دنسا کا مصداق
نہ تھے بلکہ داخل انفسنا تھے یعنی بمنزلہ نفس و جان پیغمبر آخر الزمان صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پس جو کمالات کہ حضرت
رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مین مجتمع تھے چاہیئے کہ جناب امیر علیہ السلام مین بھی باستثنا پیغمبری ہی ہون

ملاحظہ ہو صفحہ احمدیہ صفحہ ۴۰ مصححہ جناب شمس العلما مولوی سید ناصر حسین صاحب قبلہ دام ظلہ

الحاصل اللہ جل شانہ نے جناب امیر علیہ السلام کو نفس رسول قرار دینے کے بعد انکی زبان مبارک
مین یہ اثر عطا فرمایا کہ اگر وہ رسولخدا کی دعا کے وقت اپنی زبان مبارک سے آمین ارشاد فرمائین تو پہاڑ اپنی جگہ سے
حرکت کرے۔ بخلاف اسکے جب صحابہ ثلثہ رض مسجد قبا کی تعمیر کیلئے رسول خدا کے ناقہ پر سوار ہون کہ جس جگہ
ناقہ خود ٹھہر جائے اُسی جگہ مسجد کی بنیاد رکھی جائے تو ناقہ اپنا قدم بھی نہ اُٹھائے جیسا کہ وفاء الوفا مین ہے۔

عن جابر بن سمرہ قال لما سئل اھل القبا	جابر بن سمرہ راوی ہین کہ اہل قبا نے
النبی صلعم ان یبنی لھم مسجدا قال رسول اللہ	جب حضرت سے سوال کیا کہ ایک مسجد ان لوگون
صلعم لیقم بعضکم فیرکب لناقہ فقام	کے لئے بنائی جائے تو حضرت نے فرمایا کہ کوئی تم
ابوبکر رض فرکبھا فلم تنبعث فرجع فقعد	مین سے ناقہ پر سوار ہو۔ ابوبکر اُٹھے اور سوار ہوے
فقام عمر رض فرکبھا فلم تنبعث فرجع فقعد	مگر ناقہ نے قدم نہ اُٹھایا وہ اُتر پڑے پھر عمر سوار ہوے
فقال رسول اللہ صلعم لاصحابہ لیقم	تب بھی ناقہ نے قدم نہ اُٹھایا یہ بھی اُتر پڑے پھر
بعضکم فیرکب الناقۃ فقام علی	حضرت نے فرمایا اور کوئی سوار ہو اسپر جناب علی
فلما وضع رجلیہ فی غرز الرکاب تنبعث	اُٹھے اور جب سوار ہوے اور پاے مبارک رکاب مین
بہ قال رسول اللہ صلعم اخر زمامی وابتنوا	رکھا تو ناقہ چلنے لگا حضرت نے فرمایا اسکی مہار پھیڑ دو
علی مدارھا فانھا مامورہ	ابحج الطالب صفحہ ۴۹ اور اُسکے مدار پر مسجد بناؤ کہ یہ ناقہ مامورہ ہے۔

پس ہر عاقل و ذی فہم اُن کے فضائل کا تقابل کر کے اس امر کا فیصلہ ضرور کر لیگا کہ ائمین کون فاضل ہے اور کون مفضول اور کون عند العقل قابل پیروی و اقتدا ہے اور کون لائق عدم تمسک۔

چوتھی آیت قل لا اسئلکم علیہ اجرا (اے رسول) کہدو کہ مین تبلیغ رسالت کا

الا المودۃ فی القربیٰ تم سے کوئی صلہ اپنے اقربا اہلبیت کے محبت کے سوا

(پارہ ۲۵ سورہ شوریٰ رکوع ۲) نہین چاہتا۔

آیۂ مذکورۂ بالا کے متعلق جو روایات و تفاسیر اہلسنت مثل مدارک۔ بیضاوی۔ کشاف۔ ثعلبی۔ درمنثور سیوطی۔ تفسیر کبیر صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ احمد بن حنبل مین مندرج ہین وہ ہدیۂ ناظرین کیجاتی ہین :-

(۱) اخرج ابن المنذر و ابن ابی حاتم عن ابن عباس قال لما نزلت ھذہ الایۃ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی قالوا یا رسول اللہ من قرابتک ھؤلاء الذین وجبت علینا مودتھم قال علی و فاطمۃ وولدیھا

ابن منذر اور ابن ابی حاتم ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ اُنھون نے کہا جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کون آپ کے اہل قرابت ہین جن کی محبت ہم پر واجب ہوئی ہے حضرت نے فرمایا وہ علی و فاطمہ اور اُن کے دونون بیٹے یعنی حسن و حسین ہین (علیہم السلام)

(۲) قال ابو الحسن حدثنی ابی عن جدی عن ابی المومنین علیہ انہ اجتمع المھاجرون والانصار الی رسول اللہ فقالوا ان لک یا رسول اللہ مؤنۃ فی نفقتک وفیمن یاتیک من الوفود و ھذہ اموالنا

ایک مرتبہ تمام اصحاب مہاجرین و انصار نے حاضر ہو کر پیغمبر خدا سے عرض کیا کہ آپ بہت لوگون کو نفقہ دیتے ہین اور اسوجہ سے آپ کو عسرت و تکلیف رہتی ہے آپ ہمارے جان و مال کے مالک ہین لہذا آپ ہمارے مال مین سے جسقدر

معہ دماءنا فاحکم فیھا بارٰی مستجورا

اعط ماشئت ولمسك ماشئت من

غیر حرج فانزل اللہ تعالی علیہ الروح

الامین ھذا الحکم، قل لا اسئلکم

علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی فقال

الذی افقت بما حمل رسول اللہ علی

ترك ما عرضنا علیہ لیخشنا علی مودۃ

قرابتہ من بعدہ ان ھؤلاء ستی فتراہ

فی محبتہ فھذا بھتان عظیم فانزل

اللہ تعالی ام یقولون افتری علی اللہ

کذبا فان یشاء اللہ یختم علی قلبك

ویمحو اللہ الباطل ویحق الحق بکلماتہ

انہ علیم بذات الصدور فبعث الیھم

النبی فقال ھل من حدیث قالوا لقد

قال بعضنا کلاما غلیظا کرھناہ فتلا

علیھم ھذہ الایۃ فبکو ! واشتد بکاءھم

فانزل اللہ تعالی وھو الذی یقبل التوبۃ

عن عبادہ ویعفوا عن السیئات و

یعلم ما تفعلون

(ینابیع المودۃ)

چاہین سے لین اور جسقدر چاہین چھوڑ دین پس یہ

آیت نازل ہوئی کہ ان لوگون سے کہدو کہ ہم

اپنی رسالت کا اجر تم سے نہین چاہتے بجز اسکے کہ

تم ہمارے قرابتمندون سے دوستی اور محبت کرو

جب رسول خدا نے یہ حکم مسلمانون کو سنایا اور انکے

پوچھنے پر حضور نے ماجرا فرمائی کہ جن قرابتمندان

کی محبت اور دوستی کا حکم خدا نے دیا ہے وہ علی

اور فاطمہ حسن و حسین ہین تو جو لوگ منافق تھے

باہم کہنے لگے کہ ان سے نے یہ حکم اپنی طرف سے

ہم کو دیا ہے تاکہ ہم ان کے بعد بھی اہلبیت کی

اطاعت کرتے رہین پس اللہ تعالی نے آنحضرت

کو خبر کردی کہ یہ لوگ آپ پر تہمت لگاتے ہین اور یہ

آیۃ کریمہ ام یقولون افتری علی اللہ کذبا نازل

فرمائی جب قوم نے آیۃ کریمہ کو سنا تو کہا یا رسول اللہ

آپ صادق ہین ہم اپنے خیال سے توبہ کرتے ہین

اسوقت یہ آیت نازل فرمائی ھو الذی یقبل

التوبۃ یعنی وہ اللہ ایسا ہے کہ اپنے بندون کی

توبہ قبول فرماتا ہے اور ان کے گناہون سے

درگذر کرتا ہی جو کچھ تم لوگ کرتے ہو وہ اس سے واقف ہی

(۳) ان اللہ تعالی جعل اھل بیت نبیہ مطا بقالہ فی اشیاء کثیرۃ عد فخر الدین الرازی منھا خمسۃ اشیاء احدنھا فی السلام قال اللہ تعالی السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وقال لاھلبیتہ سلام علی ال یسین والثانیۃ فی الصلوۃ علی النبی وعلی الہ کما فی التشھد وغیرہ حیث لا تکون للصلوۃ علیہ صلعم الصلوۃ البترا والثالثۃ فی الطھارۃ قال اللہ عزوجل طہ ای طاھر ما انزلنا علیک القران لتشقی الا تذکرۃ لمن یخشی وقال لاھلبیت نبیہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا والرابعۃ تحریم الصدقۃ قال صلعم لا تحل الصدقۃ لمحمد ولال محمد والخامسۃ فی المودۃ قال اللہ عزوجل قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی

یعنی خداوند کریم نے اپنے حبیب پیغمبر محمد مصطفے صلعم اور اُن کے اہلبیت کو بہت سے فضائل مین مطابق و مساوی قرار دیا ہے از انجملہ پانچ فضائل کی فخر الدین رازی نے صراحت کی ہے ایک تو سلام مین کہ خداوند کریم نے اپنے نبی کی نسبت فرمایا السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" اور ان کے اہلبیت کی نسبت فرمایا سلام ہے آل یسین پر دوسرے صلوۃ یعنی درود مین جیسا کہ تشہد وغیرہ مین ہے کہ بغیر آل کے شامل کیے درود ناقص ہو تیسرے طہارت مین کہ اللہ تعالے نے پیغمبر کو بخطاب طہ یعنی اے طاہر نازل فرمائی چوتھے تحریم صدقہ مین حضرت نے فرمایا کہ محمد و آل محمد پر صدقہ حرام ہے۔ پانچوین محبت و مودت مین اللہ تعالے نے فرمایا "اے پیغمبر! کہہ دو امت سے کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری اطاعت کرو خدا بھی تم سے

یحبکم الله وقال لاهل بیته — محبت کرے گا۔ اہلبیت کے بارے مین فرمایا ہی

قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة — اے پیغمبر کہدو اُمت سے مین تم سے رسالت

فی القربی لما نزلت هذه الایة — کا اجر بجز اس کے اور کچھ نہین چاہتا کہ میرے

قیل یا رسول الله من قرابتك — قرابتداروں یعنی علی و فاطمہ و حسن و حسین سے

هولاء الذین وجبت علینا — دوستی و محبت کرو یعنی جب یہ آیت نازل ہوئی

مودتهم فقال علی و فاطمه — تو رسول اللہ سے پوچھا گیا کہ وہ کون قرابتدار

وابناهما فثبت هؤلاء الاربعة — ہین جن کی محبت اور دوستی ہم پر واجب کیگئی

اقرب النبی واذا ثبت هذا — آنحضرتؐ نے فرمایا وہ علیؑ اور فاطمہؑ اور

وجب ان یکونوا مخصوصین بمزید — اُن کے دو فرزند حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام ہین

التعظیم ویدل علیه وجوه — پس ثابت ہوا کہ یہی چار پیغمبر خدا کے قرابتدار

الاول قوله تعالی الا المودة — ہین جن کا ذکر اس آیہ مین ہے اور جب یہ

فی القربی ووجه الاستدلال — ثابت ہوا تو اُنکا مزید تعظیم کے ساتھ مخصوص ہونا

به ما سبق الثانی لا شك — واجب ہوا اور اس امر پر چند وجوہ دلالت کرتے

ان النبی کان یحب فاطمة — ہین اول یہ کہ اللہ تعالیٰ کا قول المودة فی القربی

علیها السلام قال فاطمة — اور وجہ استدلال اس پر وہ ہے جو سابق مین بیان

بضعة منی یؤذینی ما — ہوچکی ہے۔ دوسری یہ کہ اس مین شک نہین ہے

یوذیها وثبت بالنقل المتواتر — کہ فاطمہ کو پیغمبر خدا دوست رکھتے تھے آنحضرتؐ نے

عن محمد صلی الله علیه — فرمایا کہ فاطمہ میری پارہ جگر ہے جو امر اوسکی اذیت کا

والہ وسلم ات کان — باعث ہو اس سے مجھ کو اذیت ہوتی ہے پیغمبر خدا کی حدیث متواتر

يحب عليًّا وفاطمة والحسن والحسين واذا ثبت ذلك وجب على كل الامة مثله لقوله واتبعوه لعلكم تهتدون ولقوله تعالىٰ فليحذر الذين يخالفون عن امره ولقوله تعالىٰ قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله ولقوله سبحانه لقد كان لكم فى رسول الله اسوة حسنة۔ الثالث ان الدعاء للال منصب عظيم ولذلك جعل هذا الدعا خاتمة لتشهد فى الصلوة وهو قوله اللهم صل على محمد وعلى ال محمد وارحم محمدا وال محمد وهذا التعظيم لم يوجد فى حق غير الال فكل ذلك يدل على ان حب ال محمد واجب

ثابت ہوا کہ آپ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ سے محبت رکھتے تھے اور جب یہ ثابت ہوا تو امت پر ان کی محبت واجب ہے جیسا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے واتبعوہ لعلکم تھتدون۔ یعنی متابعت کرو ہمارے پیغمبر کی تاکہ ہدایت پاجاؤ اور فلیحذر الذین یعنی پرہیز کرو اُن لوگون سے جو پیغمبر کے حکم کی مخالفت کرتے ہین قل ان کنتم تحبون اللہ الخ یعنی اے پیغمبر ہمارے اُن لوگون سے کہدو کہ اگر خدا سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو تاکہ خدا بھی تم سے محبت کرے اور لقد کان لکم اسوۃ حسنۃ سے فرمایا اے لوگو رسول اللہؐ کی پیروی کرو تمھارے لئے بہتر ہے تیسرے یہ کہ آل محمدؐ کے لئے دعا ایک مرتبہ عظیم ہے اسی واسطے اس دعا کو نماز مین خاتمہ تشہد قرار دیا ہے یعنی اللھم صل علی محمد وال محمد اور یہ عظمت محمدا وارحم محمدا وال محمد بجز آل محمد کے کسی اور مین پائی نہین جاتی۔ لہذا یہ تمام اُمور اسپر دلالت کرتے ہین کہ آل محمدؐ کی محبت واجب ہے۔

تفسیر امام فخر الدین رازیؒ

شواہد التنزیل مین ابو امامہ باہلی سے روایت ہے کہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے پاک نے دیگر انبیاء کو متفرق اشجار سے پیدا کیا لیکن مین اور علیؑ ایک ہی درخت سے پیدا ہوے ہین مین اُس درخت کی جڑ ہون اور علیؑ اُسکی شاخ ہین اور فاطمہؑ اُسکے لئے شگوفہ ہین اور حسنؑ اُس کے ثمر ہین اور شیعہ اُس کے پتے ہین پس جو کوئی اُس کی کسی شاخ سے متعلق ہوگا وہ نجات پائے گا اور جو اُس کو چھوڑ کر دوسری طرف میل کرے گا وہ جہنم مین ڈالدیا جائے گا اگر کوئی بندہ درمیان صفا و مروہ کے تین ہزار برس خدا کی عبادت کرے یہانتک کہ مثل بوسیدہ مشک کے ہو جائے اور ہماری محبت نہ رکھتا ہو خدا اُسکو منھ کے بل جہنم مین ڈالے گا یہ فرما کر آیہ قل لا اسئلکم پڑھی۔

اس جگہ یہ نکتہ قابل غور ہے کہ دیگر انبیا و مرسلین اپنی اپنی امتون سے طالب اجر رسالت نہین ہوے۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی اُمت سے فرمایا۔

ویا قوم لا اسئلکم علیہ مالا	اے قوم مین اس نصیحت کے صلہ مین
ان اجری الا علی اللہ	تم سے کچھ مال طلب نہین کرتا میری مزدوری تو
(پارہ ۱۲ سورہ ہود رکوع ۳)	صرف اللہ پر ہے۔

اسیطرح حضرت ہود علیہ السلام نے بھی اپنی اُمت سے فرمایا:۔

یٰقوم لا اسئلکم علیہ اجرا ان	اے میری قوم مین اس نصیحت و ہدایت کے عوض
اجری الا علی الذی فطرنی	مین تم سے کچھ مزدوری نہین مانگتا میری مزدوری اُسکے
افلا تعقلون	(پارہ ۱۲ سورہ ہود رکوع ۵) ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا کیا تم نہین سمجھتے۔

لیکن اصحاب رسولؐ نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استدعا کی کہ یا رسولؐ اللہ آپ ہم سے جس قدر مال چاہین اجر رسالت مین لے لین قبل اس کے کہ آپ اُن کے اس سوال کا جواب دین۔ خود

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آیۂ کریمہ قل لا اسئلکم الخ نازل فرمائی۔ پس اس ارشاد باریتعالیٰ سے آل رسولؐ کی اس عزت ومنزلت کا اندازہ بخوبی ہوسکتا ہے جو پیش خدائے عزوجل ان خاصان خدا کی تھی لہذا جس طرح جمیع انبیا ومرسلین سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم معزز وممتاز ہین اسی طرح آل رسول بھی کل انبیا ومرسلین کی آل واولاد سے ممتاز ہے اس لئے کہ اللہ جل شانہ نے بجز آل محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا اور کسی نبیؑ ومرسل کی آل واولاد کو یہ درجہ اور مرتبہ عطا نہین فرمایا کہ اُن کی مودت مثل مودت آل محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم امت پر فرض کیگئی ہو۔ اللھم صل علےٰ محمد وآل محمد

یا یحیین اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن اٰمن باللہ والیوم الاخر وجاھد فی سبیل اللہ لا یستوٗن عند اللہ واللہ لا یھدی القوم الظالمین (پارہ ۱۰ سورہ توبہ ع)

آیا گردانتے ہو تم حاجیون کو پانی پلانا اور رہنا مسجد الحرام کا مثل اُس شخص کے اعمال کے جو ایمان لایا ہے خدا اور روز قیامت پر اور جس نے خدا کی راہ مین جہاد کیا خدا کے نزدیک تو یہ لوگ برابر نہین ہین اور خدا ظالمون کو ہدایت نہین کرتا

مفسرین اہلسنت کا بیان ہے کہ یہ آیت جناب امیر علیہ السلام اور حضرت عباسؓ کے حق مین نازل ہوئی ہے اُن کا قول نقل کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے :-

عن ابن عباس قال نزلت ھذہ الایۃ فی علی و عباس اخرج ابو داؤد وابو الشیخ عبد الرزاق وابن ابی شیبہ وابن ابی جریر وابن مندۃ والثعلبی فی تفسیرہ والواحدی فی کتابہ المسمی باسباب النزول والقرظی وابن اثیر فی جامع الاصول والنسائی فی سننہ والسیوطی فی الدر المنثور والحافظ ابو نعیم اخرجہ ابو بکر بن مردویہ

یہ آیت حسب بیان ابن عباس علی اور عباس کے حق مین نازل ہوئی (ابو حاتم ابو الشیخ عبد الرزاق ابن ابی شیبہ ابن جریر ابن مندہ اور ثعلبی اپنی تفسیر مین۔ واحدی اسباب النزول مین اور قرظی اور ابن اثیر جامع الاصول مین نسائی سنن مین اور سیوطی درِ منثور مین اور حافظ ابو نعیم

فی فضائل الصحابۃ قالوا ان علیا و العباس وطلحۃ ابن ابی شیبۃ افتخروا فقال طلحۃ انا صاحب البیت مفتاحہ بیدی و لوشئت کنت فیہ فقال العباس انا صاحب السقایۃ والقایم علیھا فقال علی لا ادری لقد صلیت ستۃ اشھر قبل الناس وانا صاحب الجھاد فی سبیل اللہ فانزل اللہ تعالیٰ اجعلتم سقایۃ الحاج الخ

فضائل صحابہ مین روایت کرتے ہین کہ جناب امیرؑ اور عباس اور طلحہ ابن ابی شیبہ باہم فخر و مباہات کرنے لگے طلحہ نے کہا کہ مین خانہ کعبہ کا متولی ہون اگر مین چاہون تو اسی مین رہا کرون۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا مین زمزم کا متولی ہون اور اُس پر کھڑا ہونے والا ہون۔ پس جناب امیرؑ نے فرمایا مین نہین جانتا کہ تم کیا کہتے ہو مین نے چھ ماہ قبل تمام لوگون سے نماز پڑھی ہے اور مین خدا کے راہ مین جہاد کرنے والا ہون پس خداوند تعالیٰ نے اِس آیت کو نازل فرمایا

(ارجح المطالب صفحہ ۱۶۲)

اب چند احادیث نبوی بھی کتب اہلسنت سے نقل کی جاتی ہین ملاحظہ ہون

احادیث جناب امیرؑ کی فضیلت مین

پہلی حدیث

عن یحیی بن عوف قال انے جالس الی ابن عباس فاتاہ تسعۃ رھط فقالوا اما ان تقوموا معنا واما ان تخلو بھؤلاء وھو یومئذٍ صحیح قبل ان یعمی قال انا اقوم معکم۔

یحییٰ بن عوف کہتے ہین کہ مین ابن عباس کے پاس بیٹھا تھا کہ نو قبیلون کے آدمی ان کے پاس آئے انھون نے کہا تم ہمارے ساتھ کھڑے ہو جاؤ یا تخلیہ مین ہو جاؤ۔ ابن عباس اُس زمانہ تک نابینا نہ ہوے تھے تندرست تھے ابن عباس نے کہا مین تمھارے ساتھ اُٹھتا ہون۔

فتحدثوا فلا ادری ما قالوا فجاء وھو تفیض ثوبہ و

پس لوگون نے کچھ ان سے کہا راوی کہتا ہے مین نہین جانتا کہ کیا باتین ہوئین ابن عوف وہان سے

يقول اف وتف لبغون فی — آئے اور اپنے کپڑے جھٹک رہے تھے اور یہ کہتے
رجل لہ عز وقعوا فی — جاتے تھے کہ اف اور تف ہے اُن لوگون پر جو
رجل قال رسول الله صلعم — اس شخص کی نسبت کلام کرتے ہین (مراد علیؑ بن
لابعثن رجلا یحب الله — ابیطالب سے ہے جس کے بارے مین رسول خداؐ
ورسوله ویحبه الله — نے فرمایا ہے کہ مین اس مرد کو بھیجون گا جس کو خدا
ورسوله لایخزیه الله ابدا — ورسول دوست رکھتا ہے اور وہ خدا ورسول کو
فاشرف من اشرف — دوست رکھتا ہے اور اس کو خدا رسوا نہ کرے گا آئے
فقال این علی قیل هو — سن کر جس تس کو گردن بڑھانی تھی اُس نے
فی الرحی یطحن قال وما — بڑھائی (یعنی طمع منصب مین) پس رسول خدا صلعم
کان احدکم یطحن — نے فرمایا کہان ہین علی لوگون نے کہا وہ چکی
من قبله فدعاه وهو — پیس رہے ہین پس رسول خدا نے فرمایا کہ تم مین
ارمد ما کان ان یبصر — سے کوئی ایسا نہ تھا جو ان کے لئے پہلے ہی سے
فتفث فی عینیه ثم هز — پیس دیتا پس حضرت کو طلب کیا حضرت کی آنکھین
الرایة ثلثا فدفعها الیه — ایسی آشوب کر آئی تھین کہ وہ دیکھ نہ سکتے تھے
فجاء بصفیه بنت حی و — آنحضرتؐ نے اپنا لعاب دہن مبارک اُن کی
وبعث ابا بکر بسورة التوبة — آنکھون پر ملا۔ پس آنحضرتؐ نے تین مرتبہ علم کو
وبعث علیا خلفه — جنبش دی اور اُس کے بعد جناب امیرؑ کو
فاخذها منه وقال لا — رحمت فرمایا پھر جناب امیرؑ دہان سے صفیہ
یذهب بها الا رجل من — بنت حی بن اخطب کو لیکر آئے (جو آنحضرت صلعم کی

اهلبتی وهومنی وانا — ازواج سے تھین، اور آنحضرتؐ نے ابوبکر کو سورۂ توبہ دیکر

منہ ودعا رسول اللہ الحسن — بھیجا اور اُنکے عقب مین جناب امیرؑ کو روانہ فرمایا اُنھون

والحسین وعلیا و فاطمۃ — نے جاکر وہ سورۂ توبہ حضرت ابوبکر سے لیلیا آنحضرتؐ نے

فمد علیھم ثوبًا فقال — فرمایا اس سورہ کو کوئی نہین لیجا سکتا مگر ہان وہ شخص

اللھم ھولاء اھلبیتی وخاصتی — جو میرے اہلبیت سے ہو اور علی مجھ سے ہین اور مین علی

فاذھب عنھم الرجز وطھرھم — سے ہون حضرت رسول خدانے امام حسن وحسین علی وفاطمہ

تطھیرا وکان اول من امن — کو طلب فرمایا اور ان لوگون کو اپنی چادر مین لے لیا

الناس بعد خدیجۃ ولبس — بعد اُسکے فرمایا خدایا یہ لوگ میری اہبیت اور خواص

ثوب النبی صلی اللہ علیہ — سے ہین اُن سے نجاست کو دور رکھ اور ان کو ایسا پاک

وسلم وھم یعبدون اللہ — کر جیسا کہ پاک ہونا چاہئے علیؑ ان پہلے مردون سے

نبی اللہ فجاء ابوبکرؓ — ہین کہ جو خدیجہ کبری کے بعد سب سے پہلے حضرت

فقال یا نبیّ اللہ! — رسول خداؐ پر ایمان لائے علی نے ردائے مبارک حضرت

فقال علی رض ان النبی — رسول خدا اوڑھ لی اور کفار نے یہ کہا کہ یہ رسول خدا

قد ذھب نحو بیر میمون — ہین پس حضرت ابوبکر آئے اور کہنے لگے کہ یا نبی اللہ

فاتبعہ فدخل معہ — جناب امیرؑ نے جواب دیا رسول خدا چاہ میمون

الغار فکان المشرکون — کی طرف تشریف لیگئے حضرت ابوبکر بھی انکے پیچھے

یرمون علیا حتی اصبح — وہان گئے اور اُنکے شریک غار رہے۔ کفار رات بھر

وخرج بالناس فی غزوۃ — جناب امیرؑ پر تھپر برساتے رہے یہان تک کہ سفیدی سحر

تبوک فقال علی رض — نمایان ہوئی جب رسول خدا صلعم غزوہ تبوک کو جانے لگے

اخرج معك فقال لا فبكى فقال — تو جناب میر نے کہا کہ مین بھی آپکے ہمراہ چلون حضرت

اما ترضى ان تكون منى بمنزلة — نے فرمایا نہین علیؑ رونے لگے رسول خدا صلعم نے فرمایا

هارون من موسى الا انك — کیا تم راضی نہین ہو کہ تمھارا مرتبہ میرے ساتھ ویسا ہو

لست نبي انت خليفتي على كل — جو حضرت ہارون کا حضرت موسی کے ساتھ تھا۔ مگر

مومن من بعدي قال و سد — فرق یہ ہو کہ وہ نبی تھے اور تم نبی نہین ہو بعد اسکے

ابواب المسجد غير باب علي — ارشاد فرمایا کہ تمام مومنین پر تم حاکم ہو میرے بعد

قال كان يدخل المسجد وهو — حضرت ابن عباس نے کہا کہ رسول خدا نے مسجد

جنب وهو طريقه وليس له — کے تمام دروازے بند کر دئے سوائے دروازہ علی

طريق غيره وقال من كنت — کے کہ وہ حلالہ جناب میر حالت جنابت مین مسجد

وليه فعلي وليه — مین تشریف لے جاتے تھے اور جناب امیر کے لیے مسجد

خصائص امام نسائی — نبوی سے راستہ تھا اس کے سوا و کوئی راہ ان کے

صفحہ ۲۲ — آنے کی نہ تھی حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ مین جسکا

صحیح مسلم — حاکم ہون علی بھی اسکا حاکم ہے

یہ حدیث ازالۃ الخفا اور مفتاح النجاۃ وغیرہ وغیرہ مین بھی ہے۔

دوسری عن علي عليه السلام قال قال — یعنی خود حضرت علی علیہ السلام ناقل ہین کہ

رسول الله يوم فتحت خيبر لولا ان — جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اگر تمھارے بارہ مین

تقول طائفة من امتي ما قالت — میری امت مین وہ وہ باتین نہ کرنے لگتے جو

النصارى في عيسى بن مريم لقلت — نصاری حضرت عیسی بن مریم کی نسبت کرتے ہین تو

فيك اليوم مقالا حيث لا تمر على ملاء — آج مین تمھاری شان مین وہ بات کہتا کہ تم جس پر

jabir.abbas@yahoo.com

من المسلمين الا اخذ و التراب من — مسلمانون کی طرف سے ہو کر نکلتے لوگ تمہارے

تحت رجليك وفضل طهورك ليستشفوا — قدم کی گرد تک نہ چھوڑتے اور بچے ہوے آب طہارت

بها ولاكن حسبك ان تكون مني و — سے شفاے کلی حاصل کرتے تاہم اسی قدر کہنا

انا منك تتلى . انا وارثك وانت — کافی ہے کہ تم مجھ سے ہو اور مین تم سے ہون تم میرے

منى بمنزلة هارون من موسىٰ — وارث ہو مین تمہارا وارث ہون تم میرے بھائی

الا انه لا نبي بعدي ياعلى — اور وزیر ایسے ہو کہ جیسے ہارون موسی کے تھے لیکن

انت تؤدي دبني . وتقاتل — بعد میرے نبی نہوگا۔ تم میرا قرض ادا کروگے تم

على سنتي وانت في الاخرة — میری سنت پر جہاد کروگے تم روز آخرت سب

اقرب الناس مني وانك غدا — مین سے مجھ سے قریب ہوگے تم حوض کوثر پر سب سے

على الحوض خليفتي تذود عنه — پہلے میرے پاس پہونچوگے اور وہان بھی میرے

المنافقين وانت اول من يرد — خلیفہ ہوگے تم منافقون کو وہان سے دور کروگے

على الحوض وانت اول داخل في — تم تمام امت سے پہلے حوض کوثر پر پہونچوگے

الجنة من امتي وشيعتك على — اور میری اُمت سے پہلے جنت مین جاؤگے تمہارے

منابر من نور رواء مرويين مبيضة — شیعون کو نور کے ممبرون پر جگہ ملے گی وہ میرے

وجوههم حولي اشفع لهم فيكونوا — ہون گے۔ ان کے چہرے نورانی ہون گے

غدا في الجنة جيراني وان اعدائك — وہ سب میرے گرد ہونگے مین اُن کی شفاعت

غدا ظماء مظمؤن مسودة وجوههم — کرونگا وہ جنت مین میرے ہمسایہ ہون گے

مقمحون ومقمعون يضربون — اور تمہارے دشمن پیاسے ہون گے چہرے اُنکے

بالمقامع وهي سياط من مقمحين — کالے ہونگے اور شکین کسی ہونگی جہنم مین آتشین

حربك حربي وسلمك سلمي و — تازیانون سے ارے بائین گے تم سے جنگ مجھ سے

سرك سري وعلانيتك علانيتي — جنگ ہے تمھاری صلح میری صلح ہے تمھارا راز میرا

وسريرة صدرك كسريرة صدري — راز ہے تمھارا اعلان میرا اعلان ہے جو تمھارے

وانت باب علمي وان ولدك — سینے مین ہے وہ میرے سینہ مین ہے تم میرے شہر

ولدي ولحمك لحمي ودمك — علم کے دروازے ہو تمھاری اولاد میری اولاد ہے

دمي وان الحق على لسانك و — تمھارا گوشت میرا گوشت تمھارا خون میرا خون ہے

في قلبك وبين عينيك و — حق تمھاری زبان پر ہے حق تمھارے دل مین ہے

ايمان مخالط لحمك ودمك — حق تمھاری آنکھون مین ہے اور ایمان تمھارے گوشت

كما خالط لحمي ودمي ان الله — وخون مین اس طرح مخلوط ہے جس طرح کہ میرے گوشت

عزّوجل امرني ان أبشرك — وخون مین ہے اے علی مین خدا کے حکم سے تمکو بشارت

انك انت وعترتك في الجنة — دیتا ہون کہ تم اور تمھاری اولاد جنتی ہین اور

وعدوك في النار لا يرد على — تمھارے دشمن دوزخی ہین اور وہ کبھی حوض کوثر

الحوض مبغض لك ولا يغيب — تک پہونچ نہین سکتے کوئی دوست تمھارا حوض

عنه محب لك قال علي فخررت — کوثر سے محروم نہین رہ سکتا۔ جناب علی مرتضےٰ

ساجدا لله وحمدت على ما انعم — فرماتے ہین کہ یہ سن کر مین سجدہ مین گر گیا

به علي من الاسلام والقرآن — اور اسپر حمد خدا کی بجا لایا کہ اس نے اسلام و

واحبني الى خاتم النبيين وسيد — قرآن کی نعمت مجھے عطا کی اور خاتم النبیین و

المرسلين (باقی اصحاب صفحہ نمبر ۴۱۶) — سید المرسلین کا مجھے محبوب قرار دیا۔

تیسری قال رسول الله صلعم لعلي — جناب رسالت مآب صلعم نے حضرت علیؑ کے

وضرب بين كتفيه يا علي لك سبع خصال لا يحاجك فيهن احد يوم القيمة انت اول المومنين بالله ايمانا واوفا هم بعهد الله واقواهم بامر الله وارفقهم بالرعية واقسمهم بالسوية و اعلمهم بالقضية واعظمهم رتبة يوم القيمة

دونون شانون کے درمیان دست مبارک پھیر کر ارشاد فرمایا کہ یا علی تم مین سات صفات ایسے ہین کہ بروز قیامت کوئی شخص ان مین تمھاری بری نہین کرسکتا۔ تم جملہ مومنین سے پہلے خدا پر ایمان لائے سب مومنین سے زیادہ خدا کا کام بجا لانیوالے ہو۔ اور سب سے زیادہ خدا کے احکام کی پابندی کرنے والے ہو اور سب سے بڑھ کر امت پر مہربان ہو اور سب سے سوا امت پر مساوی طور پر تقسیم کرنے والے ہو سب سے بڑھ کر فیصلہ کرنے کی لیاقت رکھتے ہو قیامت کے روز تمھارا درجہ اور مرتبہ سب سے زیادہ ہوگا

چوتھی قال رسول الله النجوم امان لاهل السماء فاذا ذهبت النجوم ذهب اهل السماء واهل بيتي امان لاهل الارض فاذا ذهب اهل بيتي ذهب اهل الارض

(مناقب امام احمد بن حنبل)

یعنی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ستارے اہل سماوات کے لئے باعث امن ہین جب وہ فنا ہو جائینگے تو اہل سموات بھی فنا ہو جائینگے اور میرے اہلبیت اہل زمین کے لئے باعث امن ہین جب وہ ہلاک ہو جائینگے تو اہل زمین بھی ہلاک ہو جائینگے

پانچوین عن ابي الزبير المكي قال سمعت جابر بن عبد الله يقول كان رسول الله صلعم بعرفات وعلى تجاه

ابو زبیر مکی کہتے ہین کہ مین نے جابر سے سنا ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسالت مآب صلعم کوہ عرفات پر رونق افروز تھے کہ جناب امیر حضرت کے سامنے

فاومی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی علی وقال ادن منی فدنا علی منہ فقال خمسک فی خمسی یعنی کفک فی کفی یا علی خلقت انا وانت من شجرۃ انا اصلھا وانت فرعھا والحسن والحسین اغصانھا فمن تعلق بغصن منھا ادخلہ اللہ الجنۃ یا علی لو ان امتی صاموا حتی یکونوا کالحنایا وصلوا حتی یکونوا کالاوتار ثم ابغضوک لاکبھم اللہ تبارک وتعالی علی وجوھھم فی النار۔ اخرجہ عبداللہ بن احمد بن حنبل ابونعیم وابن المغازلی فی المناقب والطبرانی وابن عساکر (ایضاً صفحہ ۲۵۰)

آرہے تھے آنحضرت صلعم نے اُن کو اشارہ سے اپنے پاس بلایا۔ جب وہ حضور مین حاضر ہوے تو آپنے ارشاد کیا کہ تیرا پنجہ میرے پنجہ مین یعنی تیرا ہاتھ میرے ہاتھ مین یا علی مین اور تو ایک شجر سے پیدا ہوے ہین مین اوسکی اصل ہون اور تو اوسکی فرع ہے حسن حسین اُسکی شاخین ہین جس نے کسی شاخ کو پکڑا خدا نے اُسے جنت مین داخل کیا اے علی اگر میری امت کے لوگ اسقدر روزے رکھین کہ مثل کمان خمیدہ ہوجائین اور یہان تک نماز پڑھین کہ مثل تار باریک ہوجائین پھر اگر تجھ سے بغض رکھین تو خدائے تعالیٰ اُن کو منہ کے بل دوزخ کی آگ مین گرائے گا۔

چھٹے عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلعم خلق اللہ تعالیٰ قضیبا من نور قبل ان یخلق الدنیا باربعین الف عام فجعلہ امام العرش حتی کان اول شعبتی فتق منہ نصفہ فخلق منہ نبیکم فالنصف الاخر علی بن ابی طالب ع

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ جناب رسول اللہ صلعم ارشاد فرماتے تھے کہ دنیا کی پیدائش سے چالیس ہزار برس پہلے خدا تعالیٰ نے ایک نور کی چھڑی پیدا کرکے عرش کے سامنے گاڑدی یہانتک کہ میری پیدائش کا آغاز ہوا اُسمین سے آدھی توڑکر تمھارے نبی کو پیدا کیا اور دوسرے آدھے ٹکڑے سے علی بن ابیطالب کو

(اخرجه الخطیب البغدادی فی تاریخه و محمد یوسف الگنجی
الشافعی فی کفایۃ الطالب و الترمذی شہاب الدین احمد
والحموینی عن ابن عباس قال سمعت رسول اللہ یقول یا علی
خلقت انا وانت من نور اللہ تعالی (ایضاً صفحہ ۴۴)

کو پیدا کیا۔ حموینی ابن عباس سے ناقل ہین کہ وہ
کہتے تھے کہ مین نے جناب رسول اللہ صلعم کو حضرت علی
سے فرماتے سُنا ہے کہ مین اور تم خدا کے نور سے
پیدا ہوے ہین۔

ساتوین

عن ابی سلیمان راعی رسول اللہ
صلعم یقول لیلۃ اسری بی الی
السماء قال لی الجلیل جل جلالہ
یا محمد من خلفت فی امتک
قلت خیرھا قال علی بن ابیطالب
قلت نعم یارب قال یا محمدؐ
اطلعت الی اھل الارض اطلاعا
فاخترتک منھا فشققت لک اسما
من اسمائی فانا المحمود وانت محمد
ثم اطلعت الثانیۃ فاخترت منھا
علیاً وشققت لہ اسما من اسمائی
فانا الاعلیٰ وھو علی یا محمد
انی خلقتک وعلیا من سخ نور
من نوری وعرضت ولایتکما
علی اھل السمٰوات والارض فمن

جناب رسول اللہ صلعم کے گلہ بان ابو سلیمان
رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ مین نے آنحضرت
صلعم کو فرماتے سنا ہے کہ شب معراج مین پروردگار
جل جلالہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ یا محمدؐ تم اپنی
اُمت مین اپنی جگہ پر کس کو چھوڑ آئے ہو مین نے
عرض کیا انکے بہتر و برتر کو فرمایا کیا علی بن ابیطالب
کو مین نے عرض کیا ہان اے پروردگار نے فرمایا
یا محمد مین نے اہل زمین کو اچھی طرح سے دیکھکر
تم کو برگزیدہ کیا اور اپنے نامون مین سے ایک نام
سے تمھارا نام مشتق کیا پس مین محمود ہون اور تم
محمدؐ ہو پھر مین نے دوبارہ زمین کے لوگون کو دیکھا
اور علیؑ بن ابی طالب کو انتخاب کیا اور اُسکے لئے
بھی ایک نام اپنے نام سے مشتق کیا پس، مین
اعلی ہون اور وہ علیؑ ہے یا محمدؐ مین نے تم کو اور علیؑ
کو اپنے اصلی نور سے مخلوق کیا اور تم دونون کی

قبلها کان عندی من المؤمنین ومن جحدها کان من الکافرین

ولایت کو اہل آسمان اور زمین کے سامنے پیش کیا پس جسنے اسکو قبول کیا وہ میرے نزدیک مومن ٹھہرا اور جسنے اس سے انکار کیا کفار کے گروہ مین سے ہنگیا۔ (رجح الطالب صفحہ ۱۰)

آٹھوین

عن ابن عباس قال لما اخی رسول الله صلعم من المهاجرین والانصار وهو اخاه صلی الله علیه وسلم اخی بین ابی بکر وعمر رضی الله عنهما وبین عثمان وعبد الرحمن بن عوف واخی بین طلحة وزبیر واخی بین ابی ذر الغفاری والمقداد رضوان الله تعالی علیهم اجمعین ولم یواخ بین علی بن ابی طالب وبین احد منهم جزع علی مغضبا حتی اتی جدولا من الارض وتوسد ذراعیه ونام فیهما فسفی علیه الریح التراب فطلبه النبی صلعم فوجده علی تلك الصفة فوکز برجله وقال له قم فما صلحت الا ان تکون اباتراب لغضبت حین اخیت

ابن عباس کہتے ہین کہ جب کہ جناب رسول خدا صلعم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم کیا اور اس کی یہ صورت قرار دی کہ حضرت ابوبکرؓ کو حضرت عمرؓ کا اور حضرت عثمانؓ کو عبد الرحمنؓ بن عوف کا طلحہؓ کو زبیرؓ کا اور ابوذر غفاریؓ کو مقدادؓ کا بھائی بنایا علیؑ بن ابی طالب باقی رہ گئے ان سے کسی کا رشتہ اخوت نہ ملایا۔ جناب امیر نہایت غصہ سے جاکر زمین پر لیٹ گئے اور اپنے بازو کو تکیہ بناکر زمین پر سو گئے۔ ہوا نے مٹی اڑا کر ان کے بدن مبارک کو گرد آلود کر دیا۔ آنحضرت صلعم انکو ڈھونڈھنے لگے اور ان کو اس حالت مین پایا اور اپنے پاؤن سے ٹھکرا کر فرمایا تو نے ابوتراب بننے مین اپنے لئے کیا اچھی مصلحت دیکھی ہے۔ جب مین نے مہاجرین اور انصار کے درمیان

بين المهاجرين والانصار ولم اواخ — بھائی بندی کا رشتہ جوڑا اور تجھے کسیکا بھائی

بينك وبين احد منهم اما ترضى ان — نہ بنایا تو تو خفا ہو گیا۔ تو راضی نہین کہ تو مجھ سے

ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى — ایسا ہو جیسے کہ ہارون موسیٰ سے تھے لیکن میرے بعد

الّا انه لا نبي بعدي الا من احتبك — کوئی نبی نہین ہوگا آگاہ ہو کہ جو کوئی تجھ سے محبت

فقد حف بالامن والايمان ومن — کرے گا وہ امن و ایمان مین چھپا رہیگا اور جو شخص

ابغضك اماته الله ميتة جاهلية — کہ تجھ سے بغض رکھیگا خدا اُس کو کافرون کی موت

اخرجہ ابوبکر الخوارزمی) — مارے گا۔ (ارجح المطالب صفحہ ۲۲)

بین — عن ابن عباس قال كان رسول الله — ابن عباس کہتے ہین کہ ایک روز جناب رسولخدا صلعم

صلعم في صحن الدار نائما واذا راس — دحیہ کلبیؓ کے آغوش مین سر رکھے ہوے اپنے دولتخانہ کے

في حجر دحية الكلبي فدخل علي عليه — صحن مین استراحت فرما رہے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام

السلام فقال السلام عليك كيف اصبح — تشریف لائے اور سلام علیک کہکر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

رسول الله صلعم فقال بخير قال دحيه — کا مزاج پوچھا دحیہ نے جواب دیا خیریت ہے اور کہا کہ مین تمسے

اني لاحبك وان لك مدحة ازفها — محبت رکھتا ہون آپکے چند مناقب مجھے معلوم ہین جنکو مین

اليك انت امير المومنين وقائد الغر — آپسے بیان کرنا چاہتا ہون آپ تمام مومنون کے امیر اور تمام سفید

المحجلين انت سيد ولد ادم ما خلا النبيين — دست و پا والون کے پیشوا ہین آپ سوا انبیا و مرسلین کے تمام بنی آدم

والمرسلين لواء الحمد بيدك يوم القيمة — کے سردار ہین قیامت کے دن لواء الحمد آپکے ہاتھ مین ہوگا اور

تزف انت وحزبك مع محمد صلعم — آپکا گروہ آنحضرت صلعم کے ساتھ اور اُنکے گروہ کے ساتھ

وحزبه الى الجنان زفا وقد افلح من — جنت مین بھرتا ہوگا بہ تحقیق رستگار ہوا وہ شخص جس نے

تولاك وخسر من تخلاك محبّي — آپسے تولا رکھا اور نقصان اُٹھایا اُسنے جو آپسے علیحدہ ہو گیا

محمد صلی اللہ علیہ وسلم محبوك و مبغضوك — محمد صلعم کے دوست آپکے محب ہین اور آپکے دشمن

لن ینالھم شفاعۃ محمد صلعم ابدا — جناب محمد صلعم کی شفاعت ہرگز نہ پہونچیگی

یا صفوۃ اللہ ھذا حذراس النبی صلی اللہ — اے برگزیدۂ خدا میرے قریب تشریف لاؤ

علیہ وسلم فوضعہ فی حجرہ فقال — جناب امیر جب ان کے قریب گئے تو انھون نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما — سر عالم صلعم کا سر اقدس اپنے آغوش سے لیکر ان کے

ھذہ الھمھمۃ فاخبرہ الحدیث قال — آغوش مین رکھدیا تب مین سر کا نے خواب سے بیدار

لم یکن دحیۃ الکلبی کان — ہوکر دیکھا یہ آدمی جیسا ہے۔ نہ۔ نہ دحیہ

جبرئیل ھذا اسمر سماک اللہ بہ — تھا بلکہ جبرئیل شاہ لائے تھے آسمان کے

وھو الذی الفی محبتک فی صدور — تجھے بلکہ جبرئیل شاہ لائے تھے آسمان کے

المومنین وھبتک فی صدور — مومنین کے دلون مین تمہاری محبت کو

الکافرین۔ (آخرجہ ابوبکر مردویہ — کافرون کے

اوجح المطالب

صفحہ (۱۴۱)

دین — عن سالم مولی علی قال کنت مع علی فی — جناب امیر علیہ السلام غلام سالم رضی اللہ عنہ

ارض لہ وھو یحرثھا حتی جاء ابوبکر و — بیان کرتے ہین کہ مین جناب امیر کے ساتھ تھا اور

عمر رضی اللہ عنہما فقالا السلام علیک — وہ اپنی زمین کی کاشتکاری کر رہے تھے کہ ابوبکر

یا امیر المؤمنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ — وعمر رضی اللہ عنہما ان کے پاس آئے

فقبل کنتم تقولون فی حیوۃ — یا امیر المومنین تم اس زمانہ کہ جسمین

النبی صلی اللہ علیہ وسلم — ان سے پوچھا کہ آپ جناب رسول خدا محمد

ذلك فقال عمر هو امرنا (اخرجہ ابن مردویہ)

میں بھی اسی طرح سے کہا کرتے تھے حضرت عمر نے جواب دیا کہ حضرت ہی نے ہم کو یہ حکم دیا تھا۔

ارجح المطالب

بارھویں | عن حذیفة بن الیمان قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لو علم الناس متی سمی علی امیر المومنین ما انکروا فضله سمی امیر المومنین وآدم بین الروح والجسد فقال الله تبارك وتعالی انا ربکم ومحمد نبیکم وعلی امیرکم (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار)

حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہوتا کہ کب سے علی کا نام امیر المومنین رکھا گیا ہے تو ہرگز ان کے فضائل سے انکار نہ کرتے علی کا نام اُسوقت سے امیر المومنین ہوا ہے کہ آدم درمیان روح وجسد کے تھے اسوقت پروردگار نے ارواح کو خطاب کیا کہ میں تمہارا خدا ہوں اور محمد صلعم تمہارا نبی ہے اور علی تمہارا امیر ہے۔

(ایضاً صفحہ ۱۶)

بارھویں | عن انس قال بینما انا عند رسول الله صلی الله علیه وسلم اذ قال الان یدخل سید المرسلین وامیر المومنین وخیر الوصیین اذ اطلع علی فقال صلی الله علیه وسلم اللهم والی فجلس بین یدی رسول الله صلی الله علیه وسلم

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں ایک روز جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت نے فرمایا ابھی اسی وقت مسلمانوں کا سردار اور مومنوں کا امیر اور اوصیاء کا بہتر یہاں آئیگا ناگہان جناب امیر تشریف لائے حضرت نے فرمایا اے میرے پروردگار تیرا شکر ہے اے علی میرے پاس آؤ اے علی میرے پاس آؤ انس کہتے ہیں کہ جناب امیر حضرت کے سامنے بیٹھ گئے۔ سنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرہ مبارک اور جبین کا

وجهه یمسح به وجه علی ویمسح العرق من وجه علی بیده

بہ وجھہ فقال لہ علی یا رسول اللہ انزل فی

شیئی قال اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ

ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی

بعدی انت اخی و وزیری وخیر

من اخلف بعدی تقضی دینی و

تنجز وعدی وتبین لھم ما اختلفوا

من بعدی وتعلمھم تاویل

القرآن ما لم یعلموا وتجاھدھم

علی التاویل کما جاھدتھم علی

التنزیل۔ (اخرجہ الدیلمی و

ابن مردویہ)

(ایضا صفحہ ۱۷)

تیرھویں

عن عبداللہ بن سعد بن ضرارۃ قال

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لیلۃ اسری بی انتھیت الی ربی عزوجل

فاوحی الی فی علی ثلاث انہ سید المسلمین

وامام المتقین وقائد الغر المحجلین (اخرجہ الحاکم

وابونعیم وابن مردویہ وابن قانع) (ایضا صفحہ ۱۸)

عرق اُنکے چہرہ پر اور اُن کے چہرہ کا عرق اپنے چہرہ

اقدس پر ملنے لگے۔ جناب امیر نے عرض کیا یا رسول اللہ

آیا میرے حق مین کوئی آیت نازل ہوئی ہے

آپنے ارشاد کیا کیا تو راضی نہین ہے کہ تیری منزلت

مجھ سے ایسی ہے جیسے کہ موسی سے ہارون کی لیکن

کوئی نبی میرے بعد نہین ہونے والا ہے۔ تو میرا

بھائی اور وزیر ہے جن کو کہ مین اپنے بعد چھوڑ جاؤنگا

اُن سے تو افضل ہے میرے قرض کا ادا کرنے والا اور

میرے بعد وعدہ کو پورا کرنے والا جن اُمور مین لوگ

میرے بعد اختلاف کرینگے تو اسکو رفع کرنے والا ہے

تو انھین قرآن کی تاویل سکھلائے گا جو وہ نہین جانتے

ہین اور لوگون کے ساتھ قرآن کی تاویل پر جہاد کریگا

جیسے کہ مین نے تنزیل پر جہاد کیا ہے۔

عبداللہ بن سعد ضرارہ سے روایت ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے شب معراج جب

ہم اپنے پروردگار کے پاس پہونچے تو پروردگار نے

میری طرف علی کے تین القاب وحی فرمائے کہ مسلمانون

کا سردار اور متقیون کا امام اور سفید دست و پا

والون کا پیشوا ہے۔

چودھویں — عن ابی ذر قال کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی البقیع الغرقد قال والذی نفسی بیدہ ان فیکم رجلا یقاتل الناس بعدی علی تاویل القران کما قاتلت المشرکین علی تنزیلہ وھم یتھاونون لا الہ الا اللہ فیکبر قتلھم علی الناس حتی یطعنوا علی ولی اللہ ویسخطوا علمہ کما سخط موسی امر السفینۃ وقتل الغلام وامر الجدار وکان خرق السفینہ وقتل الغلام و اقامۃ الجدار للہ رضی (اخرجہ الخوارزمی)

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بقیع الغرقد مین تشریف فرما تھے اور مین خدمت اقدس مین حاضر تھا۔ آپنے ارشاد فرمایا قسم ہے اُس ذات پاک کی کہ جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے کہ تم مین ایک ایسا شخص ہے جو قرآن کی تاویل پر لوگون سے لڑیگا جس طرح سے مین نے قرآن کی تنزیل پر مشرکون سے جہاد کیا ہے وہ لوگ لا الہ الا اللہ کہنے والے ہونگے اسلئے اُن سے جہاد کرنا لوگون پر شاق گذرے گا یہانتک کہ لوگ اس خدا کے ولی پر طعنہ زن ہونگے اور اسکے کام سے ناراض ہوجائینگے جیسا کہ حضرت موسی علیہ السلام کشتی کے امر مین اور لڑکے کے قتل کرنے مین اور دیوار کے بنانے مین حضرت خضر علیہ السلام پر ناراض ہوئے تھے حالانکہ کشتی مین سوراخ کرنا توڑنا اور لڑکے کا قتل کرنا اور دیوار کا بنانا محض خدا کی رضامندی کے لئے تھا۔ (ایضاً صفحہ ۳۰)

پندرھویں — وعن جابر بن عبداللہؓ قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ عزوجل یباھی بعلی کل یوم والملئکۃ المقربین حتی یقول بخ بخ لک یا علی (اخرجہ الدیلمی) (ایضاً صفحہ ۳۰)

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور مقرب فرشتے علی پر ہر روز مباہات کرتے ہین یہان تک کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے مرحبا یا علی

دلھوین — عن عثمان بن عفان قال قال — حضرت عثمان رض حضرت عمر رض سے روایت کرتے ہین

عمر رض ان الله تعالی خلق ملائکة — کہ اللہ تعالی نے فرشتون کو علی کے منہ کے نور

من نور وجه علی بن ابی طالب — سے پیدا کیا ہے

(اخرجه الخطیب الخوارزمی فی المناقب — ایضا صفحہ ۴۶۳)

تنبیھین — عن عبد الله بن عمر قال سمعت — عبد اللہ بن عمر سے منقول ہے کہ مین نے جناب

رسول الله صلعم وسئل بای لغت — رسول اللہ صلعم سے سنا ہے کہ لوگون نے حضرت سے

خاطبك ربك لیلة المعراج فقال — پوچھا۔ یارسول اللہ شب معراج اللہ تعالی نے آپ سے

خاطبتنی ربی بلغة علی فقلت یارب — کس کی آواز کے ساتھ کلام کیا تو فرمایا علی کی آواز کے ساتھ

خاطبتنی انت امر علی فقال یا احمد — مین نے عرض کیا اے پروردگار مجھ سے تو باتین کرے اور

انا شئ لیس کالاشیآء ولا اقاس — یاد علی فرمایا اے احمد مین ایک ہی چیز ہون کہ کسی چیز سے میرا

بالناس ولا اوصف بالاشباه خلقتك — قیاس نہین کیا جا سکتا اور مین لوگون جیسا نہین

من نوری وخلقت علیا من نورك — اور نہ کوئی شے میرے مشابہ ہے مین نے تجھے اپنے

فاطلعت علی سرائر قلبك فلم — نور سے پیدا کیا ہے اور علی کو تیرے نور سے مین

اجد الی قلبك احب من علی بن — تیرے دل کے بھید سے واقف ہون کہ تیرے قلب

ابی طالب فخاطبتك بلسانه کیما — مین علی سے زیادہ کسی کی محبت نہین پس مین

یطمئن قلبك (اخرجه الخوارزمی فی المناقب) — اسکی آواز سے تیرے ساتھ ہمکلام ہوا تاکہ تیرے

ایضا صفحہ (۵۰۰) — دل کو تسلی رہے۔

اثنا عشریہ — عن علی قال قال رسول الله صلعم — جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب

لما اسری بی رأیت علی باب — سرور کائنات صلعم فرماتے تھے شب معراج ہم نے

الجنة مكتوبًا بالذهب لا الٰہ الا اللہ محمد حبیب اللہ وعلی ولی اللہ وفاطمة امة اللہ والحسن والحسین صفوة اللہ علی باغضیھم لعنة اللہ (اخرجہ الدیلمی) ایضاً صفحہ ۳۰

جنت کے دروازہ پر سونے سے لکھا ہوا دیکھا کہ نہین ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور محمدؐ خدا کا حبیب ہے علیؑ خدا کا والی ہے فاطمہؑ پروردگار کی کنیز ہے اور حسنینؑ خدا کے برگزیدہ ہین انکے دشمنون پر خدا کی لعنت ہو

انیسویں | عن ابی الحمراء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اراد ان ینظر الی آدم فی علمہ والی نوح فی فھمہ والی ابراھیم فی حلمہ والی یحیی بن زکریا فی زھدہ والی موسی بن عمران فی بطشہ فلینظر الی علی بن ابیطالب

ابی حمراءؓ سے مروی ہے کہ جناب سرورِ عالم صلعم نے فرمایا۔ اگر کوئی شخص علم مین حضرت آدم اور فہم مین حضرت نوح اور حلم مین جناب ابراہیم اور زہد مین حضرت یحییٰ ابن زکریا اور حملہ مین حضرت موسی بن عمران کو دیکھنا چاہتا ہو تو علی ابن ابیطالب کو دیکھ لے۔ ۔

(اخرجہ احمد وابو الخیر القزوینی والبیہقی فی فضائل الصحابہ ارجح صفحہ ۴۵۲)

بیسویں | عن الحارث الاعور صاحب رایة علی قال بلغنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان جمع من اصحابہ فقال اریکم آدم فی علمہ ونوحا فی فھمہ وابراھیم فی حکمتہ فلم یکن باسرع من ان اذ طلع علی فقال

حارث الاعور جناب امیر علیہ السلام کے علمدار ناقل ہین کہ ہم کو خبر لگی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کی جماعت مین دفعتہً فرمانے تھے کہ ارشاد فرمایا مین تمھین ایسا شخص دکھاؤن کہ اپنے علم مین وہ جناب آدم اور فہم مین جناب نوح اور حکمت مین جناب ابراہیم ہے۔ کچھ دیر نہین گذری تھی کہ حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے حضرت

ابوبکر رضی اللہ عنہ یارسول اللہ — ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلعم

اقست رجلا بثلثۃ من الرجل بخ بخ — نے ایسا آدمی بیان فرمایا ہے کہ جو فضائل مین

ھذا الرجل من ھو یارسول اللہ قال — تین نبیون کے مساوی قیاس کیا جا سکتا ہے مرحبا

النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا تعرفہ — ہو ایسے شخص کو اچھا فرمایے وہ کون ہے حضرت

یا ابا بکر قال اللہ ورسولہ اعلم — نے فرمایا اے ابوبکر کیا تم اس کو نہین جانتے حضرت

قال ابوالحسن علی بن ابی طالب — ابوبکر نے عرض کیا خدا اور خدا کا رسول زیادہ جاننے

قال ابوبکر بخ بخ لک یا ابا الحسن — والا ہے۔ فرمایا وہ ابوالحسن علی بن ابی طالب

(اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) — ہین حضرت ابوبکر نے کہنے لگے مرحبا ہو تجھ کو اے

(ایضاً سنخہ ایضاً) — ابوالحسن"

اِس حدیث کے ذیل مین امام فخرالدین رازیؒ تحریر فرماتے ہین :-

امام فخر الدین رازی کا قول علی افضل البشر ہین

ھذا الحدیث یدل علی ان علیا — یہ حدیث دال ہے کہ حضرت علیؑ ان

کان مساویا لھولاء الانبیاء فی ھذہ — صفات مین انبیاے کرام علیہم السلام کے مساوی

الصفات ولاشک ان ھؤلاء الانبیاء — تھے۔ اور اسمین کسی قسم کا شک نہین کیا جا سکتا

کانوا افضل من سائر الصحابۃ والمساوی — کہ یہ انبیاء جمیع صحابہ سے افضل تھے اور افضل کا

الافضل افضل فوجب ان یکون علی — مساوی افضل ہوا کرتا ہے اِس لئے حضرت علیؑ بھی

افضل منھم (اربعین فی اصول الدین) — اُن صحابہ سے افضل ٹھہرے"

اسی طرح اسی کتاب مین رقم طراز ہین -

ثبت بالاخبار الصحیحۃ ان المراد — اخبار صحیحہ سے ثابت ہے کہ آیۂ مباہلہ

من قولہ تعالی وانفسنا ھو علی و — مین انفسنا سے جناب علی مراد ہین اور یہ بات بھی

معلوم انه یمتنع ان یکون نفس علی هو نفس محمد صلی اللہ علیہ وسلم بعینہ فلا بد ان یکون المراد هو المساواۃ بین النفسین وبهذا یفید ان کل ما حصل لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم من الفضائل والمناقب قد حصل مثلہ لعلی ما ورآء الصفۃ النبوۃ ثم لا شک ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم افضل الخلق فی سائر الفضائل فلما کان علیا متساویا فی تلک الصفات وجب ان یکون افضل الخلق بعدہ۔ (مطالب صفحہ ۲۵۲)

معلوم ہے کہ نفس جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بعینہ نفس جناب علی علیہ السلام نہین ہو سکتا پس بالضرور یہان مساواۃ مراد ہے اور اس بات سے یہ امر حاصل ہوتا ہے کہ جو فضائل و مناقب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات بابرکت مین تھے بجز شرف نبوت کے وہی فضائل جناب علی کو بھی حاصل تھے پس اسمین شک نہین کہ آنحضرت تمام فضائل مین تمام خلقت سے افضل تھے جبکہ ان صفات مین جناب علی حضرت کے مساوی ٹھہرے تو یہ بات بھی ضرور ماننی پڑے گی کہ جناب علی بعد رسول خدا بھی افضل البشر ہین ۔

آیۂ والی ہدایہ :-

ان الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت اولٰئک ھم خیر البریۃ۔

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کرتے رہے یہی لوگ بہترین خلائق ہین۔

کی یہ تفسیر کی ہے ۔

" ابن حسکر نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ کے پاس بیٹھے تھے کہ جناب امیر سامنے سے نمودار ہوے حضرت نے دیکھتے ہی فرمایا خدا کی قسم جس کے قبضہ مین میری جان ہے یہ اور اسکے شیعہ یقینی قیامت کے دن فائز المراد ہون گے ۔ اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی ۔ اسی دن سے جب اصحاب سول حضرت علی کو آتے دیکھتے تو کہتے خیر البریہ آیا

ادو ابن عدی اور ابن عساکر نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے حضرت علی سے فرمایا کہ تم اور تمہارے شیعہ قیامت کے دن خوش اور پسندیدہ ہین۔

(دیکھو تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۳۷۹ مطبوعہ مصر)

اس موقع پر ہم اُس مناظرہ کی بھی نقل ہدیۂ ناظرین کرتے ہین جو حُرّہ بنت حلیمہ سعدیہ اور حجاج بن یوسف ثقفی سے دربارۂ افضلیت حضرات خلفا ثلثہ رضؓ اور جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام ہوا تھا اور وہ یہ ہے :-

مُناظرۂ حُرّہ اور حجّاج

مناظرہ حرہ و حجاج بن یوسف

اورد الصدوق طاب ثراہ نقلا عن جماعۃ ثقاۃ قال لما وردت حرۃ بنت حلیمۃ السعدیۃ رضی اللہ عنہا علی الحجاج بن یوسف الثقفی وجلست بین یدیہ فقال لھا انت حرۃ بنت حلیمہ قد قیل عنک انک تفضلین علیا علی ابی بکر وعمر وعثمان فقالت لقد کذب الذی قال انی افضلہ علی آدم ونوح ولوط وابراھیم وموسیٰ وداؤد و سلیمان وعیسی بن مریم فقال لھا ویلک اقول لک انک تفضلینہ علی الصحابۃ فتزیدین علیہم ثمانیۃ من الانبیاء فان لم تاتنی ببیان ما قلت لاضربت

صدوق علیہ الرحمہ ایک جماعت ثقات سے نقل کرتے ہین کہ جب حرّہ بنت حلیمہ سعدیہ حجاج بن یوسف ثقفی کے پاس آئین اور اسکے سامنے بیٹھین تو حجاج نے کہا اے حرّہ تیری نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ تو علیؑ کو ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ پر فضیلت دیتی ہے اسنے کہا کہ وہ شخص جھوٹا ہے جو یہ کہتا ہے مین تو فضیلت دیتی ہون علیؑ کو آدمؑ و نوحؑ و لوطؑ و ابراہیمؑ و موسیٰؑ و داؤدؑ و سلیمانؑ و عیسیٰؑ بن مریمؑ پر حجاج نے کہا تجھپر وای ہو مین تجھسے صحابہ پر فضیلت دینے کی وجہ سے باز پرس کرتا ہون تو انکو آٹھ انبیا کو اور زیادہ کرتی ہے اگر تو نے اپنی حجت نہ بیان کی تو مین تیری گردن اُڑا دون گا

عنقك فقالت ما انا فضلت على هؤلاء
الانبياء بل الله عزوجل فضله فى
القران عليهم فى قوله فى حق آدم
فعصى آدم ربه فغوى وقال فى
حق على وكان سعيهم مشكورا
فقال احسنت يا حرة فلم تفضلينه
على نوح ولوط قالت الله تعالى فضله
عليهما بقوله ضرب الله مثلا للذين
كفروا امرأة نوح وامرأة لوط كانتا
تحت عبدين من عبادنا صالحين
فخانتاهما وعلى بن ابى طالب
كانت زوجته بنت محمد فاطمة
الزهرا التى يرضى الله لرضاها و
يسخط بسخطها فقال الحجاج احسنت
يا حرة فلم تفضلينه على اب الانبياء
ابراهيم خليل الله فقالت الله
يفضله بقوله قال ابراهيم رب
ارنى كيف تحى الموتى قال اولم تومن
قال بلى ولاكن ليطمئن قلبى

حرہ نے کہا کہ میں نے انھین ان انبیا پر فضیلت نہین
دی بلکہ خدا نے قرآن مین ان پر فضیلت دی ہے
خداوند عالم آدم کے حق مین فرماتا ہے جس کا حاصل
یہ ہو پس آدم نے خدا کے خلاف کیا اور نقصان
اٹھایا اور علی کے حق مین فرماتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ
ان کی کوشش وسعی قابل شکریہ ہے حجاج نے کہا
احسنت۔ مگر نوح اور لوط پر کس طرح فضیلت ہے انسنے کہا
کہ خدا نے فضیلت دی ہے جیسا کہ فرماتا ہے جسکا حاصل
یہ ہے کہ خداوند تعالی کفار کیلئے زوجہ نوح ولوط کی مثال
بیان کرتا ہے کہ جو ہمارے دو نیک بندون کی تحت
تھین اور انھون نے ان کی خیانت کی اور علی
ابن ابیطالب کی زوجہ فاطمہ زہرا ہین جنکی رضامندی
سے خدا رضامند اور غضب سے خدا غضبناک ہوتا
ہے۔ حجاج نے کہا احسنت۔ اب ابوالانبیا ابراہیم
پر کس طرح فضیلت دیتی ہو۔ اس نے کہا انکے بارہ مین
ارشاد خدائے تعالی ہے جسکا حاصل یہ ہے ابراہیم نے
کہا اے پروردگار مجھے دکھا دے تو کیونکر مردہ کو زندہ
کرتا ہے ارشاد ہوا کہ کیا تو ایمان نہین لایا عرض کیا کہ
ہان ایمان تو لایا ہون لیکن اطمینان قلب چاہتا ہون

Presented by: Rana Jabir Abbas
jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

وامیرالمومنین قال قولا لم یختلف
فیہ احد من المسلمین لو کشف الغطاء
لما ازددت یقینا۔ وھذہ کلمۃ
لم یقلھا احد قبلہ ولا بعدہ قال احسنت
یاحرۃ فبم تفضلہ علی موسی کلیم اللہ
قالت یقول اللہ عزوجل فخرج منھا
خایفا یترقب قال رب نجنی من
القوم الظلمین وعلی بن ابی طالب
بات علی فراش رسول اللہ صلی اللہ
علیہ والہ لم یخف حتی انزل اللہ
فی حقہ ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء
مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد" قال
احسنت یاحرۃ قال فبم تفضلہ علی
داؤد قالت اللہ فضلہ علیہ بقولہ یا
داؤد انا جعلنک خلیفۃ فی الارض
فاحکم بین الناس بالحق ولا
تتبع الھوی" قال لھا فای شیئ
کانت حکومتہ قالت فی رجلین
احدھما کان لہ کرم

اور امیرالمومنین کا یہ ارشاد ہے جسمین کسی مسلمان نے
اختلاف نہین کیا کہ اگر پردے اٹھا دئے جائین پھر
بھی میرے یقین مین زیادتی نہین ہوسکتی۔ اور یہ کلمہ
وہ ہے کہ نہ اس سے پہلے یہ کلمہ کسی نے کہا نہ ان کے بعد
حجاج نے کہا احسنت۔ مگر موسیٰ کلیم اللہ پر کس طرح فضیلت
دیتی ہو۔ اس نے کہا کہ خداوند عالم موسیٰ کے بارے مین
بیان کرتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ وہ اپنے شہر
سے خوف کھا کر نکلے اور پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتے جاتے تھے
اور دعا کرتے تھے کہ خداوندا مجھے ظالمین سے نجات دے
اور علی بن ابی طالب رسول اللہ کے فرش پر سوئے
اور خدا نے ان کے حق مین یہ آیت نازل فرمائی
جسکا حاصل یہ ہے۔ کون ایسا شخص ہے جو اپنے نفس کو خدا
کی خوشنودی کے لئے بیچتا ہو۔ حجاج نے کہا
احسنت یاحرہ اب داؤد پر کس طرح فضیلت دیتی ہو
اُسنے کہا خدا نے فضیلت دی ہے جیسا کہ فرماتا ہے
جسکا حاصل یہ ہے کہ۔ اے داؤد ہم نے تجھے زمین پر
خلیفہ مقرر کیا ہے لوگون مین حق کے ساتھ فیصلہ کر
اور اپنی خواہش کی پیروی نہ کر حجاج نے کہا ان کا
فیصلہ کیا تھا۔ حرہ نے جواب دیا کہ دو شخص تھے ایک کا اس

Presented by: Rana Jabir Abbas
jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

وللآخر غنم فعثت الغنم فی کرم — انگورون کا باغ تھا اور دوسرے کے پاس بکریان
فرعته فلحتکما الی داؤد فقال — رات کو بکریان آکر انگور کی بیلین کھا گئین۔ یہ
تباع الغنم وینفق ثمنها علی الکرم — دونون داؤد کے پاس فیصلہ کے لئے آئے انھون نے
حتی یعود علی ما کان علیه فقال له — کہا کہ بکریان بیچ کر ان کی قیمت انگورون پر خرچ
ولده یا ابت بل یاخذ من لبنها و — کی جائے تاکہ وہ اپنی پہلی حالت پر آجائین اسوقت
صوفها فقال الله عز وجل ففهمناها — اُنکے بیٹے سلیمان نے کہا کہ اے پدر بزرگوار بلکہ انکے
سلیمان وان مولنا امیر المومنین — دودھ کی قیمت خرچ کیجائے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ
علیه السلام قال سلونی عما فوق — جسکا حاصل یہ ہے کہ ہم نے سلیمان کو اس فیصلہ کو سمجھا دیا
العرش سلونی عما تحت الارض — اور مولانا امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ
سلونی قبل ان تفقدونی وانه — پوچھو مجھ سے عرش کے اوپر کی چیزین سوال کرو مجھسے
علیه السلام دخل علی النبی صلی الله — زمین کے نیچے کی چیزون کا اور سوال کرو مجھ سے قبل
علیه وآله وسلم یوم فتح خیبر — اسکے کہ تم مجھکو گم کرو اور جبوقت کہ آپ بروز فتح خیبر
فقال النبی صلعم افضلکم — خدمت رسول اللہ مین آئے تو رسول اللہ نے
واعلمکم علی فقال لها احسنت — فرمایا کہ تم مین سب سے افضل اور اعلم علی ہے حجاج
یا حرة فلم تفضلینه علی سلیمان — نے کہا احسنت۔ مگر سلیمان پر فضیلت کیونکر ہو سکتی ہے
فقالت الله فضله بقوله رب — اُسنے کہا کہ خدا نے فضیلت دی ہے جیسا کہ فرماتا ہے
هب لی ملکا لا ینبغی لاحدٍ — جسکا حاصل یہ ہے سلیمان نے دعا کی کہ خداوندا مجھے
من بعدی" ومولنا — ایسا ملک عطا کر جو میرے بعد کسی کو سزاوار نہو اور
علیه السّلام قال یا دُنیا — مولانا امیر المومنین نے فرمایا کہ اے دنیا مین نے تجھے

طلقتك ثلثا لارجعة لی فیك فعند ذلك انزل الله علیه تلك الدار الاخرة نجعلها للذین لایریدون علوا فی الارض ولافسادا والعاقبة للمتقین قال احسنت یاحرة فبم تفضلینه علی عیسی بن مریم قالت الله فضله اذ قال الله یا عیسی انت قلت للناس اتخذونی و امی الهین من دون الله قال سبحانك الایة وعلی بن ابیطالب لما ادعوا النصیریة فیه ما ادعوا لم یعابته الله سبحانه۔ فقال احسنت یاحرة خرجت من جوابك ولولا ذلك لما كان ذلك۔

ثم اجازها واعطاها وسرحها سراحا جمیلا۔

تین طلاق دیے ہین مین تجھ سے رجوع نہین کرسکتا اسوقت آپکی شان مین خدا نے یہ آیت نازل فرمائی جسکا حاصل یہ ہے۔ یہ آخرت کا گھر اُن لوگون کیلئے ہے جو زمین مین بلندی نہین چاہتے اور نہ فساد چاہتے ہین اور حسن عاقبت متقین کے واسطے ہے۔ حجاج نے کہا احسنت مگر عیسی پر فضیلت کی کیا دلیل ہے اسنے کہا کہ خدا نے فضیلت دی ہے جیسا کہ فرماتا ہے جسکا حاصل یہ ہے۔ اے عیسیٰ کیا تو نے لوگون سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو خدا بنالینا عیسیٰ نے کہا خدا وندا تیری ذات پاک ہے اور علی بن ابی طالب کیلئے نصیریون کا دعوے خلو ہے مگر خدا نے علی بن ابیطالب سے اسکی پرسش نہین کی حجاج نے کہا احسنت یاحرہ تو اپنے جواب سے عہدہ برآ ہوئی اگر ایسا نہوتا (علی مین یہ صفات نہوتے) تو ایسا کلام نہ کرسکتی پھر اسے جائزہ دیا اور انعام دیا اور اچھی طرح سے رخصت کیا

صد حیف کہ جن خاصان الٰہی کے پیش خدا و رسول یہ مرتبے اور درجے۔ یہ عزت و منزلت ہو کہ اُن کے وسیلہ سے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہو جن کی مودت اجر رسالت قرار پائے اور جو باعث ایجاد عالم ہون جن پر صلوٰۃ کا بھیجنا ایسا لازمی اور ضروری ہو کہ نمازون مین تشہد کا خاتمہ قرار دیا جائے

حلفانے
ل رسول
ہتے اور
لطف

افسوس کہ ہمارے بھائی احکام خدا ورسول کو پس پشت ڈالکر ان اصحاب کو وصی رسول اور آل رسول پر فضیلت دین۔ جنکے ایمان و اسلام اور اعمال وافعال پر خود طعنہ زن ہوتے ہین۔ واحسرتا کہ جو خاصان خدا حسب احکام خدا ورسول کل اُمت پر ہادی و پیشوا ہون اُن کی منزلت اور وقعت اصحاب کی بدولت ایسی گھٹے کہ عوام الناس اُنکو پہچان نہ سکین کہ یہ آل رسول سے ہین۔ چنانچہ صواعق محرقہ مین طبرانی سے روایت ہے۔

جب امام زین العابدین علیہ السلام بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السّلام اسیر ہو کر ملک شام مین آئے تو دمشق کے رستہ مین ایک شامی نے آپسے کہا خدا کا شکر ہے کہ تم لوگ قتل کئے گئے۔ آپنے فرمایا اے شخص کیا تو نے آیہ کریمہ "قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ" نہین پڑھی۔ یہ سُنکر اُسنے بہت تعجب سے عرض کیا کیا وہ لوگ جن کی شان مین یہ آیت نازل ہوئی ہے آپ لوگ ہین حضرت نے فرمایا ہان وہ ہم ہی ہین۔

پس جبتک خلفا کا دور دورہ رہا آل محمدؐ کے نام ونشان اور عزت ومنزلت مٹانے مین کوشان رہے اب نبیہ ارکھے علمار اہلسنت کو جنھون نے باوجود اعتراف اس امر کے باید دانست کہ باتفاق شیعہ وسنی این حدیث ثابت است کہ پیغمبر صلعم فرمودانی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی پس پیغمبر ما این دو چیز عظیم القدر حوالہ فرمودہ است خود اور رسول کے احکام کو پہیلی سمجھ کر دوسرون کو اپنا ہادی و پیشوا ٹھہرا لیا اور باوجود اس اقرار کے مذہب کہ مخالف این دو باشد در امور شرعیہ عقیدۃً وعملاً باطل و نامعتبر است وہر کہ انکار این دو بزرگ (قرآن وعترت) نماید گمراہ وخارج از دین ست، اپنے مذہب کو سچا اور اُس فرقہ کے مذہب کو جو اپنے رسول کی وصیت کے بموجب قرآن وعترت کو اپنا امام ورہنما قرار دیتا ہے جھوٹا بتاتے ہین، اور اپنے پیشوا ؤن کے نقش قدم پر چل کر آل محمدؐ کے درجے اور مرتبہ گھٹانے مین ساعی رہتے ہین۔

المختصر ہمارے سنی بھائیون کا عمل اگر خدا ورسول کے احکام کے موافق ہوتا تو آل رسول سے منحرف ہو کر غیرون کو اپنا امام اور خلیفہ نہ بناتے اور ان حضرات کو شاہ دوسرا خاتم الاوصیا غالب کل جا

علی بن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فضیلت نہ دیتے جن کی شان مین حسب اقوال مفسرین و محدثین اہلسنت تین سو (۳۰۰) آیات الٰہی نازل ہوئی ہین۔ جس کی شان مین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا ارشاد فرمایا ہے کہ علی خدا کا ولی ہے۔ علی وہ ہے جس کو خدائے تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ علی وہ ہے جو خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے۔ علی کرار غیر فرار اور قسیم جنت و نار ہے۔ خدا نے مجھے اور علی کو اپنے نور سے خلق کیا ہے۔ علی میری کل امت پر ایسا آقا اور امام ہے کہ جس کی امامت پر خدا نے دین اسلام کی تکمیل کی ہے۔ علی مجھ سے ہے اور مین علی سے ہون۔ علی مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہین جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔ علی کے چہرے کیطرف دیکھنا عبادت ہے۔ علی کا ذکر خدا کا ذکر ہے اور ذکر خدا مین عبادت ہے۔ علی اور قرآن جنت کوثر ایک دوسرے سے جدا نہ ہون گے۔ علی روز محشر ساقی کوثر ہے۔ علی میدان حشر مین لواء حمد کا حامل ہے۔ علی کا دوست جنتی اور دشمن اسکا دوزخی ہے۔ نہین پہچانا کسی نے علی کو مگر مین نے اور خدا نے۔ اور نہین پہچانا مجھے اور خدا کو کسی نے مگر علی نے۔ علی وہ ہین کہ حضرت آدم علیہ السلام نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا:

لا الٰہ الا اللہ محمد نبی الرحمۃ وعلی سید الحجۃ

وہ دست حق اسد اللہ سرور غالب — سپہر اوج امامت کے اختر ثاقب
امام دہر مددگار حاضر و غائب — ابو الائمہ و لخت دل ابو طالب

ملے علیؑ کو وہ رتبے جو مصطفےٰ کو ملے
شرف انھین کے سب اولاد مرتضےٰ کو ملے

دیگر
کس منہ سے کرین آلِ پیمبر کی ثنا ہم — مشکل ہی کہ اک کوزہ مین دریا ہو فراہم
جب معترف عجز ملائک ہین تو کیا ہم — وہ غیرت خورشید جہانتاب۔ سہا ہم

عاجز کی زبان اور ثنا حق کے ولی کی
ذرے کو ئی گن سے تو کرے مدح علی کی

چنانچہ کتب اہلسنت مین یہ حدیث ہے ۔

عن ابن عباس قال قال رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان

البحر مدادا والاشجار اقلاما و

الانس کتابا والجن حسابا ما احصوا

فضائلك یا ابا الحسن

ابن عباس سے روایت ہی کہ جناب رسولخدا

صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اگر تمام دریا

سیاہی اور کل درخت قلم بنجائین اور سب انسان

کاتب اور تمام جن محاسب ہوجائین تب بھی اے علی تمھارے

فضائل کا شمار نہ کرسکین گے (ارجح المطالب صفحہ ۱۱)

بعض شعرا امام شافعی رح کی ارادت وعقیدت کا اظہار اس طرح کرتے ہین :-

لو لا ان المرتضی بدا محله

لکان الخلق طرا یسجدون له

اگر علی مرتضے اپنا محل ومقام ظاہر کرتے تو

عموما خلق آپ کو سجدہ کرتی

کفی فی فضل مولانا علی

وقوع الشک فیه انه الله

مولا علی کے لئے یہ فضیلت کافی ہے

انکے متعلق شک کیا جاتا ہے کہ وہ خدا ہین

ومات الشافعی ولیس یدری

علی ربه امر به الله

شافعی مرگیا مگر یہ نہ سمجھا کہ

اس کا رب اللہ ہے یا علی

اس موقع پر ہم اس مہتم بالشان مناظرہ کا ذکر کئے بغیر نہین رہ سکتے جو خلیفہ مامون رشید اور اسحٰق وغیرہ چالیس علماء اکابر اہلسنت سے ایک ہی جلسہ مین ہوا تھا ۔ اور یہ وہ مشہور مناظرہ ہے جو تمام وکمال کتاب العقد الفرید مطبوعہ مصر مین درج ہے ۔ اس کتاب کا مصنف شہاب الدین احمد ہے ۔

اور جناب مولانا السید حامد حسین صاحب اعلی اللہ مقامہ نے کتاب مستطاب عبقات الانوار مجلد حدیث طیر کے صفحہ ۲۰۶ مین مامون کے اس مناظرہ کو کتاب مذکور سے نقل فرماکر مصنف کے اعتبار کے متعلق یہ تحریر فرمایا ہے کہ :-

"شہاب الدین احمد کا، الم جلیل القدر ہونا اکابر اہلسنت نے مثل ابو نصر علی کے کتاب الاکمال مین اور علامہ ابن خلکان کے اپنی تاریخ وفیات الاعیان مین اور ابو الفدا کے تاریخ المختصر فی اخبار البشر مین اور علامۂ جلال الدین سیوطی وغیرہ وغیرہ کے تسلیم کیا ہے۔

اگر جناب ممدوح کے بیان پر اسوجہ سے کہ وہ علماء امامیہ سے ہین۔ اطمینان نہو تو شمس العلماء مولوی شبلی صاحب نعمانی کی تحریر جو الفاروق مین ہے ملاحظہ فرمائین کہ اُنھون نے اِس مناظرہ کی تصدیق اِس شد و مد سے کی ہے کہ

"مامون کا ایک مشہور مناظرہ جس مین اُسکا یہ دعوے تھا کہ تمام صحابہ مین حضرت علیؑ افضل تر ہین بڑے معرکہ کا مناظرہ ہے۔ قاضی یحییٰ بن اکثم اور چالیس بڑے بڑے فقیہ اِس دعوے کے مخالف تھے اور ادھر مامون سب کا طرف مقابل تھا۔ مناظرہ کے وقت حاکمی اور محکومی کا پردہ اُٹھا دیا گیا تھا۔ اور ہر شخص کو گفتگو مین پوری آزادی حاصل تھی صبح سے تقریبًا دو پہر تک دونون فریق مین مناظرہ ہوتا رہا۔ مگر انصاف یہ ہی کہ میدان مامون کے ہاتھ رہا۔

اِس مشہور مناظرہ کو جناب مولوی علی حیدر صاحب نے اپنے رسالہ "الکلام" ماہ شوال ۱۳۳۳ھ مین اصل کتاب سے نقل کر کے مع ترجمہ شایع کیا ہے۔ ہم رسالہ مذکور سے اُس مناظرہ کا ترجمہ اِس جگہ نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے:—

فضیلت جناب امیرؑ مین مامون الرشید کا فقہا سے مناظرہ

(عالم جلیل القدر) اسحٰق بن ابراہیم بیان کرتا ہے کہ سلطنت مامون الرشید کے قاضی القضاۃ یحییٰ بن اکثم نے میرے اور میرے چند دوستون کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ خلیفہ مامون الرشید نے مجھے حکم دیا ہے کہ کل علی الصباح اپنے ہمراہ ایسے چالیس جلیل القدر اور متبحر علماء فقہ کو لیکر اُسکے دربار مین حاضر ہون۔ جو

پختہ عقل و فہم کے ہون اور اُن سے جو سوال کیا جائے اُس کا سمجھ کر معقول جواب دین۔

پس تم لوگ اُن علماء کے نام پیش کرو جو تمھارے خیال مین مامون الرشید کی خواہش کے مطابق ہون" یحییٰ کے حکم کی تعمیل مین ہم لوگون نے چند علماء کے نام پیش کئے اور کچھ لوگون کو خود یحییٰ نے انتخاب کیا جب چالیس کی عدد پوری ہوگئی تو یحییٰ نے اُن علما کے نام لکھکر حکم دیا کہ کل صبح سویرے آپ حضرات میرے یہان تشریف لائین۔ چنانچہ دوسرے روز قبل طلوع صبح ہم لوگ یحیی کے یہان پہونچے تو دیکھا کہ وہ درباری لباس پہن کر ہم لوگون کا انتظار کر رہا ہے۔ پس ہم سب لوگ سوار ہو کر قصرِ مامون الرشید کے دروازے پر پہونچے جہان ایک دربان کھڑا تھا۔ جس نے ہم لوگون کو دیکھ کر کہا" ابو محمد! (یحییٰ) خلیفہ دیر سے آپ کے انتظار مین ہین" بعد ازان ہم لوگون کو مکان مین لے گیا اور کہا کہ آپ حضرات نماز سے فراغت کر لیجئے۔ پس ہم لوگ نماز مین مشغول ہوے لیکن ابھی تمام نہین کرنے پائے تھے کہ خلیفہ کا آدمی پہونچا۔ اور کہا کہ کمرہ کے اندر آپ حضرات تشریف لیچلین۔ جب وہان پہونچے تو دیکھا کہ خلیفہ مامون الرشید شاہی لباس پہنے۔ دوشالہ اوڑھے پٹکہ اور عمامہ باندھے ہوے اپنی مسند پر جلوہ افروز ہے۔ ہم لوگون نے وہان پہونچنے پر کھڑے ہو کر سلام کیا۔ جسکا جواب دیکر اُسنے بیٹھنے کو کہا۔ اور جب ہم مطمئن ہو کر بیٹھ چکے تو اپنے مسند سے اُترا۔ اور اپنے عمامہ اور دوشالہ کو اُتار کر معمولی ٹوپی پہن لی پھر ہم سب کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا" مین نے ان چیزون کو اس لئے اُتارا ہے کہ آپ حضرات بھی اپنے بدن سے ان پر تکلف کپڑون کو اُتار دین۔ ہان مین نے موزہ نہین اُتارا کیونکہ اس کی وجہ آپ حضرات جانتے ہین اور جس کو نہ معلوم ہو اُسے مین ابھی بتا دون"

بعد ازان مامون نے اپنے پیرون کو پھیلا دیا (یعنی بے تکلف ہو بیٹھا) اور کہا" آپ حضرات بھی اپنی ٹوپی موزہ۔ اور دوشالہ اُتار کر رکھ دین اور بے تکلف ہو بیٹھین" لیکن اسمین ہم لوگون نے تامل کیا تو یحییٰ بن اکثم نے کہا" آپ حضرات کو سرکار جو حکم دیتے ہین اُسکے بجا لانے مین آپ لوگ کچھ بھی پس و پیش

نہ کرین" تب ہم سب نے کنارہ جاکر اپنے موزے ٹوپیان اور دوشالہ اتار دیئے۔ اور مامون کی خدمت مین پھر آکر بیٹھ رہے۔ جب ہم سب مطمئن ہوگئے تو مامون نے کہا "حضرات علماء! مین نے آپ حضرات کو ایک مناظرہ کیلئے زحمت دی ہے۔ مین چاہتا ہون کہ آپ حضرات سے اُس مذہب کے متعلق مناظرہ کرون جسپر مین ہون اور جسکے مطابق خدا کی عبادت بجالاتا ہون"

ہم لوگون نے یہ سنکر متفق اللفظ کہا "بہتر ہے حضور مناظرہ کرین۔ خدا حضور کو توفیق نیک عطا فرمائے"

بعدازان اِس طرح مناظرہ شروع ہوا:—

مامون "میرا مذہب تو یہ ہے کہ رسول خدا کے بعد علیؑ بن ابیطالب سارے خلفاء سے افضل۔ اور کل آدمیون مین خلافت کے سب سے زیادہ مستحق تھے۔

اسحٰق "آپ نے حضرت علیؑ کے بارے مین جو کچھ فرمایا اس کی وجہ ہم لوگون کو تو حضرت علیؑ کی ذات مین کچھ نہین معلوم ہوتی۔ اور جب مناظرہ کے لئے بلایا ہے تو اِس دعوے کی دلیل بھی مرحمت ہو۔

مامون "اسحٰق! اچھا، خواہ مین تم سے سوال کرون۔ خواہ تم مجھ سے سوال کرو (اسحٰق کہتا ہے کہ مین نے اسی کو غنیمت سمجھا کہ خود ہی خلیفہ سے سوال کرون)

اسحٰق "نہین مین ہی حضور سے سوال کرتا ہون"

مامون "اچھا۔ پوچھو"

اسحٰق "حضور نے یہ کس دلیل سے فرمایا کہ حضرت علیؑ بعد رسول خدا صلعم کے افضل ناس۔ اور اُن سب سے زیادہ مستحق خلافت تھے"؟

مامون "اسحٰق! پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ لوگ کس سبب سے ایک دوسرے سے فضل مین بڑھ جاتے ہین اور فضل کہلاتے ہین"؟

اسحٰق "اعمال صالحہ کے سبب سے"

مامون ۔ ہان سچ ہے، اچھا یہ بتاؤ کہ ایک شخص عہد رسولؐ مین سب سے افضل رہا ہو لیکن بعد رسول خدا صلعم کے دوسرے لوگ اس سے زیادہ افضل اعمال بجا لائین تو کیا شرف و فضل مین یہ لوگ اُس سے بڑھ جائین گے؟

اسحٰق ۔ کہتا ہے کہ اس سوال کے جواب سے پریشان ہوکر مین سوچنے لگا تو مامون نے مجھ سے پھر کہا۔

مامون ۔ "اسحٰق! تم جواب مین تو ہان کہہ ہی نہین سکتے کیونکہ پھر مین اس زمانہ مین ایسے لوگون کو بتاؤنگا جن کو اُن سے زیادہ جہاد۔ حج۔ صوم و صلوٰۃ۔ صدقہ وغیرہ اعمال صالحہ کے بجا لانے کا موقع ملتا ہے تو چاہیئے کہ سب لوگ بھی اُنسے افضل ہوجائین!"

اسحٰق ۔ "حضور! بیشک زمانۂ رسولؐ خدا مین جو شخص افضل تھا اُسکے برابر پھر کوئی شخص کبھی بھی نہین ہو سکتا

مامون ۔ "اسحٰق! اچھا۔ اب دیکھو کہ تمھارے صحابۂ کرام۔ تابعین۔ محدثین۔ اور وہ علمائے جن کو ہم لوگ اپنے مذہب کا پیشوا اور ہادی سمجھتے ہین حضرت علیؑ بن ابیطالب کے فضائل مین کتنی اور کیسی کیسی حدیثین روایت کرتے ہین۔ پھر اُن احادیث سے مقابلہ کرو۔ اُن احادیث کا جو فضائل ابوبکرؓ مین محدثین سے تم کو ملی ہین۔ اگر وہ فضائل علی کے برابر ہی ہون تو بیشک تم یہ دعوےٰ کرو کہ ابوبکرؓ افضل تھے علیؑ سے نہین خدا کی قسم! بلکہ فضائل ابوبکر و عمر دونون کو جمع کرو۔ اور پھر اس مجموعہ کا مقابلہ کرو فضائل علیؑ سے۔ اب بھی اگر ابوبکر اور عمر کے فضائل زیادہ نہین۔ بلکہ صرف برابر ہی نکلین فضائل علیؑ سے جب بھی تم کو حق ہوگا ابوبکرؓ و عمر کو علیؑ سے افضل سمجھنے کا!

نہین خدا کی قسم!! بلکہ فضائل ابوبکر۔ و فضائل عمر فضائل عثمان کو جمع کرو۔ اور اگر ان سب کے فضائل کو تنہا علیؑ کے فضائل کے برابر بھی پاؤ تو بیشک کہو کہ یہ سب افضل تھے علی سے!

نہین خدا کی قسم!!! بلکہ عشرۂ مبشرہ کے فضائل کو (جنکے جنتی ہونے کی گواہی رسول خدا صلعم نے دی ہے) جمع کرو اگر ان سب کے فضائل ملکر بھی تنہا ذات علیؑ بن ابیطالب کے فضائل سے زیادہ کہا،

اُن کے برابر بھی ہو جائیں۔ اور اب علیؑ کے فضائل کا پلہ میزان نہ جھکے تو بیشک تمہارا اعتقاد صحیح ہے کہ یہ سب افضل تھے امیر المومنین علیؑ سے (ورنہ اِس خیال باطل سے باز آؤ)

مامون "اسحٰق! اچھا ان سب کو جانے دو۔ یہ بتاؤ۔ کہ جسوقت آنحضرت صلعم مبعوث برسالت ہوئے تھے اُسوقت سب سے افضل عمل کیا تھا؟

اسحٰق "خلوص دل سے کلمۂ شہادتین پڑھنا"

مامون "کیا اِسلام قبول کرنے مین سبقت کرنا افضل عمل نہین تھا"؟

اسحٰق "بیشک تھا"

مامون "کلام مجید کے اِس آیۃ والسابقون السابقون اولئک المقربون" پڑھو۔ اس مین "سابقون" سے مراد وہی لوگ ہین جنھون نے اِسلام قبول کرنے مین سبقت کی۔ تو کیا تمہارے علم مین علیؑ سے بھی قبل کوئی مسلمان ہوا تھا؟

اسحٰق "حضور! علیؑ تو کمسنی مین مسلمان ہوے تھے۔ جب کہ آنحضرت اِن کو کسی امر کی تکلیف دے ہی نہین سکتے تھے اور ابوبکر سن کمال پر پہونچکر مسلمان ہوے۔ جب اُن سے تکلیف متعلق ہو چکی تھی"۔

مامون "۔ اول مجھے یہ بتاؤ کہ کون شخص سب سے پہلے مسلمان ہوا پھر مین تم سے کمسنی یا کمال سن کے متعلق مناظرہ کرون گا"

اسحٰق "بیشک ابوبکر سے پہلے علیؑ نے اِسلام قبول کیا لیکن اسی شرط کے ساتھ (کہ وہ کمسن تھے)۔

مامون "۔ ہان ٹھیک ہے (کہ علیؑ کمسنی مین مسلمان ہوے) اب مجھے یہ بتاؤ کہ علیؑ آنحضرت کے دعوت کرنے سے مسلمان ہوے یا بغیر الہام خدا (اسحٰق کہتا ہے کہ) مامون کے اس سوال سے پریشان ہو کر مین سوچنے لگا کہ پھر مامون نے کہا اگر یہ تو کہہ ہی نہین سکتے کہ علیؑ کو الہام ہوا کیونکہ اس صورت مین علیؑ کو آنحضرتؐ سے بھی بڑھا دوگے اسلئے کہ اسوقت تک تو آنحضرت کو بھی الہام نہین ہوا تھا

بلکہ جبرئیل کے آنے سے حضرت نے اسلام کو جانا۔

اسحٰق :۔ بیشک علی کو الہام نہین ہوا بلکہ آنحضرت نے ہی اسلام کی طرف آپ کو دعوت دی۔

مامون :۔ تو اب دو حال سے خالی نہین یا تو آنحضرت نے خدا کے حکم سے علی کو اسلام کی دعوت دی ہوگی یا اپنے دل سے یہ بات بنائی ہوگی (کہ علی تم مسلمان ہو جاؤ) (اسحٰق کہتا ہے کہ اس سوال سے بھی پریشان ہو کر مین سوچنے لگا کہ پھر مامون نے کہا) اسحٰق ! رسول خدا پر تو اپنی خواہش نفس سے کلام کرنے کا الزام تم قائم ہی نہین کر سکتے کیونکہ خدا حضرت کے بارے مین فرماتا ہے" وما انا من المتکلفین" (کہدو اے رسول کہ مین اپنے دل سے بات بنانے والا نہین ہون)۔

اسحٰق :۔ بیشک ایسا نہین ہے بلکہ خدا ہی کے حکم سے آنحضرت نے علیؑ کو دعوت دی تھی۔

مامون :۔ تو کیا خدائے جبار کیلئے یہ جائز ہے کہ اپنے رسولون کو ایسے شخص کی دعوت کا حکم دے جسپر کسی قسم کی تکلیف جائز نہ ہو؟

اسحٰق :۔ معاذ اللہ ہرگز نہین"

مامون :۔ اسحٰق ! تم نے جو کہا کہ علیؑ نے کمسنی مین اسلام لائے جب اُنپر کسی قسم کی تکلیف جائز نہین تھی تو کیا اِس سے تمھارا یہ خیال ہے کہ آنحضرت صلعم نے بچون کو اسلام کی دعوت دے کر ایسے امر کی تکلیف دی جو اُن کی طاقت سے باہر تھا۔ پھر آنحضرت کی دعوت قبول کر کے مسلمان ہونے کے بعد اگر وہ بچے مرتد ہو جاتے تو کیا اُن کے مرتد ہو جانے کی کوئی سزا نہین ہوتی؟ اور کیا آنحضرت کا اُن کو کسی چیز کی تکلیف دینا جائز نہین ہوتا؟ کیا تم اس امر کو آنحضرتؐ کے بارے مین کہہ سکتے ہو؟

اسحٰق :۔ معاذ اللہ! ہرگز نہین"

مامون :۔ تو ثابت ہوا کہ تم اِس امر کے قائل ہو کہ آنحضرت نے علیؑ کو اسلام کی دعوت دے کر تمام مخلوقات پر اُن کو فضیلت دی اور بہ سبب اس فضیلت کے علیؑ کو اُن سب سے ممتاز کر دیا تاکہ لوگ آپ کے

فضائل کو سمجھین ورنہ اگر خدا نے آنحضرت کو مطلقاً بچون کی دعوت کا حکم دیا ہوتا تو مثل علیؑ کے دوسرے بچون کو بھی آنحضرتؐ نے دعوت دی ہوتی۔

اسحٰق "بیشک"

مامون "تو کیا تم کو معلوم ہے کہ رسول خداؐ نے اپنے اہل وعیال۔ اعزہ واقربا سے کسی اور بچہ کو بھی اسلام کی دعوت دی ہین یہ سوال اسلئے کرتا ہون کہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ علیؑ چونکہ چچازاد بھائی تھے اِس سبب سے آنحضرت نے اِن سے بھی مسلمان ہونے کو کہدیا۔ علیؑ کی کوئی ذاتی خصوصیت نہ تھی۔

اسحٰق "مجھ کو معلوم نہین لہذا مین نہین کہہ سکتا کہ آنحضرتؐ نے اور کسی بچے کو دعوت دی یا نہین!

مامون "اسحٰق! کیا تم سمجھتے ہو کہ جس چیز کو تم جانتے ہو اور نہ سمجھتے ہو اُسکے بارے مین قیامت مین تم سے سوال کیا جائے گا؟

اسحٰق "نہین"

مامون "تو خدا نے جس امر کی تکلیف ہم سے اور تم سے ساقط کر دی ہے اُس کا ذکر کیون کرتے ہو یعنی جب تم کو معلوم نہین کہ آنحضرت نے اپنے اہل وعیال سے اور بھی کسی بچہ کو اسلام کی دعوت دی تو تم ایسا کیون کہو۔ سمجھ لو کہ حضرت نے کسی بچہ کو دعوت نہین دی فضیلت مخصوص تھی علیؑ سے) اچھا یہ بتاؤ کہ سبقت الی الاسلام کے بعد سب سے افضل عمل کیا تھا"؟

اسحٰق "خدا کی راہ مین جہاد کرنا"

مامون "ہان سچ ہے۔ تو جہاد مین جو خدمات علیؑ نے کی ہین کیا تم اُن کو اصحاب رسولؐ سے کسی اَور مین بھی پاتے ہو"؟

اسحٰق "کس جنگ مین"؟

مامون "کسی جنگ مین"

اسحٰق "۔ اچھا جنگ بدر کو لیجئے"۔

مامون "۔ خیر یہی سہی۔ کیا اِس جنگ مین بھی علیؑ کی خدمات نے کے مقابلہ مین دوسرون کی خدمات کو بہت کم اور ہیچ نہین پاتے؟ بتاؤ تو اسمین کتنے آدمی قتل ہوے تھے"؟

اسحٰق "۔ کچھ اوپر ساٹھ مشرک"۔

مامون "۔ او۔ انمین تنہا حضرت علیؑ کے مقتولین کتقدر تھے"؟

اسحٰق "۔ یہ تو مین نہین جانتا"۔

مامون "۔ مجھ سے سنو تینتیس یا کم ازکم بائیس اور چالیس باقی کل لشکر اسلام کے"۔

اسحٰق "۔ حضور! یہ بھی تو دیکھین کہ ابوبکر آنحضرتؐ کے ہمراہ عریشہ مین تھے"۔

مامون "۔ ہان لیکن وہان بناتے کیا تھے"؟

اسحٰق "۔ تدبیر سوچ رہے تھے"۔

مامون "۔ واے ہو تم پر۔ آنحضرتؐ سے علیحدہ تدبیر سوچتے تھے یا حضرت کے ساتھ؟ اگر حضرت کے ساتھ تھے تو آیا حضرت نے اِن کو اپنا شریک کرلیا تھا یا اُن کی راے کے محتاج تھے اِن تین صورتون مین سے تم کس کو تجویز کرتے ہو۔

اسحٰق "۔ معاذاللہ! نہ حضرت سے علیحدہ سوچتے تھے نہ حضرت کے شریک ہوکر اور نہ آنحضرت اِن کی راے کے محتاج تھے۔؟

مامون "۔ بھائی! تو آخر عریشہ مین بیٹھنے کی فضیلت کیا ہوئی؟ پھر جو شخص آنحضرت کی حفاظت مین تلوار سے لڑرہا ہو کیا وہ اِس آرام کے ساتھ بیٹھنے والے سے بھی افضل نہوگا؟

اسحٰق "۔ حضور! جہاد تو سارا ہی لشکر کر رہا تھا (علیؑ) کی خصوصیت کیا تھی؟

مامون "۔ ہان یہ سچ ہے کہ سب جہاد کرتے تھے لیکن جو شخص تلوار سے لڑتا ہو آنحضرت اور آپکے ساتھ

چین سے بیٹھنے والون کی حفاظت کرتا ہو وہ بیٹھنے والے سے تو ضرور ہی افضل ہے۔ کیا تم نے
کلام مجید مین نہین پڑھا ہے "لایستوی القاعدون من المؤمنین الخ" یعنی معذور لوگون
کے سوا گھر مین بیٹھ رہنے والے اور جان و مال سے خدا کی راہ مین جہاد کرنے والے ہرگز برابر نہین
ہو سکتے (بلکہ) جان و مال سے جہاد کرنے والون کو گھر مین بیٹھے رہنے والون پر درجہ مین خدا نے
فضیلت دی ہے اور اگرچہ خدا نے سب ایمانداروں سے احسان کرنے کا وعدہ کیا ہے مگر جہاد
کرنے والون کو خانہ نشینون پر ثواب عظیم کے اعتبار سے خدا نے بڑی فضیلت دی ہے۔
(سورۂ نساء آیۂ ۹۵)

اسحٰق "لیکن ابوبکر اور عمر بھی تو مجاہد تھے (کیونکہ اسی ارادہ سے جنگ مین آئے تھے)"

مامون "تو جو لوگ اس جنگ مین آئے ہی نہین اُنپر ابوبکر و عمر کو فضیلت تھی یا نہین؟"

اسحٰق "ضرور تھی"

مامون "اسی طرح جس نے اپنی جان معرض ہلاکت مین ڈال کر قتال کیا وہ بھی افضل ٹھہرا ابوبکر اور
عمر سے (جو ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہے)"

اسحٰق "ہان یہ بھی درست ہے"

مامون "اسحٰق! اچھا تم قرآن تو پڑھتے ہوگے؟"

اسحٰق "جی ہان"

مامون "ذرا سورۂ ہل اتی" تو مجھے سناؤ"

اسحٰق کہتا ہے کہ مین نے اس سورہ کی تلاوت کی اور جب "ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا
ویتیما و اسیرا" تک پہونچا تو مامون نے کہا:-

مامون "ذرا ٹھہر ٹھہر کر۔ ہان یہ آیات کس کی شان مین نازل ہوئی ہین؟"

اسحٰق "علیؑ بن ابیطالب کی شان مین"

مامون "کیا تم کو اس امر کا علم ہے کہ علیؑ نے جب مسکین و یتیم و اسیر کو کھانا کھلایا تھا تو کہا تھا "انما نطعمکم لوجہ اللہ"، اور کیا تم نے سنا ہے کہ جیسے خدا نے علیؑ کی مدح کی ہے ویسی اور بھی کسی کی مدح کی؟

اسحٰق "نہ علیؑ نے "انما نطعمکم لوجہ اللہ" کہا تھا اور نہ کسی اور کی ایسی مدح قرآن مین نازل ہوئی"۔

مامون "ہان سچ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا خود حضرت علیؑ کی سیرت سے واقف تھا۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ تم اس امر کی گواہی دیتے ہو یا نہین کہ عشرۂ مبشرہ جنتی ہین"۔

اسحٰق "ہان گواہی دیتا ہون"۔

مامون "اگر کوئی شخص کہے کہ مجھے معلوم نہین یہ حدیث صحیح ہے یا نہین یا آنحضرت نے اس کو فرمایا یا نہین تو کیا اس کہنے سے وہ کافر ہو جائے گا؟

اسحٰق "معاذ اللہ ہرگز نہین"۔

مامون "اچھا اب اگر یہی شخص کہے کہ مجھے معلوم نہین۔ سورۂ ہل اتی خدا کا کلام ہے یا نہین۔ تو اس کہنے سے وہ کافر ہو جائے یا نہین؟

اسحٰق "ہان ضرور ہو جائے گا"۔

مامون "تو دونون قولون مین فرق کی وجہ بتاؤ! اچھا اسحٰق! تم حدیث بھی روایت کرتے ہو؟

اسحٰق "جی ہان"۔

مامون "تمھین حدیث طیر کا بھی پتہ ہے"۔

اسحٰق "جی ہان ہے"۔

مامون "بیان تو کرو"۔

اسحٰق کہتا ہے کہ مین نے حدیث طیر کو بیان کیا تو مامون نے کہا۔

مامون "اسحٰق! مین تم سے یہ سمجھ کر بحث کرتا تھا کہ تم حق کے دشمن نہین ہو لیکن اب حق سے تمھاری

دشمنی واضح ہوگئی۔ تم کو یقین ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے؟

اسحٰق "۔ ہان یقین ہے کیونکہ اِس کی روایت اُن محدثین نے کی ہے جن کی حدیثین رد نہین ہوسکتین۔

مامون "۔ تو تمھاری سمجھ مین یہ بات آتی ہے کہ جس شخص کو یقین ہو کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ پھر بھی وہ خیال کرے کہ امت رسولؐ مین علیؑ سے بھی افضل کوئی شخص تھا اُسکو تین امرمین سے ایک کا ضرور قائل ہونا پڑے گا یا یہ کہ آنحضرت کی دعا خدا نے قبول نہین کی (یعنے خدا نے اُس شخص کو نہیں بھیجا جس کو وہ سب سے زیادہ دوست رکھتا تھا) یا یہ کہ افضلِ خلق کے رہتے ہوئے خدا مفضول کو سب سے زیادہ دوست رکھتا تھا (کیونکہ اُس نے علیؑ کو بھیجا اگر اُن سے افضل کوئی تھا تو اُسی کو بھیجنا چاہیئے تھا تاکہ معلوم ہوتا خدا اسی کو سب سے زیادہ دوست رکھتا ہے) یا یہ کہ خدا کو افضل و مفضول مین تمیز نہین تھی کیونکہ اس نے علیؑ ہی کو بھیجا۔ پس تم اِن تینون باتون سے کس کے قائل ہوتے ہو؟ (اسحٰق کہتا ہے کہ یہ سنکر مین پریشان ہوا اور سوچنے لگا کہ پھر مامون نے کہا)۔

"اسحٰق! اِن تین باتون سے تو کسی کے تم قائل نہین ہوسکتے ورنہ مین تم سے توبہ کراؤن گا۔ ہان کوئی چوتھی صورت اسکی تاویل مین ہو تو بیان کرو۔

اسحٰق "۔ اس کے جواب سے مین عاجز ہون لیکن ابوبکر کی بھی تو کوئی فضیلت ہے؟

مامون "۔ بیشک کیونکہ اگر اُن مین کوئی بھی فضل نہو تو یہ کہنا ہی لغو ہوجائے کہ ابوبکر سے علیؑ افضل ہین اس لئے کہ افضل تو وہ ہوتا ہے جس مین دوسرے سے زیادہ فضل ہو یعنی مفضول مین کم اور افضل مین زیادہ فضل ہوتا ہے لیکن اس وقت تو کوان کی کسی فضیلت سے۔

اسحٰق "۔ آیہ غار جس مین ارشاد ہے" ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا" اس مین خدا نے ابوبکر کو آنحضرت کا ساتھی کہا"

مامون "۔ اسحق ! مین تمھین کسی مشکل راہ کی طرف نہین لے چلون گا۔ بیشک خدا نے ابو بکر کو آنحضرتؐ کا ساتھی کہا۔ لیکن خدا نے ایک کافر کو بھی ایسے شخص کا ساتھی کہا ہے جس سے خدا خوش اور جو خدا سے خوش تھا۔ وہ خدا کا قول یہ ہے " فقال لہ صاحبہ وھو یحاورہ الآیۃ" یعنی اُس کا ساتھی جو اُس سے باتین کر رہا تھا کہنے لگا کہ کیا تو اُس پروردگار کا منکر ہے جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا پھر تجھے درست آدمی کر دیا۔ (سورۂ کہف آیۂ ۳۷ جزو ۱۵)

اسحٰق ۔ لیکن یہ ساتھی تو کافر تھا اور ابو بکر مومن تھے۔

مامون "۔ یہی تو مطلب ہے کہ جب خدا نے ایک کافر کو ایسے شخص کا ساتھی قرار دیا جس سے خدا خوش تھا تو یہ بھی جائز ہے کہ وہ اپنے نبی کا ساتھی کسی مومن کو قرار دے لیکن اِس سے وہ شخص افضل المومنین نہین ہو سکتا اور نہ حضرت ثانی نہ حضرت ثالث (افضل المومنین ہو سکتے ہین)

اسحٰق "۔ حضور ! ابو بکر کی شان کا آیۂ غار نہایت جلیل القدر ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے دو مین کے دوسرے (پیغمبر) اُسوقت جبکہ یہ دونون غار مین تھے اور پیغمبر اپنے ساتھی سے کہتے تھے کہ حزن واندوہ نہ کرو بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

مامون "۔ اسحٰق ! جبتک مین تمھاری پوری خبر نہ لون گا تم مانو گے نہین۔ اچھا بتاؤ ابو بکر کا حزن کیا چیز تھی خوشی یا غضب"؟

اسحٰق "۔ یہ حزن آنحضرت کے سبب سے تھا حضرت ہی کے بارے مین ابو بکر کو خوف وغم تھا کہ کوئی مصیبت نہ واقع ہو"۔

مامون "۔ میرے سوال کا جواب یہ نہین ہے بتاؤ کہ وہ حزن کیا چیز تھی خوشی یا غضب"۔

اسحٰق "۔ خدا کی رضا تھی"۔

مامون "۔ تو معلوم ہوا کہ خدا نے ہم لوگون کی طرف ایسا رسول بھیجا جو رضاے خدا سے لوگون کو منع کرتا تھا"۔

اسحٰق "معاذ اللہ یہ کیونکر؟

مامون "کیا تم نے ابھی نہین کہا کہ ابوبکر کا حزن و اندوہ کرنا خدا کی رضا تھی۔

اسحٰق "بیشک کہا ہے"

مامون "تو کیا تم نہین دیکھتے کہ قرآن مین ہے۔ رسولؐ خدا نے فرمایا "لاتحزن" "حزن نہ کرو اس طرح حزن سے منع کیا (حالانکہ اس حزن کو) رضائے خدا قرار دیتے ہو تو آنحضرتؐ مانع رضائے خدا ہوئے

اسحٰق "معاذ اللہ! مجھ سے کیا غلطی ہوگئی"

مامون "اسحٰق امین تمہارے ساتھ رفق و مدارات سے پیش آتا ہون شاید تم راہِ حق دیکھ لو اس سبب سے کہ تم کثرت سے خدا کی پناہ چاہتے ہو اب یہ بتاؤ کہ خدا نے جو فرمایا ہے فانزل اللہ سکینتہ علیہ (خدا نے اُنپر اپنی تسلی نازل کی) اس سے مراد رسولؐ خدا ہین یا ابوبکر؟

اسحٰق "نہین رسول خدا صلعم مراد ہین"

مامون "ٹھیک ہے۔ اب آیہ "ویوم حنین" (یعنی خدا نے تمہاری۔ حنین مین بھی کی جب تم اپنی کثرت پر بھروسے تھے تو یہ کثرت تمہارے کچھ بھی کام نہ آئی بلکہ میدان جنگ تم پر تنگ ہوگیا پھر تم لوگ بھاگ کھڑے ہوئے تو خدا نے اپنی تسلی اپنے [illegible] نازل کی اسکے متعلق بیان کرو کہ آیا ان مومنین سے کون لوگ مراد ہین؟

اسحٰق "مجھے نہین معلوم"

مامون "جنگ حنین مین کل مسلمان بھاگ گئے تھے اور آنحضرتؐ کے ہمراہ بنی ہاشم سے سات آدمیون کے سوا کوئی بھی ثابت قدم نہ تھا ان مین سے علیؑ تو تلوار لئے آنحضرتؐ کی حفاظت مین لڑ رہے تھے عباس حضرت کے خچر کی لگام تھامے تھے اور باقی پانچ شخص آپ کو گھیرے ہوئے تھے کہ کفار سے آپ کو کوئی زخم نہ لگنے پائے یہی حالت رہی یہان تک کہ خدا نے اپنے رسولؐ کو

ظفریاب کیا پس مومنون سے اِس آیہ مین خاصکر علیؑ اور وہ لوگ مراد ہین جو بنی ہاشم سے اُسوقت حاضر خدمت تھے۔ تو اب بتاؤ جو اُسوقت آنحضرتؐ کے پاس تھا وہ افضل ہی یا وہ لوگ جو جان بچا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور خدا نے کسی جگہ اُن کو پایا ہی نہین تاکہ اپنی تسلی اُن پر بھی نازل کرے"؟

اسحٰق "نہین افضل وہی شخص ہے جسپر خدا نے اپنی تسلی نازل کی"۔

مامون "۔ بتاؤ کہ جو شخص آنحضرتؐ کے ہمراہ غار مین تھا وہ افضل ہے یا وہ شخص جو آنحضرتؐ کے بستر پر سویا اور جس نے اپنی جان ہلاکت مین ڈال کر حضرت کو بچا دیا جس کے سبب سے آنحضرت ہجرت مین کامیاب ہوگئے۔ خداوند عالم نے آنحضرتؐ کو حکم دیا تھا کہ تم اپنے بستر پر سونے کے لئے علیؑ سے کہو اور یہ کہ وہ اپنی جان سپر کرکے تم کو بچائین چنانچہ آنحضرت نے علیؑ سے اِس کو کہا تو وہ رونے لگے۔ آنحضرت نے پوچھا "علیؑ کیا تم موت کے خوف سے روتے ہو"؟ حضرت علیؑ نے جواب دیا۔ خدا کی قسم اِس سبب سے مین نہین روتا بلکہ آپ کے سبب سے کہ کہین مصائب مین نہ مبتلا ہون۔ اچھا مین سو رہون تو آپ کی جان بچ جائے گی؟ حضرت نے فرمایا "ہان ضرور بچ جائے گی؟ تب علیؑ نے (خوش ہوکر کہا) "یا حضرت پھر کیا پرواہے مین نہایت اطمینان سے سوؤن گا اور انتہاے مسرت سے اپنی جان دونگا اور آپ کو بچاؤن گا"۔ بعد ازان آنحضرت کی خوابگاہ مین تشریف لائے اور حضرت کی چادر اوڑھ کر سو رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد مشرکین قریش نے آکر آپ کو اِس خیال سے گھیر لیا کہ آپ ہی رسول خدا صلعم ہین اور سب نے یہ طے کر لیا تھا کہ قریش کے ہر قبیلہ سے ایک ایک شخص تلوار کا ایک ایک وار آنحضرتؐ پر لگائے تاکہ بنی ہاشم کسی خاص قبیلہ سے حضرت کے خون کا قصاص نہ لے سکین اور باوجودیکہ علیؑ مشرکین کے اِن کل مشورون کو سُن رہے تھے اور دیکھ رہے تھے کہ یہ سب انکی

جان لینے پر آمادہ ہین لیکن ان اُمور سے آپکے ابرو پر ذرا بھی بل نہ آیا اور کچھ بھی خوف نہ کیا
بلکہ اطمینان سے جان دینے کیلئے سوتے رہے حالانکہ ابوبکر ذراسی بات پر غارمین
ڈر کر رونے لگے تھے۔ اِسیطرح علیؑ نہایت صبر اور اطمینان سے دیر تک سوتے رہے بعدازان
خداوند عالم نے اپنے ملائکہ مقربین کو آپکے پاس بھیجدیا جو صبح تک آپ کی نگہبانی کرتے رہے
صبح کو جب آپ اُٹھے تو مشرکین قریش نے آپ کی طرف دیکھکر کہا محمدؐ کہان ہین؟ علیؑ نے
جواب دیا کہ "مجھے کیا معلوم کہ آنحضرت کہان تشریف فرما ہین" تب اُن لوگون نے کہا علی! معلوم
ہوتا ہی کہ رات ہی سے تم اپنی جان کے دشمن بنے ہوے ہو" (یعنی رات ہی سے یہان سے ہوے تھے)
پس اسیطرح مرتے وقت تک ہر واقعہ مین علیؑ لوگون سے افضل ہی ثابت ہوتے رہے اور کسیوقت
کسی فضیلت مین بھی کسی شخص سے کم نہین ہوے۔ اچھا اسحٰق! تم حدیث غدیر بھی روایت کرتے ہو؟

اسحٰق "حضور! ہان"

مامون "اُس کو بیان تو کرو (اسحٰق کہتا ہے کہ مین نے حدیث غدیر بیان کی تو پھر مامون نے کہا)
اسحٰق! تم بھی دیکھتے ہو کہ اِس حدیث نے علیؑ کے بارے مین ابوبکر اور عمر پر اُس چیز کو واجب
کیا جو ابوبکر و عمر کے بارے مین علیؑ پر واجب نہین تھی (یعنی ابوبکر و عمر پر خدا نے واجب کیا کہ
علیؑ کو اپنا مولا سمجھین اور علی پر واجب کیا جائز بھی نہین ہوا کہ وہ ابوبکر اور عمر کو اپنا مولیٰ سمجھین"۔
اسحٰق "لوگ بیان کرتے ہین کہ اِس حدیث کا باعث زید بن حارث ہے کیونکہ اُس کے اور علی کے
درمیان مین کچھ اختلاف ہوگیا تھا جس سے علیؑ کی ولایت کا وہ منکر ہوگیا ہے پس آنحضرت
صلعم نے ارشاد فرمایا کہ "مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ"
مامون "تو اس حدیث کو کس مقام پر فرمایا تھا "کیا حجۃ الوداع" سے لوٹتے وقت (خم غدیر مین) نہین فرمایا تھا"؟
اسحٰق "ہان اُسی موقع پر ارشاد فرمایا تھا"

مامون "تو اگر زید بن حارثہ اِس واقعۂ غدیر کے قبل ہی شہید ہو چکے ہون تو تم کیونکر اِس سبب کو حدیث غدیر کا باعث قرار دوگے (کیونکہ تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ جنگ موتہ مین جو ۸ھ مین ہوئی تھی زید بن حارثہ شہید ہو چکے تھے۔ اور حدیث غدیر کو آنحضرتؐ نے ۱۰ھ کے آخر مین بیان فرمایا ہے) اچھا اب یہ بتاؤ کہ اگر تمھارا کوئی لڑکا جو صرف ۱۵ سال کا ہو کہے" جو میرا مولا ہے وہ میرے ابن عم کا بھی مولا ہے۔ لوگو! اِس بات کو یاد کر لو تو کیا تم کو یہ بُرا نہین معلوم ہوگا کہ تمھارا لڑکا ایسی لغو بات لوگون کو بتائے جس کو لوگ خود جانتے ہین اور جس کا انکار بھی نہین کرتے۔

اسحٰق "ضرور بُرا معلوم ہوگا"

مامون "تو کیا تم جس بات کو اپنے لڑکے تک کے لئے پسند نہین کرتے اُسکو رسول خدا صلعم کیلئے پسند کرتے ہو؟ واے ہو تم لوگون پر اپنے علماء کے بندے نہ ہو جاؤ! خداوند عالم نے کلام مجید مین فرمایا ہے "اتخذوا احبارھم الآیہ" یعنی ان لوگون نے خدا کو چھوڑ کر اپنے عالمون اور زاہدون کو اپنا پروردگار بنا ڈالا (سورۂ توبہ آیہ ۳۲) حالانکہ اُن لوگون نے نہ علماء و زہاد کی نماز پڑھی اور نہ اُن کا روزہ رکھا اور نہ یہ خیال کیا کہ وہ لوگ پروردگار ہین۔ چونکہ اُن علماء نے جو کہا اُسے مان لیا اسی سبب سے خدا نے یہ فرمایا، اچھا اسحق! تم اِس حدیث کی بھی روایت کرتے ہو کہ فرمایا آنحضرتؐ نے یا علیؑ "انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ" علی تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے"

اسحٰق "ہان مین نے اس حدیث کو سُنا ہے اور اُن لوگون کو بھی سنا ہے جو اس کو صحیح کہتے ہین۔ اور جو اس کا انکار کرتے ہین"

مامون "تو ان دونون مین کون لوگ زیادہ معتمد ہین جنھون نے اِس کو صحیح کہا یا جنھون نے اس سے

انکار کیا؟

اسحٰق "وہ لوگ جنھون نے صحیح کہا ہے"

مامون "تو کیا ہو سکتا ہے کہ آنحضرتؐ نے اسکو مزاح سے فرمایا ہو؟

اسحٰق "معاذاللہ! ہرگز نہین"

مامون "تو پھر ایسی بات کہی جسکے کوئی معنی ہی نہین ہے جسکا سمجھنا ممکن نہین"

اسحٰق "معاذاللہ! یہ بھی نہین"

مامون "کیا تم نہین جانتے ہارون [illegible]

اسحٰق "ہان جانتا ہون"

مامون "تو کیا سبب تھا کہ آنحضرتؐ نے حقیقی بھائی [illegible] تھے

اسحٰق "نہین"

مامون "اور [illegible]

اسحٰق "بیشک ہے"

مامون "پس علیؑ نہ تو آنحضرتؐ کے حقیقی بھائی تھے [illegible] تھے حالانکہ ہارون میں یہ دونون صفتین تھین (یعنی ان دونون صفتون مین تو علیؑ ہارون کے شابہ ہین نہین) تو اب حضرتؐ کے قول "انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ" کے معنی کیا ہوئے؟

اسحٰق "آنحضرتؐ نے اس حدیث سے علیؑ کو صرف خوش کرنا چاہا تھا کیونکہ منافقین نے کہا تھا کہ آنحضرتؐ علیؑ کو مدینہ مین اس سبب سے چھوڑ گئے کہ حضرتؐ ان سے دل مین کچھ ناراض تھے"

مامون "تو آنحضرتؐ نے ایک مہمل بات سے علی کو خوش کرنا چاہا؟" (اسحٰق کہتا ہے کہ اس سوال سے پریشان ہوکر مین سوچنے لگا تو پھر مامون نے کہا) اسحٰق! اس تشبیہ کا معنی تو کلام مجید مین صاحت سے موجود ہے

اسحٰق "حضور! وہ کیا"؟

مامون "حضرت موسیٰ کی زبانی خدا نے جو فرمایا ہے" قال موسیٰ لاخیہ ھارون" الایہ یعنی موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ تم میری قوم مین میرے جانشین ہو اور اُن کی اصلاح کرنا اور فساد کرنے والون کے طریقہ پر نہ چلنا (سورہ اعراف آیہ ۱۴۲)

اسحٰق "حضور! موسےٰ نے ہارون کو اپنی قوم کا خلیفہ اُسوقت کیا تھا جب وہ زندہ تھے اور خدا کے حکم سے کوہ طور پر گئے تھے۔ اِسیطرح رسول خدا صلعم نے جنگ تبوک مین جاتے وقت علیؑ کو اپنا خلیفہ اپنی حیات مین کیا تھا"

مامون "نہین نہین۔ تم جو کہتے ہو ایسا نہین ہے۔ بتاؤ کہ جب حضرت موسیٰ ہارون کو خلیفہ کر کے طور پر گئے تھے تو آپ کے اصحاب یا کل بنی اسرائیل سے کوئی شخص بھی ساتھ گیا تھا؟

اسحٰق "نہین"

مامون "اور تمام اُمت پر اُن کو خلیفہ کیا تھا یا نہین؟

اسحٰق "ہان تمام اُمت پر کیا تھا۔

مامون "لیکن جب آنحضرت غزوۂ تبوک مین تشریف لیجانے لگے تو سوائے ضعفا و عورات و اطفال کے اور بھی کسی کو مدینہ مین چھوڑا تھا؟ پھر یہ واقعہ حضرت موسیٰ کے مثل کیونکر ہوا؟ (کیونکہ کوہ طور پر تو موسیٰ تنہا گئے اور رسول خدا صلعم غزوۂ تبوک مین مع اصحاب و انصار کے تشریف لیگئے۔ دونون مین فرق واضح ہے پس یہ قیاس مع الفارق ہے) اور اس حدیث کا دوسرا مطلب بھی مجھے معلوم ہے جو کلام مجید ہی سے نکلتا ہے اور جو دلیل قوی ہے اس امر کی کہ آنحضرتؐ نے علیؑ کو اپنا خلیفہ مطلق قرار دیا تھا۔ اِس دلیل کو کوئی شخص بھی رد نہین کر سکتا اور نہ مجھ سے پہلے کسی نے اِس دلیل کو پیش کیا ہے بلکہ مین سمجھتا ہون کہ خدا نے اپنے فضل خاص سے مجھے عطا فرمایا ہے"

اسحٰق "حضور! وہ کیا"؟

مامون "یہ حضرت موسیٰ کا وہ قول ہے جس کو خدا نے ذکر کیا ہے کہ "واجعل لی وزیرا" الآیہ" یعنی خداوندا! تو میرے کنبہ والون سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنادے اُن کے ذریعہ سے میری پشت مضبوط کردے اور میرے کام مین اُسے میرا شریک بنا۔ تاکہ ہم دونون کثرت سے تیری تسبیح کرین اسی طرح رسالتمآب صلعم نے فرمایا کہ علیؑ! تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے تم میرے وزیر اور وہ بھائی ہو جس سے خدا نے میری پشت مضبوط کردی اور جس کو میرے کام مین شریک کردیا تاکہ ہم دونون اُسکی کثرت سے تسبیح کرین۔ اب کیا کسی شخص مین قدرت ہے کہ اس معنیٰ کے علاوہ اور کوئی مطلب اس حدیث کا بیان کرے جس سے نہ آنحضرت کا قول باطل ہو نہ وہ مہمل اور لغو قرار پائے"؟

اسحٰق کہتا ہے کہ اسیطرح مناظرہ ہوتا رہا یہانتک کہ بہت طول ہوگیا۔ اور دوپہر ہوگئی۔ پس یحییٰ بن اکثم نے کہا حضور نے طالبان خیر کیلئے حق کو واضح کرکے بیان کردیا اور ایسے دلائل سے اپنے دعوی کو ثابت فرمایا جن کو کوئی رد نہین کرسکتا ہے" اسحٰق کہتا ہے یہ سنکر مامون ہم لوگون کی طرف متوجہ ہوا اور کہا "اور تم لوگ کیا کہتے ہو"؟ پس ہم سب لوگون نے کہا "ہم لوگ بھی حضور ہی کے ہم کلام ہین" تب مامون نے کہا "خدا کی قسم اگر آنحضرت نے یہ نہ فرمایا ہوتا کہ لوگون کی باتون کو مان لیا کرو تو مین ہرگز تمھاری بات نہ مانتا (کیونکہ تم دل سے اسکا اقرار نہین کرتے ہو) خداوندا مین نے اِن لوگون کو اچھی طرح نصیحت کردی اور امر بالمعروف کے فریضہ کو ادا کردیا۔ خداوندا! مین محبت و ولایت علیؑ کے ذریعہ سے تیرا تقرب چاہتا اور اسی دین کا پیرو ہون" انتہی فقط

اب اِس بحث کو ہم قصیدہ مصنفہ جناب شاہ علی حسن اشرفی جائسی رحمۃ اللہ علیہ کے چند شعار پر

ختم کرتے ہین جسمین جناب امیر علیہ السلام کے مناقب اور اُن احادیث کا ترجمہ ہے جو مولائے کونین کی شان مین ہین

قصیدہ

قصیدہ
عروۃ الوثقیٰ

چہ سمد خالقِ بیچون بہ نعتِ صاحبِ لولا — کنم قرطاس را گلگون بوصفِ عروۃ الوثقیٰ

امیر المومنین حیدر سراج السالکین حیدر — امام المتقین حیدر وصیِ مصطفےٰ حقا

امام المومنین مولا علی بن ابیطالب — ان وصهِ حبیبِ کبریا دشوہرِ زہرا

امام المتقین یعسوبِ دین نامآورِ صفین — یداللہ شاہِ مردان شیرِ یزدان افضل اعلا

علی کہف الوریٰ جامہ علی شمس الضحیٰ خامہ — علی بدر الدجیٰ نامہ علی صدر العلا الامضا

علی شوق و علی ذوق و علی فوق و علی فائق — علی نجد و علی مجد علی زہد و علی تقویٰ

علی خیر علی افضل علی کامل علی اکمل — علی آخر علی اوّل علی دنیا علی عقبیٰ

علی خیر الوریٰ شوکت محمد مصطفےٰ صولت — شفیع المذنبین دولت امام المسلمین طغرا

علی و احمد حق گو بہ معنی یک بظاہر دو — نبی دریا نبی فرد و علی دریا علی یکتا

محمد رو محمد خو محمد بو محمد جو — محمد دیسو و ابرو محمد عارض و سیما

نبی عدل و نبی خصلت نبی فیض و نبی احسان — نبی اصل و نبی نسل و نبی صورت نبی معنیٰ

نبی سیرت نبی خصلت نبی رفعت نبی عظمت — نبی ہیبت نبی سطوت نبی قوت نبی یارا

نبوت را ازو نصرت ولایت را ازو رفعت — شہادت را ازو عزت امامت را ازو مبدا

عرب پر نور از رویت عجم مسرور از رویت — فروغ طور از رویت ہمہ شیرب شہ بطحا

زہے عشرت زہے شادی خوشا اعراس و دا می — نبی منذر علی ہادی نبی اولا علی مولا

روانش حق توانش حق سانش حق زبانش حق — علی حق جسم و جانش حق علی یعلو ولا یعلیٰ

شہِ دین شہ مردان ز یک نور اند نورافشان — ز نبی این ز نبی آن نبی فرد و علی یکتا

بیاران گفت پیغمبر کہ وحی خالق اکبر — رسانم من باحمد ندارد دیگرے یارا
نبی شہر علوم و در علے اش فاتح خیبر — اگر باشی تو خواہش گر زباب شہر اندر آ
نبی از گفتہ داور ہمہ مسدود کردہ در — کہ وا می شد مسجد در مگر باب علے مولا

محب ایزد و احمد محبش احمد و ایزد — بود کرارش بیحد بود فرارش عنقی
پے ہر انسی و جانی بہ نص خاص قرآنی — خدا اول ولی۔ ثانی نبی۔ ثالث علی مولا
اگر پرسی زجاہ او بخوان من کنت مولاہ — بیک معنی است در ہر دو درین مولی درآن مولی
عبث در معنی من کنت مولا میدوی ہر سو — علے مولا باین معنی کہ پیغمبر بود مولی

زہے مغرب زہے مطلع یکی اعلے یکے ارفع — نبوت را نبی مقطع امامت را علے مبدا
پس از حمد خدا فایق وجودت مصحف ناطق — ولایت از ازل عاشق امامت تا ابد شیدا
توئی اکرم توئی اعظم توئی عالم توئی اعلم — توئی ہارسم توئی اقدم توئی حاکم توئی اقضی
توئی فاروق دہم فایق توئی صدیق دہم صاحب — توئی دائم بحق ناطق توئی ہر دم بحق گویا۔
توئی اصل توئی فرع۔ توئی شرع و توئی قرآن — توئی ایمان توئی عرفان توئی رمز و توئی طوبی
توئی شاہ و توئی سلطان توئی قیصر توئی خاقان — بہ بابت قیصر و خاقان ایاز و تنبرت آقا
تو آن بدرے کہ بے نور تو ناقص مجمع انجم — تو آن صدرے کہ بے رای تو فاسد مجلس شورے

خطاب یا امن والاہ مخلص را کند خوشدل
عتاب یا عدو من عاداہ دشمن را کند رسوا

اللھم صل علی محمد و آل محمد

قال

پانچوین دلیل

اس امر کو سب مسلمان تسلیم کرتے ہین کہ مکہ اور مدینہ اسلام کی ابتدا اور ترقی کے مقام ہین اور ان دونون جگہون کو سب دنیا سے بڑھ کر عزت ہے ایک خدا کا گھر اور رسول کا مولد۔ دوسرا حضرت کا شہر اور آپ کا مدفن ہے مکہ معظمہ مین بنیاد اسلام کی قائم ہوئی اور مدینہ منورہ مین اُس کی ترقی ہوئی اور ان دونون جگہ کی بزرگی ایسی ہے کہ کبھی کوئی مذہب باطل پھر ان مین جاری نہ ہوگا اور دجال ملعون کا بھی گذر ان مین نہ ہوگا۔ پس ہم کو غور کرنا چاہیئے کہ ان دونون شہرون کے رہنے والے اب تک اصحاب کی نسبت کیا اعتقاد رکھتے ہین۔ جو کچھ اعتقاد ہو اُسی کو اصل ایمان سمجھنا چاہیئے۔

مکہ مدینہ کی بابت ایسی ہے کہ انمین کوئی باطل مذہب جاری نہ ہوگا

پس خدا کے فضل سے اِن دونون شہرون کے رہنے والے بلکہ تمام عرب کے باشندون کا جو اعتقاد صحابہ کی نسبت ہے وہ ظاہر ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

اقول اور

ان مقدس مقامات کی پاکی ترویج مذاہب باطلہ کی مانع نہین ہو

مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے متبرک مقام ہونے مین کس کو کلام ہے مگر ان مقامات کی پاکی اور برکت سے یہ لازم نہین آتا کہ اصحاب معلومین بھی تمام اُمت سے مرتبہ مین اعلےٰ و افضل اور ایمان و اسلام مین کامل تھے بلکہ اسی دلیل سے ان کی فضیلت و خلافت کا بطلان ہوتا ہے جیسا کہ آگے مذکور ہوگا۔ نیز ان مقامون کی بزرگی و پاکی مانع ترویج مذاہب باطلہ نہین ہوسکتی۔ مکہ معظمہ کی منزلت و حرمت کی ابتدا

امر ماسلف کا فرکر بکذشت خبس کرنا

ولادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت سے نہین ہے بلکہ وہ مقام بوجہ بیت اللہ ہونیکے حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے متبرک ہے۔ چنانچہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین مکہ پر وارد ہوے تو آپ کو پروردگار عالم نے حکم دیا کہ زمین حرم پر ایک گھر بناؤ اور اُسکے گرد طواف کرو پس حسب الارشاد ایک گھر بنایا گیا جب وہ تیار ہوگیا تو خداوند متعال نے بہشت سے حجر اسود بھیجا۔ جو اِس گھر مین ایک مقام پر رکھا گیا حضرت آدم علیہ السلام اِس گھر کے طواف کیلئے ہر سال ہند سے جایا کرتے تھے۔ پس اگر اُس گھر کی پاکی و برتری مانع ترویج مذاہب باطلہ ہوتی تو لازم تھا کہ امم انبیاے ماسلف اُسکو پاک رکھتین۔ مگر بخلاف اسکے اُنھون نے اُس پاک گھر کو شرک و کفر و فسق و فجور سے نجس کردیا۔

حضرت ابراہیم کا بیت اللہ کا پاک کرنا اور پھر اس کا نجس ہونا

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے لیکر تا عہد حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا کے گھر مین نجاست کی یہی حالت رہی بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ مین تو بیت اللہ طرح طرح کی نجاستون سے ایسا بھرا ہوا تھا کہ خداوند متعال نے حضرت ابراہیم و حضرت اسمعیل علیہما السلام کو حکم دیا کہ ہمارے گھر کو رکعین و ساجدین و طائفین کیلئے پاک کرو۔ جیسا کہ اس آیۂ وافی ہدایہ سے ظاہر ہے:۔

وعهدنا الى ابراهيم واسمعيل — اور ابراہیم اور اسمعیل سے فرمایا کہ

ان طهرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود

ہمارے گھر کو طواف کرنے والون اعتکاف کرنے والون اور رکوع اور سجود کرنے والون کے لئے پاک وصاف رکھو۔

سورۃ البقرہ ع ۱۵

صاحب تفسیر حسینی اس آیت کی تفسیر یہ کرتے ہین :-

فرمان فرستادیم بسوے ابراہیم و اسمٰعیل کہ ہم نے ابراہیم و اسمٰعیل کے پاس حکم بھیجا کہ ہمارے

پاک سازند خانہ مارا از اسناء و انجاس و خباثت و گھر کو بتون اور خباثتون اور خباثت سے پاک

وصی و جنب و حیاض برائے طواف کنندگان۔ سے طواف کرنے والون کے لئے پاک وصاف کرو۔

اور تاریخ روضۃ الصفا مین ہے کہ

"حجر اسود جس وقت بہشت سے نازل ہوا تھا اس کا رنگ دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ مگر بنی آدم کی خطاون کے باعث سے بوجہ تاثیر دست گنہ گاران سیاہ ہوگیا۔

جب حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام بیت اللہ کو از نو پاک و صاف کر چکے تو بہ انقضاء زمانہ حضرت اسمٰعیل کی بنی آدم نے اس پاک گھر مین پھر بت پرستی شروع کردی جب قوم جرہم تسلط ہوا تو وہ بیت اللہ کے تحائف بھی چرا کر لے جاتے تھے۔ ان کے بعد دوسری قوم آئی اسنے تو خانہ کعبہ کو صنم خانہ ہی کر دیا۔

یہ حالات تو اس پاک گھر کے قبل ولادت باسعادت حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اب عہد رسالت کی کیفیت سنیئے کہ جب مہر رسالت و شمس نبوت کے نور سے عالم روشن و منور ہوا اسوقت تمام دنیا مین عموماً اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین خصوصاً تاریکی شرک و کفر کی پھیلی ہوئی تھی اور بنی آدم طرح طرح کے مذہبی و اخلاقی برائیون اور خرابیون کے خوگر ہو گئے تھے اور بالخصوص اس پاک جگہ مین جہان سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم متولد ہوے تھے خاص خدا کے گھر مین اس درجہ بت پرستی ہوتی تھی کہ

لعنت بروے
دس سال ہمہ
مت اللہ کرد!

کفار و مشرکین نے اُس کو صنم خانہ بنا رکھا تھا جو تین سو ساٹھ بتون سے بھرا ہوا تھا جنکے نام "ہبل" "لات" "عزّیٰ" وغیرہ وغیرہ رکھے تھے اور ہر ایک قبیلہ اپنے اپنے بت کو معبود سمجھ کر پرستش کیا کرتا تھا، آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روز تولد سے چالیس سال تک خدا کے گھر مین ان ناپاکیون کو ملاحظہ کرتے اور تنفر فرماتے رہے۔ چالیس برس کے بعد جب غار حرا مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزول وحی ہوا یعنی خدائے عزوجل نے آپ کو نبوت و رسالت کا مرتبہ و درجہ بخشا تو آپنے پوشیدہ طور سے اپنے عزیزون و رشتہ دارون کو اسلام کی دعوت دی جب بہ فرمان الٰہی عام طور سے اعلاء کلمۃ اللہ کیا تو مشرکین وکفار جو اپنے اپنے اصنام ہی کو معبود سمجھتے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن ہوگئے اور یہانتک آپ کو ایذائین اور تکلیفین پہونچائین کہ آخر کار آپ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت کر گئے۔ اور اس زمین کو اپنی سکونت سے شرف بخشا بعثت نبوی کے بعد بھی دس سال تک مکہ معظمہ مین بت پرستی کا اس قدر زور تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے ساتوین برس عمرہ کرنے کو مکہ معظمہ مین جانا چاہا تو کفار مکہ نے باوجودیکہ چودہ سو اصحاب ہمراہ رکاب تھے جانے نہ دیا۔ چنانچہ آیۂ وافی ہدایہ :-

ومن اظلم ممن منع مساجد ا	اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو خدا
الله ان یذکر فیها اسمه وسعی	کے سجدون مین اُنکا نام لیے جانے سے (لوگون کو)
فی خرابها اولئك ماکان لهم ان	روکے اور ان کی بربادی کے درپے ہو ایسون ہی
یدخلوها الا خائفین پارہ اول ع ۱۵	کو اس مین جانا مناسب نہین مگر سہمے ہوے۔

اسپر شاہد ہے اور اس کا ذکر سورہ فتح مین بھی ہے جس کو انشاء اللہ ہم دوسری جلد مین مفصل لکھین گے جب مکہ پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح پائی تو ولی خدا نے دوش پاک رسول پر معراج پاکر

خدا کے گھر کو کیا تیرگیِ کفر سے پاک	علے کے زور کا غل تھا زمین سے تا افلاک

حسام خوف سے تیرے مشرکون کے دل صد چاک　　اذان جو دی تو ہوے شاد سید لولاک

حرم مین جس طرف کی وازان کی جاتی تھی

صدا ے کلمۂ طیب اُدھر سے آتی تھی

عہد یزید مین مکہ و مدینہ کی بیحرمتی

واضح ہو کہ جس طرح امم سابقہ خدا کے گھر کو نجس کرتی رہین اُسیطرح ختم الانبیا علیہ الاف التحیۃ والثنا کے بعد بھی وہ خانۂ خدا نجس کیا گیا اور کفار و مشرکین کے ہاتھون سے نہین بلکہ سچے اسلام لانے والون اور پکے ایمان والون اور انھین پاک جگہ کے رہنے والون کے ہاتھ سے ہوا جنکے عقائد کو اہل سنت اصل ایمان سمجھتے ہین چنانچہ کتب تواریخ مین مثل تاریخ ابن قتیبہ و جذب القلوب وغیرہ منقول ہے کہ

بعد قتل جناب امام حسین علیہ السلام کہ مدینہ یزید بن معاویہ کے حکم سے تباہ و برباد کیا گیا۔ ہر طرح کی بدعتین اور فسق و فجوران مقدس مقامات مین ہونے لگے۔ تین سو باکرہ لڑکیون کی عصمت لی گئی سات سو مہاجر و انصار اور عام مقتولین جن کی تعداد دس ہزار تک ہے قتل کئے گئے۔ کعبۂ معظمہ تباہ کیا گیا بیت اللہ کو منجنیق سے مار کیا۔ بعد موت یزید حصین بن نمیر نے جو یزید کے لشکر کا ایک افسر تھا عبداللہ بن زبیر کے پاس قاصد بھیجا کہ ہمین طواف خانۂ کعبہ کی اجازت دو تو اُس نے کہا کہ کیا تم نے بجز اینٹ اور پتھر کے کچھ باقی چھوڑا ہے۔ عبدالملک بن مروان کے عہد خلافت مین بھی ان پاک جگہون کی بیحرمتی ہوئی۔ چنانچہ حجاج بن یوسف نے جس کو عراق اور حجاز کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اسی خاص حرم کعبہ مین عبداللہ بن زبیر کو ذبح کیا کعبۃ اللہ کا پردہ جلا دیا گیا۔ پتھرون کی بوچھار سے کعبہ کا ایک حصہ گرا دیا

(دیکھو تاریخ اعثم کوفی روضۃ الصفا وغیرہ)

اس واقعہ کو جناب شاہ صاحب نے بھی لکھا ہے جس کی نقل یہ ہے :-

"جب عبدالملک نے مصعب بن زبیر پر فتح پائی چاہا کہ فوج عبداللہ بن زبیر کے مقابلہ کو مکہ مین

بھیجے۔ لوگون نے غور کیا کہ حرم محترم مین جدال وقتال حرام ہے وہان جاکر کیونکر لڑین۔ آخر اکیدن حجاج بن یوسف نے عبدالملک کے سامنے بیان کیا کہ مین نے خواب مین دیکھا ہے کہ عبداللہ بن زبیر کا سر مین نے کاٹ لیا ہے۔ عبدالملک نے جانا کہ حجاج مکہ جانے کو عبداللہ بن زبیر کے مقابلہ مین تیار ہے اس نے جلد ایک لشکر حجاج کے پاس نام کرکے مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا حجاج طائف کا رہنے والا تھا وہان آکے اور فوج جمع کرکے متوجہ مکہ معظمہ کا ہوا اور وہان سرگرم قتال و جدال ہوا اور بالکل آداب مکہ معظمہ اور حرم محترم چھوڑ کر نہایت بے ادبی اور گستاخیون پر کمر باندھی یہان تک کہ تمام حرم محترم کو شہیدون کے خون سے رنگین کیا اور عبداللہ بن زبیر کو بھی شہید کیا۔

(ترجمہ سر الشہادتین صفحہ ۳۹)

اب بھی ان پاک جگہون مین مذہب باطلہ جاری ہین

الغرض اعدائے دین ہمیشہ خدا کے گھر کو از عہد آدم تا ایندم نجس کرتے رہے اور جس طرح انبیائے سلف کے زمانہ مین پاک مقامات مین مذاہب باطلہ کا رواج رہا اسی طرح بعد رحلت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آجتک بہت سی پاک جگہون مین مذہب حقہ امامیہ اثنا عشریہ کے ساتھ دیگر مذاہب بھی مثل زیدیہ۔ وہابیہ۔ اسمٰعیلیہ۔ کیسانیہ۔ حنفیہ۔ شافعیہ۔ حنبلیہ۔ صوفیہ۔ قادریہ وغیرہ وغیرہ جاری ہین بلکہ خود فرقہ اہلسنت والجماعت کے چار مصلے مکہ معظمہ مین قائم ہین یعنی۔ مالکی۔ حنبلی۔ حنفی۔ شافعی اور باہم ان مین جس قدر اختلاف ہے وہ ظاہر ہے۔ پس اگر ان پاک جگہون کی پاکی و بزرگی کے یہی معنی ہین کہ کوئی مذہب باطل ان مین جاری نہین ہوسکتا تو یا تو ان کل فرقون اور منافقون کے نفاق اور مشرکین و کفار کے شرک و کفر کو اصل ایمان سمجھین! صحابہ کی فضیلت سے دست بردار ہون۔

مکہ و مدینہ مخزن شرک و کفر ہے

الحاصل اگر مکہ معظمہ مدینہ منورہ کی پاکی مستلزم ایمان ہوتی تو ان پاک جگہون مین ایک متنفس بھی مشرک و کافر نہ ہوتا حالانکہ یہ پاک مقامات از ابتدائے آدم تا ایندم مشرکین و کفار۔ اور منافقین فاسقین۔ فاجرین۔ ضالین و مضلین کے معدن و مخزن رہے بلکہ ان پاک جگہ کے رہنے والے تو کفر و

نفاق مین اپنا مثل و نظیر نہ رکھتے تھے اور یہ ہم نہین کہتے ہین بلکہ خود اللہ جل شانہ فرماتا ہے :-

الاعراب اشد کفرا و نفاقا — اعراب کفر و نفاق مین زیادہ سخت

(سورۂ توبہ - رکوع ۱۲) — ہین -

اور منافق بھی ایسے کہ جن کا نفاق خود خدا کے رسول پر بھی نہ کھلا اور نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان منافقون کو پہچانا جیسا کہ آیۂ کریمہ :-

وممن حولکم من الاعراب منفقون — اور ان لوگون سے کہ گرد تمھارے ہین

ومن اھل المدینۃ مردوا علی النفاق — گنوارون سے منافق ہین اور بعضے لوگ مدینہ کے

لا تعلمھم نحن نعلمھم سنعذبھم مرتین — سرکشی کرتے ہین اوپر نفاق کے تو نہین جانتا

ثم یردون الی عذاب عظیم — ان کو ہم جانتے ہین ان کو عذاب شتاب کرینگے

(ایضا رکوع ۱۳) — ہم ان کو دوبارہ پھر بڑے عذاب کی طرف پھیرینگے

سے منکشف ہوتا ہے وہ اپنے نفاق مین ایسے پکے تھے کہ جس وقت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے آتے تھے تو آپ کی نبوت و رسالت کی تصدیق کرتے تھے اور جب اپنی جماعت کے ساتھ ملکر بیٹھتے تو کہتے تھے کہ ہم تو تمھارے ساتھ ہین رسول سے تو ہم استہزا کرتے ہین دیکھو آیۂ کریمہ

واذا لقوا الذین امنوا قالوا — اور جب ان لوگون سے ملتے ہین جو ایمان

امنا واذا خلوا الی شیاطینھم قالوا — لا چکے ہین تو کہتے ہین کہ ہم تو ایمان لا چکے اور

انا معکم انما نحن مستھزؤن — جب اپنے شیطانون سے تخلیہ کرتے ہین تو کہتے ہین

پ ۱ سورۃ بقر ع ۱۲ — کہ ہم تو تمھارے ساتھ ہین ہم مسلمانون سے ٹھٹھا

کرتے ہین -

چنانچہ خدائے پاک نے ان منافقون کے نفاق و عداوت سے اپنے پیغمبر کو متعدد آیات اور خاص سورۂ المنافقین

کے ذریعے آگاہ فرمایا ہے۔

اذا جاءك المنفقون قالوا نشهد	اے رسول جب تمہارے پاس منافقین
انك لرسول الله والله يعلم	آتے تو کہتے ہین کہ ہم تو اقرار کرتے ہین کہ آپ
انك لرسوله والله يشهد ان	یقینًا خدا کے رسول ہین اور خدا بھی جانتا ہے
المنفقين لكذبون ۝ اتخذوا ايمانهم	کہ آپ یقینی خدا کے رسول ہین مگر خدا ظاہر کئے
جنة فصدوا عن سبيل الله ط	دیتا ہے کہ یہ لوگ ضرور جھوٹے ہین ان لوگون
انهم ساء ما كانوا يعملون ذلك	نے اپنی قسمون کو سپر بنا رکھا ہے لوگون کو خدا
بانهم امنوا ثم كفروا فطبع على	کی راہ سے روکتے ہین یہ لوگ جو کام کرتے ہین
قلوبهم فهم لا يفقهون ۝ واذا	برے ہین یہ اس سبب سے کہ ایمان لائے پھر کافر
رايتهم تعجبك اجسامهم ط وان	ہوگئے ان کے دلون پر مہر لگا رکھی ہے تو اب
يقولوا تسمع لقولهم ط كانهم	یہ سمجھتے نہین اور جب ان کو دیکھو گے تو
خشب مسندة ط يحسبون كل صيحة	ان کا قد و قامت تمہین بھلا معلوم ہوگا اور
عليهم ط هم العدو فاحذرهم	اگر گفتگو کرینگے تو ایسے کہ تم توجہ سے سنو گویا
قاتلهم الله انى يؤفكون	وہ دیوارون سے لگائی ہوئی لکڑیان ہین
	ہر چیخ کی آواز کو سمجھتے ہین کہ انھین پر ہے
سورة المنافقون	یہی لوگ تمہارے دشمن ہین تم ان سے بچتے رہو خدا
پارہ ۲۸	انپر لعنت کرے یہ کہان بہکے پھرتے ہین

واہ کیا خوب عقیدہ ہمارے بھائیون کا ہے کہ جو لوگ اپنے کفر و نفاق مین شہرۂ آفاق ہین انھین کے عقائد کو اصل ایمان سمجھتے ہین حالانکہ بتخانون کے رہنے والے تو شمع رسالت کی شعاعون سے

تاریکی شرک و کفر سے نکلکر اپنے دل نور ایمان سے روشن اور منور کر گئے مگر خاص ان پاک جگہون کے رہنے والے جماعت کی جماعت اور گروہ کے گروہ کفر و شرک ہی پر جمے رہے ؎

حسن بصرہ۔ بلال از حبش صہیب از شام ز خاک مکہ ابو جہل این چہ بوالعجبی

واعجباہ کہ بتخانون کے رہنے والے تو خدا کے گھر کی پاکی اور رسول اور آل رسول کی حرمت و عزت کا پاس و ادب کرین مگر صد افسوس کہ خود اصحاب جو خاص انھین مقامات کے رہنے والے تھے۔ جو حسب اعتقاد اہلسنت شمع رسالت کے پروانے تھے جنکے اسلام لانے سے اسلام کو عزت ہوئی۔ جو فلک اسلام کے مہر و ماہ تھے۔ انھون نے ہادی اسلام اور اس جگہ کی پاکی اور بزرگی کا کچھ بھی لحاظ و پاس نہ کیا۔ کہ اپنے پیغمبر کی بیٹی کے گھر کو جس کو خدا نے عرش و کرسی کے برابر درجہ دیا تھا جلا دینے پر مستعد ہوئے اسرار رسول اور نفس رسول کو باغی و مفسد ٹھہرایا۔ وصی رسول کو کشان کشان دربار خلافت مین لیگئے بیعت نہ کرنے مین قتل کئے جانے کی دھمکی دی۔ قریب سو برس تک آل رسول اور اولاد بتول پر مسجدون مین بالائے منبر تبرا ہوتا رہا۔ نمازون مین آل رسول کی تباہی کے مشورے کرتے رہے۔ چنانچہ انھین مقدس مقامات سے جنگ جمل کی بناء ہوئی۔ انھین پاک مقامات کے رہنے والون نے بحیلہ خون بہا حضرت عثمان رضی غنی وصی رسول سے جدال و قتال کیا۔ اسی پاک جگہون مین فرزند رسول زمن جناب امام حسن علیہ السلام کو زہر سے ہلاک کیا۔ اور خاص مسجد نبوی اور روضۂ اطہر کے سامنے جنازے پر تیرون کا مینھ برسایا اور حجرۂ رسول اللہ مین دفن نہ ہونے دیا۔ اُن پاک جگہون کے رہنے والے مخالفین رسول و آل رسول کی بیعت کرتے رہے اور ایذا رسانی و ہلاکت آل رسول مین اُن کے ممد و معاون اور اپنے خلفاء کے معین رہے۔ انھون نے یزید بن معاویہ کی بیعت کی اور سبط رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام نے بیعت نہ کی تو انھین مقدس مقامات مین اُن جناب کے قتل کی تدبیر کی آخر خود اُن جناب نے بیت اللہ کی بیحرمتی کے خیال سے وہان قیام نہ فرمایا اور کوفہ روانہ ہو گئے۔ حالانکہ

بعد سوال آل رسول کی بیحرمتی انھین پاک جگہون مین ہوئی

خدا نے فرمایا ہے:-

ومن دخلہ کان اٰمنا جو اس گھر مین داخل ہوگا امن سے رہے گا

لیکن اُن جناب کو وہان پناہ نہ ملی بعد شہادت سید الشہدا علیہ السلام جب کچھ لوگ یزید کو خلافت سے معزول کرنے لگے تو حضرت عبداللہ بن عمر نے جن کو بقول شبلی صاحب (ابتداے عمر مین گنجینۂ مُراد مل چکا تھا) اپنے اقربا و اتباع کو جمع کرکے یہ کہا:-

کہ مین نے آنحضرتؐ سے سُنا ہے کہ روز قیامت ہر غادر کے واسطے ایک جھنڈا کھڑا کیا جائے گا مین نہین جانتا کہ کوئی غدر اس سے زیادہ تر ہو کہ جس سے ہم نے خدا و رسول پر بیعت کی ہو اسی سے قتال و جدال کرین پس جو کوئی بیعت یزید سے خلع کرے گا تو مابین اُسکے اور ہمارے جدائی ہو جائے گی۔

غرض ع "چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی" افسوس اکثر مسلمانون نے ایمان و اسلام کا جامہ پہنکر غدر۔ مکر۔ تزویر۔ دغا۔ فریب۔ نفاق۔ شقاق۔ اور حرص و ہوا کو دین خدا مین دخل دے کر اسلام کی عزت اور حرمت پر داغ لگایا ؎

بخمار خانہ رفتم ہمہ پاکباز دیدم چو بصومعہ رسیدم ہمہ یافتم دغائے

حاصل یہ کہ جنکے دلون مین ایمان نہو اُن کو پاک جگہون مین رہنے سے کچھ عزت نہین مل سکتی۔ کفار و منافقین اگر کعبہ ہی مین رہین اور وہین مرین اور بجاے حجر اسود اُن کو رکھین تب بھی کفر و نفاق کی نجاست سے پاک نہون گے ؎

خرِ عیسیٰ اگر بہ مکہ رود چون بیاید ہنوز خر باشد

اب رہا یہ امر (جو کچھ اہل مکہ و مدینہ اصحاب کی نسبت اعتقاد رکھتے ہون اُسی کو اصل ایمان سمجھنا چاہیئے) تو یہی دلیل بطلان فضیلت صحابہ ثلثہ پر دال ہے۔ اگر اہل سنت تعصب چھوڑکر خود اصحاب کبار اور مہاجرین و انصار کے

قولہ
جو اعتقاد اہل مکہ و مدینہ کا اصحاب کی نسبت ہو اسکو اصل ایمان سمجھنا چاہیے۔

اہل مکہ و مدینہ کے فائد خلفاء کے ارے مین

اُن عقائد پر جو اُن اصحاب ثلثہ رض کی نسبت رکھتے تھے غور کرین تو روشن ہوگا کہ وہ لوگ اُن حضرات کو نہ قابل فضیلت سمجھے اور نہ مستحق خلافت جیسا کہ کتب حدیث و سیر اہلسنت مین واضح طور پر مرقوم ہے جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ

جس وقت جناب سرور کائنات فخر موجودات صلعم کی رحلت کی خبر مدینہ مین پھیلی تو اس کو سنتے ہی قبائل انصار سقیفہ بنی ساعدہ مین جمع ہوگئے اور سعد بن عبادہ کی خلافت پر اجماع کیا اتنے مین حضرت ابوبکر رض و عمر اپنے پیغمبر کو بے گور و کفن چھوڑ کر سقیفہ پہونچے اور انصار سے حجت و تکرار کی۔ اور اپنے آپ کو خلافت کا مستحق بتایا لیکن انصار نے قاطبۃً ان حضرات کی خلافت و فضیلت سے انکار کیا آخر یہ حجت و تکرار اس حد کو پہونچی کہ قریب تھا تلوارین میان سے نکل آئین اُن حضرات کے مجمع مین سے جب کسی ایک نے بھی ان حضرات کا انتخاب نہ کیا۔ تب حضرت عمر رض نے یہ رنگ دیکھ کر بقول شمس العلماء شبلی نعمانی جھٹ پٹ حضرت ابوبکر رض کو مسند خلافت پر بٹھا دیا اور اُن کا ہاتھ پکڑ کر پہلے خود بیعت کی پھر دوسرون سے لی مگر اسپر بھی بقول صاحب روضۃ الاحباب بعض انصار یہ کہتے ہوے ؎

ز مشرق تا بہ مغرب گر امام است
علی و آل و اولادش تمام است

بغیر بیعت کیے سقیفہ سے اُٹھ کر چلے گئے۔

اور خود صحیح بخاری مین موجود ہے کہ حضرت عمر نے حالات یوم سقیفہ بیان کرتے ہوے فرمایا ہے

وخالف عنا علی والزبیر ومن معھما — یعنی علی اور زبیر اور اُنکے ساتھیون نے ہمسے مخالفت کی

جناب شمس العلما شبلی نعمانی بھی حضرت عمر کا یہ قول اس طرح تحریر فرماتے ہین کہ

"ہماری سرگذشت یہ ہے کہ جب خدا نے اپنے پیغمبر کو اُٹھا لیا تو انصار نے قاطبۃً ہماری

مخالفت کی اور سقیفہ مین جمع ہوے اور علیؑ و زبیر اور اُن کے ساتھیون نے ہمسے مخالفت کی

(الفاروق حصہ اول صفحہ ۵)

اور خالد بن سعید بن ابی العاص جو صحابہ کبار سے تھے اُن کا حال اسد الغابہ مین یہ لکھا ہے :-

"یہ قدیم الاسلام یعنی پانچوین مسلمان ہین ان کے باپنے اسلام کی وجہ سے ان کو بہقدر مارا کہ لکڑی ٹوٹ گئی اور گھر سے نکال دیا مسلمانون نے جب حبش کی طرف ہجرت کی تو یہ بھی چلے گئے جب مہاجرین کے ساتھ یہ مدینہ واپس آئے تو جناب رسول خدا صلعم نے ان کو یمن پر صدقات وصول کرنیکے لئے مامور فرمایا۔ بعد وفات رسول اللہ صلعم یہ مدینہ آئے تو جناب خلیفہ صاحب اول نے کہا کہ تم کیون چلے آئے۔ جواب دیا کہ ہم اور ہمارے بھائی بند غیر کی بیعت نہ کرینگے

اسیطرح قبائل عرب نے بھی بیعت سے انکار کیا جن کو ارتداد کا جرم لگا کر قتل کیا۔ اور آگ مین جلادیا اور خالد بن سعید بن عاص سلمان۔ ابوذر۔ مقداد۔ عمار بن یاسر۔ ابوالہشیم سہل بن حنیف۔ ابوایوب انصاری وغیرہ وغیرہ جو اصحاب جلیل القدر تھے اُن کے کلمات مخالفت بیعت سقیفہ کے متعلق بکثرت منقول ہین جنمین بعض نے تو علانیہ کہا کہ یہ خلافت علی کا حق ہے۔ کیا تم بروز جنگ بنی قریظہ رسول اللہ صلعم کا یہ ارشاد بھول گئے کہ :-

"اے گروہ مہاجرین و انصار ہم تمکو وصیت کرتے ہین اس کو یاد رکھو کہ ہمارے بعد علی تم سب کے امیر ہین اور ہمارے خلیفہ ہین"

آل رسول اور بنی ہاشم جن سے مکہ و مدینہ کو شرف تھا اور گروہ اصحاب مین ممتاز تھے ان بزرگوارون کی بیعت نہ کرنے کا حال تو جناب شبلی صاحب ان الفاظ مین رقمطراز ہین کہ

"بنی ہاشم اپنے ادعا پر ڈٹے رہے اور حضرت فاطمہ کے گھر مین وقتاً فوقتاً جمع ہوکر مشورہ کیا کرتے تھے حضرت عمر نے بزور بیعت لینی چاہی لیکن بنو ہاشم حضرت علیؑ کے سوا اور کسی کے آگے

سر نہان جھکا سکتے تھے"

جناب امیر المومنین علیہ السلام اور جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے جو فدک و میراث
کے بارے مین اُن حضرات سے کی تھی وہ من وعن کتب صحاح وغیرہ مین درج ہے جس کا خلاصہ
یہ ہے کہ "جب قنفذ غلام خلیفہ صاحب اول نے نفس رسول کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ آپکو
امیر المومنین بلاتے ہین تو نفس رسول نے فرمایا یہ ایسا دعوے ہے جس کا کسی طرح ان کو حق نہین ہے
اور جب وہ جناب بجبر دربار خلافت مین لائے گئے اور آپ سے بیعت کیلئے کہا گیا تو آپنے حضرات
ممدوحین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اس دنیا کے پیچھے تم لوگ کس قدر جلد حق سے منحرف ہوگئے کہ خلافت کو
رسول اللہ کے گھر سے نکالکر اپنے گھر لیگئے حالانکہ نہ تم رسول اللہ کے قرابت مند ہو نہ خلافت کے مستحق"

خود آپنے بھی آیات بینات کے حصہ دوم مین جناب امیر علیہ السلام کے خطبہ شقشقیہ کی نقل
درج کرکے ان جناب کے خیالات کا اظہار کردیا ہے جو حضرت ابوبکرؓ صدیق کی خلافت کے بارے مین
تھے جس کی نقل یہ ہے :-

اور سب سے بڑھکر جناب امیر المومنین کا خطبہ شقشقیہ ہے اور یہ وہ خطبہ ہے جس کو امامیہ قرآن مجید
کے برابر سمجھتے ہین اور اُس کی صحت مین شبہہ کرنا گویا قرآن مین شبہہ کرنا خیال کرتے ہین اُسمین
حضرت امیر فرماتے ہین۔

اما واللہ لقد تقمصھا فلان وانہ لیعلم ان محلی منھا محل القطب من الرحی ینحدر عنی
السیل ولا یرقی الی الطیر فسدلت دونھا ثوبا وطویت عنھا کشحا وطفقت ارتائی بین
ان اصول بید جذاء او اصبر علی طخیۃ عمیاء یھرم فیھا الکبیر ویشیب فیھا الصغیر
ویکدح فیھا مومن حتی یلقی ربہ فرأیت ان الصبر علی ھاتا احجی فصبرت وفی العین
قذی وفی الحلق شجی یعنی جب کہ ابوبکرؓ نے خلافت لے لی باوجودیکہ وہ خوب جانتے تھے

حاء
ابوبکر کا گھر
خلافت کا ہونا
ن

ا ہم

ہ ہم

کہ نظام خلافت کا مدار مجھ پر ہے اور تمام علوم اور حکمتین اور تدبیرات اور تصرفات مجھ سے خلق پر
ایسے نازل ہوتے ہین جس طرح کسی بلند پہاڑ پر سے پانی گرتا ہو۔ میرے کمالات کو کوئی نہین
پہونچ سکتا۔ اور جب میرے اس درجے کو جان کر خلعت خلافت خود پہن لیا تو مین نے صبر کا جامہ
پہنا اور اُس کی طلب سے ہاتھ کھینچا اور اُس کی طرف التفات نہ کیا کیون کہ مین نے اِس معاملہ
مین خوب فکر کی اور اچھی طرح اس پر غور کیا کہ دو کامون مین سے مجھے ایک کام کرنا چاہئے یا تو
کٹے ہوے ہاتھ سے حملہ کرنا یعنی بے معاون و ناصر کے ان سے مقابلہ یا صبر و شکیبائی اختیار کر کے
چپ رہجانا اور بھی اُس تاریکی کی حالت پر جس مین اُمور خلافت مشتبہ ہو رہے ہون اور لوگ قعر
ضلالت مین مثل اندھون کے گر رہے ہون اور نیز ایسے زمانہ تک جس مین جوان بوڑھا اور بچہ جوان
ہوجاوے اور مومن رنج و مصیبت اُٹھاتا رہے یہانتک کہ اپنے خدا سے ملے۔ ان دونون راہون
پر جب مین نے غور کیا تو مجھے یہی مناسب معلوم ہوا کہ اُس شدت و ظلمت مین صبر کرنا قرین قیاس ہے
اِس لئے مین نے صبر کیا اور منازعت اور محاربے کو چھوڑا حالانکہ میری آنکھون مین خار کھٹکتا تھا
اور یہ حالت دیکھکر میرا عیش منغص تھا۔

اہل مکہ و مدینہ کی ناراضی بسبب خلافت حضرت عمرؓ سے

کیا انھین پاک مقامات کے رہنے والون کا حضرت عمر کی نسبت یہ عقیدہ نہ تھا کہ
جس وقت رحلت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت عمرؓ کو خلیفہ کیا تو اصحاب اس
خبر کو سنکر حضرت صدیقؓ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ خدا کو کیا جواب دینگے جو ایک تند مزاج اور
مغلوب الغضب کو ہم پر خلیفہ کرتے ہین۔ آپکے سامنے ان کے ستم کیا کم تھے جبکہ خود خلیفہ ہون گے تو
کیا کچھ نہ کرین گے۔

اگر ہمارے بیان مین شبہہ ہو تو الفاروق کے صفحہ ۵۶ مین یہ عبارت ملاحظہ کرلو۔

"سب سے پہلے عبدالرحمن بن عوف کو بلاکر پوچھا انھون نے کہا کہ عمرؓ کی قابلیت مین

کیا کلام ہے لیکن مزاج مین سختی ہے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ ان کی سختی اسلئے تھی کہ مین نرم تھا پھر حضرت عثمانؓ کو بلا کر پوچھا تو اُنھون نے کہا ہم لوگون مین ان کا جواب نہین جب اس بات کے چرچے ہوے تو بعضون کو تردد ہوا چنانچہ طلحہؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے جاکر کہا آپ کے موجود ہوتے عمرؓ کا ہم لوگون کے ساتھ کیا برتاؤ تھا اب وہ خود خلیفہ ہون گے تو خدا جانے کیا کرینگے آپ اب خدا کے ہان جاتے ہین یہ سوچ لیجئے کہ خدا کو کیا جواب دیجئے گا۔

مجلس شوریٰ جو حضرت عمرؓ کی وصیت کے بموجب ان کے وفات کے بعد منعقد ہوئی تو حضرت عبدالرحمن میر مجلس نے اپنا ہاتھ جناب امیر علیہ السلام کے ہاتھ کی طرف بڑھا کر فرمایا۔

"اقرار کرو کہ مین امور خلافت حسب کتاب خدا و سنت رسول اور سیرت ہر دو خلفار انجام دون گا"

آپ نے سیرت شیخین پر چلنے سے قطعاً انکار فرمایا اس لئے کہ سیرت شیخین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت سے جدا تھی جب جناب امیر علیہ السلام نے سیرت شیخین منظور نہ کی تو عبدالرحمن بن عوف نے آپ کو چھوڑ کر حضرت عثمان کی طرف ہاتھ بڑھایا اور وہی شرائط ان سے کئے حضرت عثمانؓ نے فوراً سب شرطین قبول کرلین (دیکھو مسند امام احمد حنبل و دیگر کتب سیر وغیرہ چنانچہ محرم نامہ صفحہ (۲۰) مین جناب خواجہ حسن نظامی تحریر فرماتے ہین کہ :-

"جب حضرت عثمان رضؓ نے سیرت شیخین پر عمل کرنے کا اقرار کیا اور وہ خلیفہ ہوگئے تو حضرت علی کھڑے کے کھڑے رہے ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے تھے "مکر، مکر! فریب، فریب!"

اسی طرح بنت رسول اللہؐ کے جو عقائد و خیالات ان حضرات کی نسبت تھے وہ بھی کتب صحاح وغیرہ مین بتفصیل درج ہین جو اہل سنت سے مخفی نہین ہین انتہا یہ کہ وہ معصومہ ان حضرات سے اس قدر ناراض تھین کہ وصیت فرما گئین تھین کہ یہ لوگ میرے جنازے پر بھی نہ آئین اور نہ بعد قضیۂ فدک ان حضرات سے

ہمکلام ہوئین جیسا کہ بخاری شریف کی کتاب المغازی مین ہے کہ:۔

لم تکلمہ حتی توفیت (فاطمہ نے ابوبکر سے اپنی وفات تک بات نہین کی۔

اہل مکہ و مدینہ کے خیالات حضرت عثمان کی نسبت

حضرت عثمان غنیؓ کی نسبت ان مقدس مقامات کے رہنے والون کے عقائد جیسے کچھ تھے وہ جلد دوم مین مفصل لکھے جائین گے انشاء اللہ تاہم مجملاً جابجا حضرت کے ایمان وافعال کے صفات اوپر لکھ آئے ہین کہ وہ بسبب اُن بدعنوانیون کے جو اُمور شریعت مین حضرت سے سرزد ہوئی تھین عام و خاص اصحاب کی نظر مین عزت و توقیر سے دیکھے نہ جاتے تھے۔ چنانچہ اہلسنت والجماعت کے ایک بڑے عالم جید اپنی مصنفہ کتاب تاریخ الاسلام مین صفحہ ۲۷۵ پر یون رقمطراز ہین کہ

حضرت عثمان نے خطبہ پڑھا جس کا مطلب یہ تھا۔ میرے دشمن کو معلوم ہوا کہ مجھ پر بیجا تہمت لگائی گئی تھی۔ عمرو عاصؓ بھی اُس مجمع مین موجود تھا وہ بولا کہ عثمان خدا سے ڈرو۔ توبہ کرو۔ ایک طرف سے آواز آئی کہ عثمان نادم از تائب ہو حضرت عثمان نے گردن پھیری کہ تمام مسجد سے آواز بلند ہوئی کہ عثمان اللہ سے ڈر اور توبہ کر۔ لوگ عثمان ہی عثمان کہتے تھے امیرالمومنین کوئی نہ کہتا تھا۔

اور صفحہ ۲۵۷ مین یہ تحریر فرماتے ہین کہ:۔

"عثمان کی خلافت کا وہ زمانہ تھا کہ تمام فتنہ و فساد کے تخم اُسی وقت بوے گئے۔ اخیر مین حضرت عثمانؓ سے فاش غلطیان سرزد ہوئین اگر حالات کی ایک رنگی تصویر دکھائی جائے تو عام طور پر یہ راے قائم ہوگی کہ حضرت عثمانؓ ہرگز اُس تعریف کے لائق نہین ہین جو اُنکی طرف منسوب کیجاتی ہے

حضرت عثمان کے جنازہ پر اصحاب نے نماز نہین پڑھی

کتب اہلسنت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر زمانہ خلافت مین جب اُن حضرت کی بدعنوانیان بڑھ گئین تو وہ قتل کر دئے گئے۔ چنانچہ بعض علما نے تو آپ کے قتل مین حضرت امیر علیہ السلام کی بھی شرکت بتائی ہے جیسا کہ ارجح المطالب فی عد مناقب اسد اللہ الغالب یعنی سوانح عمری امیرالمومنین علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ مین یہ روایت ہے:۔

قال عبد الله بن مسلم بن
قتيبة في كتاب الامامة والسياسة
ان رجلا من همدان يقال له برد
قدم على معاوية فسمع عمرو بن
العاص يقع في علي فقال له يا عمرو
ان اشياخنا سمعوا رسول الله صلى
الله عليه وسلم يقول من كنت
مولاه فعلي مولاه احق ذلك ام باطل
قال عمرو حق وانا ازيدك انه ليس
احد من صحابة رسول الله صلعم له
مناقب مثل مناقب علي الا انه شارك
في قتل عثمان رضي الله تعالى عنه منه

عبداللہ ابن مسلم بن قتیبہ کتاب الامامتہ
والسیاستہ مین لکھتے ہین کہ قبیلہ ہمدان کا ایک
شخص جسکا نام برد تھا معاویہ کے پاس کسی کام کو گیا اُسنے
سنا کہ عمرو بن عاص جناب امیر علیہ السلام کو بُرا
بھلا کہہ رہا ہے۔ برد کہنے لگا اے عمرو ہمارے
بزرگون نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
سنا ہے کہ جس کا مولا مین ہون اُس کا مولا علے
ہی۔ آیا یہ بات سچ ہے یا جھوٹ؟ عمرو نے کہا مین
تجھے اس سے بڑھ کر سناؤن کہ آنحضرتؐ کے کسی
صحابی کے مناقب اتنے نہین ہین جس قدر کہ
حضرت علی کے ہین مگر کیا کرین کہ وہ حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل مین شریک ہوے ہین

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ تو علانیہ لوگون کو جناب خلیفہ صاحب کے قتل پر اسکاتی رہتی تھین
اور زبان معجز بیان سے بقول صاحب روضۃ الاحباب مندرجہ جلد سوم صفحہ ۱۵

عائشہ در شان عثمان می گفت لعن الله نعثلا وقتل الله نعثلا

فرمایا کرتی تھین۔ مورخین اہل سنت یہ بھی لکھتے ہین کہ قتل کیے جانے سے قبل بیس دن تک مسلمانون نے
حضرت عثمان کو محصور رکھا۔ مگر اصحاب مین سے کسی نے بھی اعانت وحمایت نہ کی۔ البتہ جناب امیر
علیہ السلام حضرت امام حسن علیہ السلام کے ہاتھ پانی بھجوادیا کرتے تھے۔ آپ کی لاش تین دن تک بے غسل وکفن
پڑی رہی۔ اصحاب مین سے نہ تو کسی نے تجہیز وتکفین کی فکر کی اور نہ کسی نے نماز جنازہ پڑھی آخر گھر کے

چار آدمی لاش ایک تختے پر ڈال کر مسلمانون کے قبرستان مین لیچلے تو بہت سے لوگ دفن کرنے مین مزاحم ہوے ناچار یہودیون کے قبرستان مین بغیر غسل وکفن دفن کردئے گئے۔ ملاحظہ ہون کتب سیر مثل روضۃ الاحباب حبیب السیر تاریخ اعثم کوفی۔ تاریخ طبری وغیرہ وغیرہ۔ اگر ان کے ملاحظہ مین زحمت ہو تو کم سے کم رسالۂ محرم نامہ مین جو جناب مولوی خواجہ حسن نظامی صاحب سلمہ کی تالیفات سے ہے اور خواجہ ممدوح اکابر مشائخ اہلسنت سے ہین یہ عبارت ملاحظہ فرمالین۔

"دل لرزنے کی بات ہے کہ امیر المومنین جانشین رسول اللہ کا جنازہ تین دن تک بے گور وکفن پڑا رہا۔ آخر مین حضرت علی کی کوشش سے چار آدمیون نے جنازہ حضرت عثمان کا اُٹھایا۔ اور قبرستان لے چلے حیرت وعبرت کا مقام ہے کہ جو خلیفہ دنیا کے بڑے حصہ کا مالک ہو اُس کی میت کے ساتھ چار آدمی سے زیادہ نہ تھے اور اُس پر بلوائیون کا یہ حال تھا کہ جنازہ پر پتھر مارتے تھے اور بیچارے جنازہ اٹھانے والے بھاگ بھاگ جارہے تھے جب جنت البقیع مین حضرت عثمان کو لے گئے تو بلوائیون نے سخت یورش کی اور کہا کہ ہم مسلمانون کے قبرستان مین ان کو دفن ہونے نہ دین گے۔ آخر مجبور ہوکر یہودیون کے قبرستان مین اس حامیِ اسلام مسلمان خلیفہ کو دفن کیا گیا۔ صفحہ (۴۵)

جناب شاہ صاحب نے بھی اصحاب کے نماز جنازہ نہ پڑھنے سے جب انکار کا موقع نہ دیکھا تو یہ تاویل کی کہ

"ملائکہ بر جنازہ عثمان رضی عوض آدمیان حاضر شدند (تحفہ صفحہ ۲۲۴)

ملائکہ کے نماز پڑھنے کا تو علم حضرت شاہ صاحب ہی کو بذریعۂ الہام وکشف ہوا ہوگا مگر ہم کو تو اصحاب سے بحث ہے نہ کہ ملائکہ سے۔ پس اصحاب کے نماز نہ پڑھنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر حضرت عثمان اپنی بدعنوانیون اور بدعتون کی وجہ سے قتل کئے گئے تو وہ کب مستحق خلافت وفضیلت ہو سکتے ہین اور کیونکر خلفاے راشدین مین انکا شمار ہو سکتا ہے۔ اگر بے قصور تھے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر اُن کا شعار تھا

تو اُن پاک جگہون کے رہنے والے وہ اصحاب جنھون نے خلیفہ برحق کی مدد کی نہ نماز جنازہ پڑھی اور نہ کفن ودفن مین شریک ہوے بورد لعن وتشنیع ضرور ہوتے ہین اور وہ تمام صفات جو اُن کے مرتبہ فضیلت مین اہل سنت بیان کرتے ہین نامعتبر وباطل ثابت ہوئے۔

خلافت خلفاے ثلثہ بعقاید اہل بدعہ باطل

الحاصل یہ عقائد اصحاب کبار نبی ہاشم اور آل رسول کے اصحاب ثلثہ کی نسبت تھے۔ اب اگر برادران اہلسنت چشم بنیا وگوش شنوا رکھتے ہین اور طالب حق ہین تو اپنے ہی عقائد کے موافق اِن پاک جگہون کے رہنے والون کے عقائد متذکرۂ بالا کو اصل ایمان سمجھ کر بفحواے مصرع

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

صحابہ ثلاثہ رضہ کی خلافت اور فضیلت کو باطل سمجھین۔ اگر ان پاک جگہون کے رہنے والون مین سے مخصوص انھین حضرات کے عقائد کو اصل ایمان سمجھتے ہین جو بنت الشرف بنت رسول اللہ کے جلانے کو خلیفہ صاحب سے شریک تھے جنھون نے ولی خدا سے جنگ وپیکار کی جو برسون بالاے منبر نفس رسول پر تبرا کرتے اور سنتے رہے جنھون نے فرزند رسول کے جنازہ کو تیر دن سے غربال کیا۔ جنکے دست ظلم سے چمن رسول کا پتہ پتہ اور بوٹہ بوٹہ تاراج ہوا تو یہ ایمان ان کو ہی مبارک ہو اہل حق کو تو ایسے ایمان کے نام سے لرزہ آتا ہے اور دل الامان الامان پکارتا ہے ؎

گر مسلمانی ہمین ست کہ حافظ دارد وای گر از پس امروز بود فردای

الحمد للہ کہ زمانہ اہل ایمان سے خالی نہین ہے۔ آج بھی باوجود تیرہ سو برس گذر جانے کے خدا کے فضل سے ان پاک جگہون کے باشندے بلکہ تمام عرب کے مومنین کا جو اعتقاد ان اصحاب کی نسبت ہے وہ ظاہر ہے۔ غرض جو فسق وفجور اور بدعات ایمان واسلام کی آڑ مین ان پاک جگہون کے رہنے والون نے دین خدا مین کیے اُسکی نظیر کسی صنمخانہ مین بھی نہ ملیگی۔ اور جو ستم وجور اور تحقیر وتوہین آل رسول اولاد بتول پر اُن متعدس مقامات کے رہنے والونکے دست ظلم سے ہوئے وہ کفار ومشرکین سے بھی نہو سکے ع "ہیچ کافر نکند آنچہ مسلمان کردند"

مقال ۲

اگر ہم موافق اعتقاد شیعون کے یہ کہین کہ وہ سب کے سب گمراہ تھے اور باطل اعتقاد پر ابتک قائم ہین تو اس سے مذہب اسلام پر بڑا الزام آتا ہے۔ کیون کہ خداوند تعالیٰ نے جہان اپنے نبی کو پیدا کیا۔ جہان اپنے پیغمبر کا مدفن بنایا۔ اور جن جگھون کو عرش کے برابر رتبہ دیا۔ اور جہان سے اسلام جاری کیا انھین جگہ کے رہنے والون کو خدا نے ابتک باطل اعتقاد پر قائم رکھا اور ان لاکھون اور کرورون آدمیون کو جو اس تیرہ سو برس کے عرصہ مین پیدا ہوے اور وہان رہے اُن کو گمراہ رکھا اور گمراہی پر اُن کا خاتمہ کیا اور ایک مومن کا بھی وہان گذر نہ ہونے دیا اور ابتک خدائے عزوجل کو وہی اصرار ہے کہ ان بداعتقادون سے مدینہ بھرا ہوا ہے اور وہی گمراہی اور ضلالت اب تک تمام عرب مین پھیلی ہوئی ہے اور باوجود گذرنے اس قدر عرصہ دراز کے کوئی مومن پاک بغیر تقیہ کے وہان جانے نہین پاتا اور اپنے اعتقاد کو بخوف اپنی عزت وجان کے ظاہر نہین کرسکتا۔

اہل مکہ و مدینہ کو گمراہ سمجھنے سے مذہب اسلام پر الزام آتا ہے

اقول

اہل مکہ و مدینہ سب کے سب گمراہ تھے

بعد رحلت جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جن لوگون نے قرآن اور آل رسول کو چھوڑکر اپنا دین و مذہب قائم کیا بلاشبہہ وہ گمراہ ہین۔ اور خدائے تعالیٰ نے جہان اپنے نبیؐ کو پیدا کیا جہان اپنے پیغمبر کا مدفن بنایا۔ انھین جگہون کے رہنے والون کے ایمان و اسلام کے بارہ مین سورۂ منافقون اور صدہا آیتین مثل اسکے نازل فرمادین۔ اور انھین پاک جگہہ کے رہنے والون مین جو منافقانہ اسلام لائے تھے اُن کے ایمان و اسلام پر آیۂ کریمہ

وممن حولکم من الاعراب	اور ان لوگون سے کہ گرد تمھارے ہین گنوار
منافقون ومن اھل المدینۃ	سے منافق ہین اور بعض لوگ مدینہ کے سرکشی
مردوا علی النفاق لاتعلمھم	کرنے ہین اور نفاق کے تو نہین جانتا ان کو
نحن نعلمھم الخ	ہم جانتے ہین

نازل فرماکر شہادت دیدی کہ وہ ایسے پکے منافق ہین کہ اے رسول تم ان کو نہین جانتے۔ افسوس جن جگہون کو خدا نے عرش و کرسی کے برابر رتبہ دیا۔ جہان سے ایمان و اسلام جاری کیا۔ انھین جگہون مین ان سچے اسلام لانے والون نے قرآن اور آل رسول کی بیحرمتی کی۔

شیعون کا یہ اعتقاد نہین ہے کہ ان پاک جگہون کے رہنے والے سب کے سب گمراہ تھے۔ اگر سب کے سب نعوذ باللہ گمراہ ہوتے تو اسلام و ایمان کون پھیلاتا۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر	اچھی باتون کا حکم دینا اور بری باتون سے روکنا

کون کرتا۔؟

الحمد للہ کہ ان پاک جگہون بلکہ کل عرب مین شیعیان علی بن ابی طالب موجود ہین اور اپنے پیغمبر کی

وصیت کے موجب قرآن اور آل سے تمسک ہین۔ اگر گمراہون اور بداعتقادون کے وجود سے مذہب اسلام پر کوئی الزام آتا ہے تو مطابق اعتقاد اہلسنت ہی آتا ہے کہ خداوند عالم نے جہان اپنے نبی کو پیدا کیا جن جگہون کو عرش و کرسی کے برابر رتبہ دیا اور جہان سے ایمان و اسلام جا بجا کیا انھین جگہون کے رہنے والون مین سے سیکڑون اور ہزارون بندون کو مثل ابوجہل وامثالہ گمراہ رکھا اور گمراہی پر ان کا خاتمہ کیا اور جو اصحاب ایمان لائے۔ ان مین سے بھی جماعت کی جماعت اور گروہ کے گروہ کو ایمان کے بعد کفر کی طرف پھیر دیا اور نبی نے پیغمبر کے وفات کے وقت بقول شبلی صاحب

تمام مدینہ منافقان سے بھرا ہوا تھا جو اس کے ظہور سے قبل آنحضرت کا سایہ اٹھ جائے تو اسلام نیا یا کچا دین

پر جسکے خلفاے نامدار جو تیس سال تک پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت مین رہے اور رات دن حضرت سے وعظ و نصیحت سنتے رہے۔ اپنی آنکھون سے جبرئیل کا آنا وحی لانا دیکھتے تھے انھین پاک جگہون پر پیدا ہوئے اور وہین سے مگر اسپر بھی ایمان و عقاد مین پاک نہ نکلے تو ان کے متعقدین کا ایمان و اسلام کس تار و قطار مین ہے۔

بحث اس بات مین ہے کہ وہ مدینہ ان اصحاب کے معتقد ہون جو ہمیشہ اپنے پیغمبر کی مخالفت اور نافرمانی کرتے رہے جنکے احکام خلافت کا دارومدار

یامرون بالمنکر وینھون عن المعروف حکم دیتے ہین بری بات کا اور روکتے ہین اچھی باتون سے

پر رہا ان سے تو ان پاک جگہون کی حرمت و منزلت مین فرق نہ آئے اور نہ اسلام پر کوئی الزام۔ اور اگر امامیہ حسب انجام خدا و رسول و طابق اقوال علماے کرام اہلسنت خلفاے ثلثہ کی خلافت اور فضیلت کو باطل سمجھین تو بساط یہ ہے کہ اسلام کی رسالت و نبوت پر بھی داغ لگے۔ اور خدا کی بھی نعوذ بعثت نبوی سے فوت ہو۔ حالانکہ لوگون کے گمراہ رہنے سے نہ تو مذہب اسلام پر کوئی الزام آتا ہے اور نہ نبوت و رسالت پر اور نہ گمراہون و بداعتقادون کی سکونت سے ان پاک جگہون کی

پاکی اور حرمت مین کچھ فرق ہوتا ہے۔ یہ رسالت اور نبوت ہے جس کی تصدیق ملک وفلک شجر وحجر جن وانس سب نے کی ہے اگر ناکسون نے اس کی قدر ومنزلت نہ کی اور ایمان نہ لائے یا ایمان لانے کے بعد پھر مرتد ہو گئے تو یہ قصور خود اُن کا ہے ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

ایسے ہی لوگون کے باب مین خدا نے فرمایا ہے:۔

ان الذین کفروا بعد ایمانھم　　جو لوگ کہ کافر ہوے ایمان لانے کے بعد

ثم ازدادوا کفرا لن تقبل توبتھم　　پھر کفر مین بڑھ گئے اُن کی توبہ قبول نہین ہے

واولئك ھم الضالّون۔　　اور وہی تو (بڑے) گمراہ ہین۔

قولہ تعالیٰ

وما ارسلناك الا مبشرًا　　اور ہم نے تم کو خوش خبری دینے والا اور

ونذیرا　　ڈرانے والا قرار دیکر بھیجا ہے۔

پس ایمان لانا یا ایمان لانے کے بعد پھر کفر اختیار کرنا عباد کا فعل ہے۔ خدا اور رسول کے ہرگز ذمہ دار نہین ہین۔ قولہ تعالیٰ۔

انا ھدیناہ السبیل اما شاکرًا　　ہم نے اُس کو رستہ دکھایا اب وہ خواہ

واما کفورًا　　شکر گذار ہو یا ناشکر

یہ امر بھی صحیح نہین ہے کہ:۔

"ان پاک جگہون مین ایک مومن کا بھی گذر خدا نے نہ ہونے دیا اور کوئی مومن بغیر تقیہ کے

"ان جا نے نہین پاتا اور اپنے ایمان واعتقاد کو بخوف اپنی عزت اور جان کے ظاہر نہین کر سکتا"

حالانکہ ایک مومن کیا گروہ کے گروہ مومنین سے ان پاک جگہون مین بلا تقیہ رہے اور اس وقت تک ہین

قولہ
ان پاک جگہ میں ایک مومن بھی
مومن بھی نہ ہوا

اس پاک
جگہوں میں مومن بستے
ہین

اور بغیر تقیہ طواف وزیارت کعبہ کا شرف حاصل کرتے رہتے ہین بلکہ انھین مومنین کو مناسک حج و طواف بجالانے کیلئے ایک بزرگ مومن وہان متعین ہین جو انھین پاک جگہون کے رہنے والون مین سے ہین۔ یہ بزرگ وہ ہین جن کا اسم مبارک سید ابوالفضل عباس ہے جو بہمنی شاہ دکن نواب میر محبوب علیخان بہادر غفران مکان اور نواب لائق علیخان بہادر عماد السلطنتہ مرحوم ومغفور کی وزارت کے زمانہ مین حیدرآباد تشریف لائے تھے اور سرکار عالی ہی کے مہمان رہے تھے جن کی تعظیم وتکریم اور مراعات شاہ ووزیر نے بہت کچھ کی تھی اور بارگاہ شاہی مین خود آپ ہی نے ان بزرگ کو باریاب کرایا تھا۔ پس ہم کو تو مکہ معظمہ مدینہ منورہ مین اپنی عزت اور جان کا مطلق خوف واندیشہ نہین ہے کیونکہ خود معبود اپنے عباد کو ہر بلا سے بچاتا ہے اور دولت برطانیہ کے اثر سے ہمکو ادائے رسوم مذہبی مین ہر طرح کی آزادی حاصل ہے۔

البتہ ان پاک جگہون کے رہنے والون مین سے بعضون کے ہاتھون سے بلاشبہہ ہر طرح کی تکلیفین اُٹھانی پڑتی ہین چنانچہ یہ حکایت تو آپنے چھوٹے عمو جان مرحوم ومغفور سے سُنی ہوگی کہ جس زمانہ مین ہمارے خاندان کے لوگ حج بیت اللہ کی غرض سے خاص مکہ معظمہ مین مقیم تھے ایک روز گھر مین پانی نہ رہا۔ عموی صاحب گھڑا لے کر مسجد الحرام کے حوض سے پانی لینے کیلئے گئے جب پانی بھر لیچلے تو ایک عرب صاحب سامنے آکر پوچھنے لگے کہ یہ پانی کس کام کے واسطے لیجا رہے ہو مرحوم نے کہا کہ گھر مین پانی نہین رہا ہے اور بچے پیاسے ہین اُن کو پلانے کیلئے لیجا رہا ہون یہ سُنکر اُس پکے ایمان والے اور سچے اسلام لانے والے نے گھڑا آپکے ہاتھ سے چھین کر سب پانی زمین پر پھینکدیا اور کہا یہ پانی پینے کے لئے نہین ہے وضو کیلئے ہے۔

منافقین وضالین کو ان جگہون کی سکونت سے فضیلت نہین پہنچتی

غرض ان پاک جگہون مین محض سکونت سے کفار اور منافقین کو کچھ نفع نہین ہوسکتا ؎

گر طہارت نبود کعبہ و بتخانہ یکیست　　نبود خیر دران خانہ کہ عصمت نبود

پاک بگھون کی سکونت اور چیز ہے ا۔ رایان شئے دیگر۔ قال اللہ تعالیٰ

اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن اٰمن باللہ و الیوم الاخر وجاھد فی سبیل اللہ لایستوون عند اللہ ط واللہ لایھدی القوم الظالمین ۵

کیا تم نے حاجیون کا پانی پلانا اور مسجد حرام کا آباد رکھنا اُس شخص کے برابر کر دیا جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لایا اور جس نے راہ خدا مین جہاد کیا اللہ کے نزدیک تو یہ برابر نہین ہے اور اللہ ظالم لوگون کی رہبری نہین فرماتا۔

اسی طرح اِس آیہ شریفہ مین ارشاد فرماتا ہے۔

لیس البران تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من اٰمن باللہ والیوم الاخر والملئکۃ والکتب والنبیین واتی المال علی حبہ ذوی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب واقام الصلوۃ واتی الزکوۃ والموفون بعھدھم اذا عاھدوا والصابرین فی البا سآء و الضرآء وحین البا س اولئک الذین صدقوا واولئک ھم المتقون ۰

یہ کوئی نیکی ہے کہ تم اپنے منھ مشرق و مغرب کی طرف کرو بلکہ حقیقی نیکی تو اُس کی ہے جو اللہ اور قیامت کے دن اور فرشتون اور خدا کی کتابون اور انبیا پر ایمان لائے اور محبت خدا مین اپنا مال رشتہ دارون اور یتیمون اور محتاجون اور مسافرون اور سوال کرنے والون اور بندے آزاد کرنے مین صرف کرے اور نماز پڑھے اور زکوٰۃ ادا کرے اور جب معاہدہ کرلین تو اپنے عہد کے پورے کرنے والے ہون اور تنگدستی اور بیماری اور لڑائی کی سختی کے وقت صبر کرنے والے ہون یہی وہ لوگ ہین جنھون نے سچ کہا اور یہی متقی ہین۔

پ ۲ سورۃ البقر ع ۲۲

یہ صفات ایمان والون کے ہین جن سے آپکے اصحاب کورے رہے پس آپکے آسمان پر
چڑھانے اور مہر و ماہ فلک سلام پنانے سے اُن کو کوئی شرف حاصل نہین ہو سکتا ہے

کچھ خار مغیلان گل تر ہو نہین جاتا ہر قطرۂ ناچیز گہر ہو نہین جاتا
قلعی سے کچھ آئینہ قمر ہو نہین جاتا مس پر جو ملمع ہو تو زر ہو نہین جاتا

جس پاس عصا ہو اُسے موسیٰ نہین کہتے
ہر ہاتھ کو عاقل یدِ بیضا نہین کہتے

خود صحابہ ہی کو امنوا وعملوا الصلحت کے ذریعہ سے اپنے آپ کو مہر و ماہ فلک اسلام
بننا چاہیئے تھا۔ آپ کی لن ترانیون سے کیا ہوتا ہے:۔

"مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید"

jabir.abbas@yahoo.com

قال

خدا گمراہوں سے اپنے اور اپنے رسول کے گھر کو پاک نہیں کرتا

قیامت تو قریب آگئی اس دنیا کے ختم ہونے کے دن نزدیک کے گئے لیکن خدا ان ظالمین اور بد اعتقادون سے اپنے گھر اور اپنے رسول کے گھر کو پاک نہین کرتا اور مومنین سے ان شہرون کو آباد نہین کرتا اور گمراہون کو ایسی پاک جگہون سے نہین نکالتا۔

اگرچہ جس قدر زمانہ نبوت کا دور ہوتا گیا اور اسلام مین ضعف آتا گیا اور مذہب شیعہ ترقی پاتا گیا اور اُن کے عقائد باطلہ کا رواج ہوتا گیا اور کئی شہرون مین اور ملکون مین ان کی حکومت ہوگئی اور بادشاہت و سلطنت بھی نصیب ہوگئی۔ باین ہمہ مکہ و مدینہ مین جو دین پیغمبر خدا کے وقت مین تھا وہی جاری ہے۔

اور جو مذہب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تھا وہی اب بھی ہے ؎

ہست محفل بر آن قرار کہ بود　　دست مطرب بر آن ترانہ ہنوز

jabir.abbas@yahoo.com

اقول

دنیا کے انتظامات خدائے پاک نے اپنی مصلحت وحکمت پر منحصر رکھے ہین اگر اللہ جل شانہ گنہ گارون اور ظالمون کو اُن کی بداعمالیون کی سزا فی الفور دیتا تو ایک شخص بھی دنیا مین باقی نہ رہتا۔ ملاحظہ ہو آیۂ کریمہ:-

ولو یؤاخذ اللہ الناس بظلمہم ما ترک علیہا من دابۃ ولکن یوخرہم الی اجل مسمی

پ ۱۴ سورۃ النحل ع ۵

اگر خدائے تعالیٰ آدمیون کے ظلم کے سبب سے ان سے مواخذہ کرتا تو زمین پر کسی چلنے والے کو باقی نہ رکھتا لیکن وہ تو ایک وقت مقررہ تک اُنکو ڈھیل مین ڈالے ہوے ہے۔

اسی طرح دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے۔

ولو یعجل اللہ للناس الشر استعجالہم بالخیر لقضی الیہم اجلہم فنذر الذین لا یرجون لقاءنا فی طغیانہم یعمہون

پ ۱۱ سورۃ یونس ع ۲

اور جس طرح لوگ اپنی بھلائی کے لئے جلدی کر بیٹھتے ہین اسی طرح اگر خدا اُن کی برائی مین جلدی کر بیٹھے تو اُن کی مدت بہت ہی جلد پوری کر دی جائے مگر ہم ان لوگون کو جو ہماری ملاقات کی امید نہین رکھتے اُن کو ان کی سرکشی مین چھوڑ دیتے ہین کہ کہ وہ آپ ہی سرگردان رہین۔

اسپر بھی اگر سرکشون۔ ظالمون اور گنہگارون کو اُن کی خطاؤن اور نافرمانیون کی پاداش مین فوری سزا دینا قرین مصلحت جانا تو فوراً ہی عذاب ان پر نازل کر دیا۔ جیسا کہ خاص عذاب کا ذکر قرآن مجید مین متعدد جگہ پر ملاحظہ ہو آیۂ کریمہ۔

خدا تعالیٰ علیہ کا فوراً سزا نہین دینا اگر جلد چاہے جیسا کہ انبیا کی امت پر عذاب امام حسین کو فوری نہ دیا

الم تر کیف فعل ربك بعاد — کیا تم نے نہین دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے قوم عاد

ارم ذات العماد التی لم یخلق — کے ساتھ جو ستونون والے ارم کے رہنے والے تھے کہ ویسا

مثلها فی البلاد وثمود الذین — شہر شہرون مین بنایا ہی نہین گیا کیا اور ثمود کے ساتھ جنھون نے

جابوا الصخر بالواد وفرعون ذی — میدان مین چٹانون کو تراشا اور ان کو گھر بنایا تھا

الاوتاد الذین طغوا فی البلاد — اور فرعون کے ساتھ جو سزا کے لئے میخین رکھنے والا

فاکثروا فیها الفساد فصب علیهم — تھا کیسا معاملہ کیا ان سب نے ملکون مین سرکشی کی تھی

ربك سوط عذاب ان ربك — پھر ان مین خرابی کو بہت بڑھا دیا۔ پس تمہارے پروردگار

لبالمرصاد پارہ ۳۰ سورۃ الفجر رکوع ۱) — نے ان پر عذاب کا کوڑا لگایا بیشک پروردگار گھات مین ہے

اور اسیطرح واقعۂ موسی مین نشانی ہے۔

اوفی موسیٰ اذ ارسلنٰه — جبکہ ہم نے موسی کو فرعون کی طرف کھلا ہوا

الی فرعون بسلطان مبین — معجزہ دے کر بھیجا پس اس نے اپنے لشکر کے برتے پر

فتولّٰی برکنه وقال سٰحرٌ او — روگردانی کی اور کہنے لگا کہ جادوگر ہے یا دیوانہ۔

مجنون فاخذنٰه وجنوده — پھر ہم نے اُس کو اور اسکے لشکر کو دھر پکڑا اور اُن

فنبذنٰهم فی الیم وهو ملیم — سب کو دریا مین ڈالدیا جس حال مین فرعون ذلیل

وفی عاد اذ ارسلنا علیهم الریح — وخوار تھا اور اسی طرح واقعۂ قوم عاد مین نشانی

العقیم ماتذر من شیء اتت — ہے جبکہ ہم نے ان پر ہر ایک سخت آندھی بھیجی کہ

علیه الا جعلته کالرمیم ۵ — جس چیز پر وہ پہونچتی تھی اُس کو چورا کئے بغیر

وفی ثمود اذ قیل لهم — نہ چھوڑتی تھی۔ اور واقعۂ ثمود مین بھی نشانی ہے

تمتعوا حتّٰی حین — جبکہ ان سے کہا گیا کہ ایک مدت معینہ تک نفع اٹھالو

فعتوا عن امر ربهم فاخذتهم الصاعقة وهم ينظرون فما استطاعوا من قيام وما كانوا منتصرين وقوم نوح من قبل انهم كانوا قوما فسقين۔ (پارہ ۲۷۔ سورۃ الذاریات ع ۱)

پھر انھون نے اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی تو دیکھتے دیکھتے ان کو ایک کڑک نے آلیا پھر وہ کھڑے ہی نہ ہو سکے اور نہ بدلہ لے سکے اور نوح کی قوم کو اس سے پہلے ہم ہلاک کر چکے یقیناوہ لوگ نافرمان تھے۔

اسی طرح قاتلان جناب سید الشہدا علیہ السلام پر فوری عذاب نازل کیا گیا جس کا ذکر جناب شاہ صاحبؒ نے اپنے رسالہ سر الشہادتین مین باین الفاظ کیا ہے:۔

"زہری سے روایت ہے جو لوگ قتل امام مین شریک اور اس امر سے راضی تھے قطع نظر عذاب اخروی کے اسی طرح کے بلاؤن مین مبتلا ہوکر اپنی سزاے اعمال کو دنیا ہی مین پہونچے اور عبرت روزگار ہوے بعض قتل ہوے بعض اندھے بعض پیاس پیاس کہتے مرگئے۔

اور ترمذی سے روایت ہے کہ ایک جگہ ضیافت تھی وہان لوگون مین ذکر ہوا کہ جو کوئی قتل امام مین شریک تھا البتہ کسی نہ کسی بلا مین دنیا ہی مین اپنی بدکرداری کو پہونچا امیر مجلس کے منھ سے بیجا یہ کلام نکلا کہ وہ شخص معرکۂ کربلا مین موجود تھا اور اب تک سب آفتون سے بچا ہوا ہے۔ یہ بات اسکے منھ سے پوری نہ نکلی تھی کہ ایک شعلہ چراغ سے نکلا اور طرفۃ العین مین اس کو جلاکر کوئلہ کردیا اور جس شقی کا تیر علی اصغرؑ کی گردن پر لگا تھا وہ اس عذاب مین گرفتار ہوا کہ اسکے اگلے دھڑ مین حد سے زیادہ جلن اور نیچے کے دھڑ مین حد سے زیادہ سردی اور پیٹ کے نیچے انگیٹھی رہتی تھی اور برابر واویلا کرتا رہتا تھا۔ اور مشکون پانی پیتا لیکن پیاس نہ بجھتی تھی"۔

(صواعق محرقہ و سر الشہادتین صفحہ ۱۱۹)

اسکے بعد جناب شاہ صاحب اس عذاب کا جو مختار کے ہاتھ سے قاتلان امام حسین علیہ السلام پر

نازل ہوا تھا ذکر کرتے ہین جس کو ہم نے بخیال طوالت چھوڑ دیا جس کو شوق ہو کتب تواریخ اور صحیفہ زین العابدین مطبوعہ پریس دہلی مین ملاحظہ کرلین۔ المختصر ؎

دو برس تک نہ رہا ایک بھی قاتل باقی　　خون سادات نے تاثیر دکھائی کیسی!

اور اب بھی فسق و فجور اور بداعمالیون و بداعمالیون کی وجہ سے طاعون۔ سیلاب زلزلے و تصادم جہازون و کشتیون کا دفعۃً غرق ہونا۔ آگ سے جلنا وغیرہ وغیرہ مختلف شکلون مین فوری عذاب الٰہی نازل ہوتا رہتا ہے۔ مگر اسپر بھی خدا سے نہین ڈرتے اور اپنے ایمان و عقائد کی اصلاح نہین کرتے۔

قولہٗ تعالیٰ

اولا یرون انہم یفتنون فی کل عام مرۃ او مرتین ثم لا یتوبون ولا ہم یذکرون۔

آیا نہین دیکھتے کہ کوئی برس ایسا نہین گذرتا کہ ایک دو بار وہ بلاؤن مین نہ ڈالے جاتے ہون۔ پھر بھی ان کی غفلت کا یہ حال کہ نہ توبہ کرتے ہین اور نہ مصیبتون سے نصیحت پکڑتے ہین۔

پ (۱۱) ع ۵

اب رہا یہ امر کہ:-

قولہ جو دین مکہ و مدینہ مین پیغمبر خدا کے وقت مین تھا وہی جاری ہے،

"جو دین مکہ و مدینہ مین پیغمبر خدا کے وقت مین تھا وہی جاری ہے اور جو مذہب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تھا وہی اب بھی ہے" ؎

ہست محفل بر آن قرار کہ بود　　دست مطرب بر آن ترانہ ہنوز

بعد رسول اللہ دین و مذہب مین زوال آیا

اگر اس سے آپ کا مقصود بقاء دین حق ہے تو بقول حافظ ہم کو بھی اتفاق ہے ؎

از وجود ان قدم نام و نشان ہست بہت　　ورنہ از ضعف دمانجا اثرے نیست کہ نیست

اس باغ کی بہار رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گئی ؎

چمن کے تخت پر جب دم شہ گل کا تجمل تھا　　ہزارون بلبلون کی فوج بھی اک شور تھا غل تھا

خزان کے بعد جو دیکھا نہ تھا جز خار گلشن مین　　بتاتا باغبان رو رو یہان غنچہ یہان گل تھا

جناب مولوی خواجہ الطاف حسین حالی نے اپنی بے بہا تالیف مسدس حالی مین تنزل اسلام کا خوب نقشہ کھینچا ہے۔ اُسکے کچھ بند اس جگہ نقل کئے جاتے ہین اور وہ یہ ہین :-

رہے جبتک ارکان اسلام برپا　　چلن اہل دین کا رہا سیدھا سادا
رہا میل سے شہد صافی مصفا　　رہی کھوٹ سے سیم خالص مبرا

نہ تھا کوئی اسلام مین مرد میدان
علم ایک تھا شش جہت مین درخشان

پہ گدلا ہوا جب کہ چشمہ صفا کا　　گیا چھوٹ سر رشتہ دین ہدا کا
رہا سر پہ باقی نہ سایہ ہما کا　　تو پورا ہوا عہد جو تھا خدا کا

کہ ہم نے بگاڑا نہین کوئی ابتک
وہ بگڑا نہین آپ دنیا مین جبتک

بُرے اُنپہ وقت آکے پڑنے لگے اب　　وہ دنیا مین بس کر اُجڑنے لگے اب
بھرے اُنکے میلے بچھڑنے لگے سب　　بنے تھے وہ جیسے بگڑنے لگے اب

ہری کھیتیان جل گئین لہلہا کر
گھٹا کھل گئی سارے عالم پہ چھاکر

کہان ہین وہ دینی کتابون کے دفتر　　کہان ہین وہ علم الٰہی کے منظر
چلی ایسی اس بزم مین باد صرصر　　بجھین مشعلین نور حق کی سراسر

رہا کوئی سامان نہ مجلس مین باقی
صراحی نہ طنبور مطرب نہ ساقی

نہ ثروت رہی اُن کی قائم نہ عزت — گئے چھوڑ ساتھ اُن کا اقبال و دولت
ہوے علم و فن اُنسے ایک ایک رخصت — مُبین خوبی بیان ساری نوبت بہ نوبت

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

قطع نظر اسکے آپ خود بھی تو اِس بات کے قائل ہین کہ:-

"جس قدر زمانہ نبوت کا دور ہوتا گیا اسی قدر اسلام مین ضعف آتا گیا"

مقالات طلاح رو ب
حسن الملک بہ
تنزل اسلام

بلکہ اس تنزلِ اسلام پر ایک رسالہ بھی آپنے تصنیف فرمایا ہے جس کا نام "اسباب ترقی و تنزل مسلمانان" ہے۔ اُس رسالہ کا اقتباس یہ ہے:-

"مسلمانون کے متفرق ہوجانے مین سب سے بڑا اختلاف مذہبی اختلاف ہے جس کا تخم ابتدا ہی زمانہ مین بویا گیا اور امامت کا جھگڑا اُسکا سبب ہوا اسی سے مسلمان جن کی تعریف مین خدا فرماتا ہے۔ فاصبحتم بنعمتہ اخوانا یعنی تم خدا کے فضل سے بھائی بھائی ہوگئے مگر پھر ایک دوسرے کے دشمن ہوگئے اور آپس مین لڑنے لگے حقیقت مین وہ بغض و عداوت کا بیج جو امامت کے اختلافی مسئلہ سے عرب کی زمین اور مسلمانون کے دلون مین بویا گیا وہ اتنے بڑے تلخ اور زہریلے پھل لایا کہ اُسنے مسلمانون کے خون کی ندیان بہادین اور اُس نے اسلام کی مستحکم بنیاد کو ایسا ہلایا کہ جس پر غیرون کو حملہ کرنے اور اسلام پر غالب آنے کی جرأت ہونے لگی باہمی محبت و اختلاط ہمدردی کا صفحہ روزگار پر نام و نشان باقی نہ رکھا۔ پھر یہ اختلاف اسی پر نہ ٹھیرا بلکہ ایک دوسری شکل اور نئے رنگ مین جلوہ دکھانے لگا چھوٹی چھوٹی باتون اور خفیف سے خفیف مسئلون مین اتنا اختلاف ہوگیا کہ اسلامی جماعت کی صورت بھی کہین نظر نہین آتی چونکہ دین ہی نے اتفاق کا سبق سکھلایا تھا اور یہی بڑی نعمت تھی جو خدا نے ہم کو عطا فرمائی تھی اور یہی بڑا احسان تھا جو

ابتدا مین اُسنے ہمپر کیا تھا جس کو اتنا ناخود ہی فرماتا ہے الف بین قلوبھم لوانفقت مافی
الارض جمیعا ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم الخ یعنی اُن لوگون کے دل مین اُلفت
دی (اے رسول!) اگر تم ساری زمین کی چیزین صرف کرتے تب اُنکے دلون مین محبت پیدا نہ کرسکتے لیکن یہ اُلفت
خدا نے اُن کے قلبون مین پیدا کی۔ آخر دین ہی کے اختلاف سے اُس کی بنیاد شروع ہوئی اور یہ نعمت
ہم سے خدا نے لیلی اور ہم کو اختلاف و فساد اور جھگڑون مین ڈال کر نہ دنیا کا رکھا نہ دین کا صفحہ ۵۵ و ۵۶
اِس کلام سے آپکا یہ قول کہ:-

"جو دین مکہ و مدینہ مین پیغمبر خدا کے وقت مین تھا وہی جاری ہے اور جو مذہب رسول خدا صلعم
کے سامنے تھا وہی اب بھی ہے"

ھباءً منبثًا ہوگیا کیونکہ آپ خود اِس بات کے قائل ہین کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے بعد ایمان و اسلام کا یہ رنگ ہوا کہ ؎

رہا دین باقی نہ اسلام باقی — ایک اِسلام کا رہ گیا نام باقی

افسوس کہ جن اسباب سے اِسلام کی یہ نوبت پہونچی۔ رُباعی

پستی کا کوئی حد سے گذرنا دیکھے — اِسلام کا گر کر نہ اُبھرنا دیکھے
مانے نہ کبھی کہ مد ہے ہر جزر کے بعد — دریا کا ہمارے جو اُترنا دیکھے

امامت چارہ ناگزیر رسالہ قبل از خلقت، عنوان آدم و ابلیس کی تھی

اُن کو تو آپ نے چھپایا اور امامت کو جو خلفا کی آنکھون مین مثل خار کھٹکتی تھی باعث تنزل اسلام
اور فتنہ و فساد ٹھہرایا۔ مگر جس چراغ کو اللہ تعالی روشن کرے اُس کو کون بجھا سکتا ہے۔ قولہ تعالیٰ

یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھم — وہ چاہتے ہین کہ خدا تعالیٰ کا نور منھ سے
واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ — بجھائین اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا
(سورہ الصف پارہ ۲۸) — ہے اگرچہ کافرون کو برا لگے۔

یہ امامت ایسی مہتم بالشان ہے کہ جو حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت سے چار ہزار سال قبل قرار پا چکی ہے۔ جیسا کہ ارجح المطالب مین مذکور ہے۔

عن ابی سعید الخدری رضؓ قال	ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ	ہے کہ حضرت رسول اللہ نے فرمایا کہ مین اور علی
وآلہ وسلم انا وعلی من نور واحد	حضرت آدم کی پیدائش سے چار ہزار برس قبل
قبل ان یخلق اللہ ادم باربعۃ الاف	ایک نور تھے جب خدا نے مخلوق کو خلق فرمایا تو ہمارے
عام فلما خلق اللہ تعالی الخلق	نور کو صلب آدم مین جگہ دی یہ نور ہمیشہ ایک ہی
رکب ذلک النور فی صلبہ فلم	شئے مین برقرار رہا۔ یہان تک کہ عبد المطلب کے
یزل فی شئ واحد حتی افترقا فی صلب	صلب کی طرف منتقل ہوا۔ پس مجھ مین نبوت اور
عبد المطلب ففی النبوۃ وفی علی الخلافۃ	علی مین خلافت ہے۔

(الخیر الدلیل، صفحہ ۳۲)

اعلان رسالت کے ساتھ امامت کا بھی اعلان ہوا

یہی وہ امامت ہے جس کا اعلان رسول خدا نے اپنی نبوت و رسالت ہی کے ساتھ کر دیا تھا۔ چنانچہ کتب اہل سنت مین ہے کہ جب

"جب آیہ شریفہ "وانذر عشیرتک الاقربین" نازل ہوئی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رشتہ دارون کی ایک دن دعوت کی اس دعوت مین چالیس آدمی شریک ہوئے۔ جن مین آپ کے چچا ابو طالب و حضرت حمزہ و حضرت عباس بھی تھے۔ کھانے کے بعد آپ نے کچھ کہنا چاہا لیکن ابو لہب نے فضول باتین کہکے یہ جلسہ درہم و برہم کر دیا۔ دوسری مرتبہ پھر آپ نے دعوت دی اور کھانے کے بعد ارشاد کیا کہ اے بنی عبد المطلب مین دین و دنیا کی بھلائی لے کر آیا ہون اور خدا کے حکم سے تم کو راستہ پر چلاتا ہون کوئی ہے جو میری مدد کرے۔ یہ سنکر سب نے منہ پھیر لیا اور کوئی کچھ نہ بولا صرف حضرت علیؑ نے کہا

گو مین سب سے چھوٹا ہون کمزور ہون اور لنگڑا لیکن حاضر ہون رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
حضرت علی کے گلے مین ہاتھ ڈال کر فرمایا اے لوگو! آگاہ ہو کہ یہ میرا بھائی اور میرا وصی اور خلیفہ
ہے اسکی اطاعت کرو (دیکھو رسالہ ذکر مبارک صفحہ ۲۰ مصنفہ جناب حبیب الرحمن خان صاحب المخاطب بنواب
حیدیار جنگ بہادر شروانی)

رسول اللہ نا وقت رحلت اس امامت سے آگاہ فرماتے رہے

یہ تو ابتدائے بعثت نبوی کا زمانہ تھا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کو اپنا خلیفہ اور وزیر کیا تھا اسکے بعد وقتاً فوقتاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استخلاف شاہِ ولایت کا اظہار فرماتے رہے اور خاص و عام کو آگاہ کرتے رہے کہ علی کو مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔ علی قرآن کے ساتھ ہین اور قرآن علی کے ساتھ۔ مین اپنے بعد قرآن اور اہلبیت کو چھوڑتا ہون اگر تم ان دونون کو پکڑے رہوگے تو ہرگز میرے بعد گمراہ نہ ہوگے۔ جس طرح نجوم اہل سما کیلئے باعث امان ہین اسی طرح میرے اہلبیت اہل زمین کے لئے باعث امان ہین۔ اگر میرے اہلبیت باقی نہ رہین تو اہل ارض ناپید ہو جائین۔ میرے اہلبیت کی مثال کشتی نوح کے مانند ہے جو اس پر سوار ہوا پار ہوا۔ اور جس نے اس سے کنارہ کیا وہ غرق ہوا۔

اپنی رحلت سے تین ماہ قبل بھی اس امامت کی تجدید کردی تھی جیسا کہ متکلمین اور محققین اور محدثین اور مفسرین اہلسنت کا بیان ہے کہ جب بمقام غدیر خم آیہ وافی ہدایہ

یاایھا الرسول بلغ ما انزل	اے حبیب! جو تم پر حکم نازل ہوا ہے
الیک من ربک وان لم تفعل فما	اُن لوگون تک پہونچا دو اگر تم نے نہ پہونچایا تو
بلغت رسالتہ واللہ یعصمک	امر رسالت ہی ادا نہ کیا اور خدا تم کو ان لوگون سے
من الناس	بچائے گا۔

نازل ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لاکھ بیس ہزار اصحاب کے سامنے بالائے منبر

جناب امیر علیہ السلام کو اپنے ہاتھون پر اٹھا کر فرمایا۔

مَن کُنتُ مَولاہُ فَھٰذا عَلِیٌّ مَولاہ جسکا مین مولا ہون اُسکا یہ علی مولا ہے۔

ابھی یہ مجمع منتشر نہین ہوا تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی :۔

الیوم اکملت لکم دینکم — آج کے دن مین نے تمھارے دین کو کامل

واتممت علیکم نعمتی ورضیت — کیا اور تم پر اپنی نعمت کو تمام کیا اور تمھارے دین

لکم الاسلام دینا — کو پسند کیا۔

ان جلسون مین وہ لوگ بھی حاضر و موجود تھے جو بقول آپکے فلک اسلام کے مہر و ماہ تھے اور جو نفس رسول کا خلیفہ اور امام ہونا اپنی آنکھون سے دیکھ چکے تھے اور خود اپنی زبان سے ماہین الفاظ

"حوشا اے علی کہ آپ میرے اور مومنین اور مومنات کے آقا اور سردار ہوے"

تہنیت بھی دے چکے تھے وقت رحلت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی امر خاص کیلئے دوات و قلم طلب فرمایا تھا مگر وہی فرضی مہر و ماہ فلک اسلام تحریر وصیت مین حائل و مزاحم ہوے یہی نہین بلکہ رسول اللہ کے ارشاد مبارک کو معاذ اللہ ہذیان سے تعبیر کیا اور صرف حسبنا کتاب اللہ کہکر ثقل اعظم یعنی اہلبیت رسول کو قطعاً چھوڑ دیا۔

اصحاب جناب امیر کی امامت تسلیم کر لینے کے بعد پھر گئے

غرض جس امامت کی ابتدا طلوع مہر رسالت کے ساتھ ساتھ ہوئی جس کی تکمیل و تجدید وقت غروب آفتاب نبوت کی گئی جس کو سب اصحاب مان چکے تھے۔ اس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشم مبارک بند ہوتے ہی باستثنا خاص سب کے سب منحرف ہو گئے اپنے پیغمبر کے احکام اور وصیت کو ایسا ملیا میٹ کر گئے گویا کہ ع

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

جس امامت کو حضرت عثمان تسلیم کر چکے تھے اس عہد سے انحراف کر گئے جس پر خود ہوا خواہان صحابہ

طعنہ زن ہین جیسا کہ امام غزالی صاحب کا یہ قول اوپر نقل کیا گیا ہے :-

"حب جاہ ریاست سے عہدہ سریر کو توڑ کر راہ مخالفت اختیار کی تمام باتون کو پس پشت ڈال کر اپنا جوہر ایمان نہایت ارزان اور کم قیمت شے پر بیچ ڈالا۔ اور اس کے عوض بہت بری شے خریدی۔

اسی طرح قلم دوات کے بارہ مین علامہ عبدالکریم شہرستانی کی یہ عبارت ہے "پہلی مخالفت خدا کی شیطان نے کی اور پہلی نزاع جو اسلام مین ہوئی وہ حضرت عمر سے ہوئی کہ رسول اللہ کی وصیت کو ہذیان ٹھہرایا۔

تفسیر امام فخر الدین رازی اصحاب کی حرمت ہوا کے بارے مین

فخر الدین رازی آیہ "لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم" الخ یہ تفسیر کرتے ہین :-

لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبھم	حاصل اسکا یہ ہے کہ خدا نے فرمایا اگر تم دنیا
ولکن اللہ الف بینھم المسئلۃ الثالثۃ دلت ھذہ	کی کل چیزون کا صرف کرتے تو بھی ان کے دلون مین
الآیۃ علی ان القوم کانوا قبل ذلک متفرقین فی الاھواء	الفت نہ پیدا کر سکتے مگر خدا نے انمین محبت پیدا کر دی
ومتابعۃ الرسول فی الخصومۃ الدائمۃ والمحاربۃ	اس کی تفسیر مین مسئلہ ثالثہ مین فخر الدین رازی کہتے
الشدیدۃ یقتل بعضھم بعضا ویغیر بعضھم علی	ہین یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ اقوام عرب قبل
البعض فلما آمنوا باللہ ورسولہ والیوم الآخر	اسلام خصومت دائمہ اور جنگ شدید مین بسر کرتی
زالت الخصومات وارتفعت الخشونات وحصلت	تھی ایک دوسرے کو قتل کرتے تھے بعض بعض کو لوٹ لیتے
المودۃ التامۃ والمحبۃ الشدیدۃ واعلم ان التحقیق	تھے بعد قبول ایمان وہ باتین زائل ہو گئین اور تحقیق
فی ھذا الباب ان المحبۃ لا تحصل الا عند تصور	اس مطلب مین یہ ہے کہ محبت کسی سے اسی وقت
حصول خیر وکمال فالمحبۃ حالۃ معللۃ بھذا التصور	ہوتی ہے کہ جب کسی خوبی کا تصور کرتے ہین اور جب

المخصوص فمتى كان هذا التصور حاصلا كانت تصور شر ہوتا ہے تو نفرت ہو جاتی ہے پس محبت

المحبة حاصلة ومتى حصل تصور الشر والبغضاء وعداوت تابع اسی خوبی و برائی کے ہے۔ اب

كانت النفرة حاصلة ثم ان الخيرات و الكمالات وہ خیر و خوبی دو طرح کی ہین۔ ایک تو وہ

على قسمين احدهما الخيرات و الكمالات جو دائمی اور باقی ہین ان کو زوال نہین کہ وہ

الباقية الدائمة المبرأ عن جهات التغيير کمالات نفسانی ہین دوسرے وہ جو ہر وقت

والتبديل وذلك هو الكمالات الروحانية معرض زوال و تغیر و تبدل مین ہین جن کو کمالات

والسعادات الالهية والثاني هو الكمالات جسمانی سے تعبیر کرتے ہین کہ وہ مثل پارے کے

المتبدلة المتغيرة وهي الكمالات الجسمانية ڈھلتے ہین کہین قرار نہین ہوتا مثلاً کسی آدمی

والسعادات البدنية فانها سريعة التغير نے یہ خیال کیا کہ ہم زید کی صحبت مین رہین گے

والتبدل كالزيق ينتقل من حال الى تو دولت ملے گی پس اس خیال سے محبت ہوتی

حال فالانسان يتصور ان له في صحبة زيد ہے اور جب یہ خیال ہوا کہ ہم کو کوئی نفع نہین تو

يحصل مالا عظيما فيحبه ثم يخطر بباله ان اس سے نفرت و عداوت ہو گئی اسی وجہ سے

ذلك المال لا يحصل فيبغضه ولذلك قيل کہا جاتا ہے کہ درمیان عاشق و معشوق کے ایک ہی

ان العاشق والمعشوق ربما حصلت الرغبة روز مین چند بار محبت و عداوت ہو جاتی ہے

والنفرة بينهما في اليوم الواحد مرارا لان کیونکہ محبت عاشق بغرض لذت جسمانی ہے اور

المعشوق انما يريد العاشق لماله والعاشق انما محبت معشوق بغرض مال۔ چونکہ یہ دونون چیزین

يريد المعشوق لاجل اللذة الجسمانية وهذه ہر وقت معرض تغیر و زوال مین ہین تو جو محبت

الامران مستعدان للتغير والانتقال اسکے تابع ہوگی وہ بھی زوال و تغیر کے پھیر مین

فلاجرم كانت المحبة الحاصلة بينهما رہے گی پس جو محبت و مودت تابع مال و

والعداوة الحاصلة بينهما غير باقيتين
بل كانتا سريعتي الزوال والانتقال
اذا عرفت هذا فنقول الموجب للمحبة والمودة
ان كان طلب الخيرات الدنيوية والسعادات
الجسمانية كانت تلك المحبة سريعة الزوال
والانتقال لان اجل المحبة تابعة لتصور
الكمال وتصور الكمال تابع لحصول ذلك
الكمال فاذا كان ذلك الكمال سريع الزوال
والانتقال كانت معلولاته سريعة التبدل
والزوال واما ان كان الموجب للمحبة
تصور الكمالات الباقية المقدسة عن
التغير والزوال كانت تلك المحبة ايضا
باقية امنة من التغير لان حال المعلول
في البقاء والتبدل تبع لحال العلة وهذا
هو المراد من قوله الاخلاء يومئذ بعضهم
لبعض عدو الا المتقين اذا عرفت هذا فنقول
العرب كانوا قبل مقدم الرسول طالبين
للمال والجاه والمفاخرة وكانت محبتهم
معللة بهذه العلة فلا جرم كانت تلك المحبة

لذت جسمانی ہے وہ ہر وقت قابل زوال و
تغیر ہوگی کیونکہ جب خود علت کا یہ حال ہے
تو معلول کا بدرجہ اولی یہ حال ہوگا اور تو محبت و
مودت اُن کمالات باقیہ ومناقب غیر زوال پذیر
کے تابع ہو بس وہ محبت ومودت بھی باقی
رہے گی اور زوال پذیر نہ ہوگی اور یہی مضمون
اس آیہ کا ہے جو خدا فرماتا ہے کہ دوست روز
قیامت باہم دشمن ہونگے مگر نیکوکار پرہیزگار
لوگ۔ پس جب یہ سمجھ چکے تو اب ہم کہتے ہیں
کہ عرب کے لوگ قبل مقدم رسول طالب مال وجاہ
وخواہاں مفاخرت وعزت تھے پس اُن کی
محبت بھی انھیں اغراض پر مبنی تھی اس لئے یہ محبت
جسلہ زوال پذیر ہوئی کہ ہر وقت ذرہ ذرہ سی
بات پر آمادہ فتنہ وفساد اور قتل پر تیار رہ جاتے
تھے جب رسول نے ان کو دعوت اسلام دی
اور خدا کی عبادت کی طرف رغبت دلائی اور
ترک خواہشہائے دنیا اور میل طرف آخرت کے
ترغیب دلائی تو وہ بعض عناد آپس کا دور ہوا
اور مثل بھائی بند کے ہو گئے جب رسول اللہ نے

سرعۃ الزوال وکانوا بادنی سبب یقعون فی الحروب والفتن

وفات پائی اور ابواب دنیا اُن لوگون پر مفتوح

فلما جاء الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ودعاھم الی

ہوے اور اُسکے خواہان وجویان ہوے تو پھر

عبادۃ اللہ تعالیٰ والاعراض عن الدنیا والاقبال علی الاخرۃ

اپنی حالت سابقہ پر عود کر گئے۔ اور آپس مین جنگ

زالت الخصومۃ والخشونۃ عنھم وعادوا اخوانا متوافقین

وجدال شروع کردی۔ پس یہی سبب حقیقی ہے۔

ثم بعد وفاتہ علیہ السلام لما انفتحت علیھم ابواب الدنیا

ان لوگون کی جنگ وجدال وحرب و

وتوجھوا الی طلبھا عادوا الی المحاربۃ بعضھم بعضا

قتال کا۔

ومقاتلۃ بعضھم مع بعض فھذا ھو السبب الحقیقی فی ھذا الباب۔ انتھی۔

حضرت عمر کا قول کہ آنحضرتؐ کا علیؑ کی خلافت کا حکم لکھنا مقصود تھا

۱۲ھم قطع نظر ان شہادتون کے خود حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہؐ علیؑ کی جوش محبت مین خطا کر جاتے تھے۔ اور دوات وقلم اسی غرض سے طلب فرمائی تھی کہ علیؑ کی خلافت کا حکم لکھدین مگر مین نے لکھنے نہین دیا۔ (ان تمام اقوال کی بابت اصل عبارات اوپر نقل کی گئین ہین)

خلافت خلفاء ثلثہ باعث زوال اسلام وکشت وخون ہوئی

غرض یہ کہ اصحاب اُن آیات واحادیث سے جو جناب امیر علیہ السلام کی امامت واطاعت کے بارے مین تھین خوب واقف تھے۔ مگر بقول علماے اہل سنت دولت وسلطنت کی حرص وطمع ان پر غالب ہوئی۔ آخر اُسکے پیچھے احکام خدا ورسول کو پس پشت ڈال کر امام منصوص من اللہ کی امامت اور اطاعت سے منھ موڑ بیٹھے اور خداے پاک کے اس حکم:۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا

سب ملکر مضبوطی سے اللہ کی رسّی پکڑے رہو

ولا تفرقوا۔

اور ایک دوسرے سے الگ نہو۔

پر توجہ نہ کی۔ آخر جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ بند ہوتے ہی سقیفہ بنی ساعدہ مین وہ تخم بویا جس کے تلخ اور زہریلے پھل نے اسلامی جماعت مین ایسا تفرقہ ڈالا کہ اعضاء یکدیگر سے اعداے یکدیگر ہوگئے۔ اسنے نہ صرف مسلمانون کی بلکہ آل رسول واولاد بتول کے خون کی ندیان

بہاٰ ین حالانکہ خداوند تعالیٰ نے آیۂ شریفہ :-

فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم

کیا تم سے کچھ دور ہے کہ اگر تم حکم ہو جاؤ تو زمین مین فساد اور قطع رحمی کرو۔

پ ۲۶ (محمد) ع ۳

نے ان کو متنبہ کر دیا تھا۔ اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہمیشہ حرص و ہوا سے بچنے کی ہدایت و نصیحت فرماتے رہے۔ یہان تک کہ وقت رحلت جو خطبہ مسجد مین ارشاد فرمایا تھا اُس مین حسب روایت مدارج النبوۃ خاص اصحاب سے خطاب کر کے یہ ارشاد کیا تھا کہ

نمی ترسم از شما کفر و شرک را لیکن می ترسم کہ در دنیا رغبت کنید و تقاتل کنید بہ یکدیگر

اصحاب کے حق مین ارشاد کیا کہ مجھے تمہاری طرف سے یہ خوف تو نہین کہ پھر کفر و شرک کرنے لگو گے لیکن اسکا اندیشہ ہے کہ دنیا کی رغبت کرو گے اور آپس مین جدال و قتال کرو گے

ماوراء ان احکام کے جن مین حق سبحانہ تعالیٰ نے حرص دنیا سے منع فرمایا ہے۔ اپنی حجت پوری کرنے کی غرض سے پچھلی اُمتون کے واقعات اور حالات بھی سنا دئے تھے۔ اپنے انبیا اور مرسلین سے سرکشی و نافرمانی کر کے انھون نے جو عذاب بھگتے تھے اُن سے بھی تہدید و تخویف آگاہ و خبردار کر دیا تھا جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے کہ۔

الم یاتھم نباء الذین خلوا من قبلھم قوم نوح وعاد وثمود وقوم ابراھیم واصحاب مدین والمؤتفکات اتتھم رسلھم بالبینت فما کان اللہ لیظلمھم ولکن کانوا

کیا اُن لوگون کے حالات کی خبر نہین ہے جو اُن سے پہلے گذرے ہین یعنی نوحؑ کی قوم اور عاد و ثمود اور ابراہیمؑ کی قوم اور مدائن والے اور اُلٹی ہوئی بستیون والے کہ اُن کے پاس اُنکے رسول واضح و روشن معجزے لیکر آئے تھے (تو

انفسھم یظلمون — وہ مبتلاے عذاب ہوے اور) خدا نے اپر ظلم نہین کیا

(پارہ (۱۰) سورہ توبہ رکوع ۱۵) — بلکہ یہ خود اپنے اوپر ظلم کرتے تھے ۔

دوسری آیت

اولم یسیروا فی الارض فینظروا — کیا ان لوگون نے روے زمین پر چل پھر کر نہین

کیف کان عاقبۃ الذین کانوا من — دیکھا کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے اُن کا انجام کیا ہوا

قبلھم کانوا ھم اشد منھم قوۃ — (حالانکہ) وہ لوگ (شان و عمر سب مین) اور زمین

واثارا فی الارض فاخذھم اللہ — پر اپنی نشانیان اور (یادگار عمارتین) وغیرہ چھوڑ جاتے

بذنوبھم وما کان لھم من — ہین ان سے کہین بڑھ چڑھ کر تھے تو خدا نے اُن کے

اللہ من واق ذلک بانھم کانت — گناہون کی وجہ سے انکے لے لیا کی اور خدا کے

تاتیھم رسلھم بالبینات — غضب سے) اُن کا کوئی بچانے والا بھی نہ تھا۔ یہ اس سبب سے

فکفروا فاخذھم اللہ انہ — کہ انکے پیغمبر انکے پاس واضح اور روشن معجزے لیکر آئے

قوی شدید العقاب ط — اسپر بھی اُن لوگون نے نہ مانا تو خدا نے تعالی نے انھین

(پارہ (۲۴) سورہ مومن رکوع ۸) — لے ڈالا۔ بلاشبہ وہ قوی اور سخت عذاب والا ہے ۔

بہرحال خدا و رسول نے تو بہت کچھ سمجھایا۔ غفلت کی نیند سونے والون کو بہتیرا جگایا۔ مگر اسپر بھی اُن کو عبرت نہ ہوئی۔ قولہ تعالی

ماتاتیھم من اٰیۃ من — اللہ کی نشانیون مین سے کوئی نشانی

اٰیات ربھم الا کانوا عنھا — بھی ایسی نہ آئی جس کو دیکھ کر اُنھون نے عبرت

معرضین — (پارہ (۷) سورۃ انعام ع ۱۶) — پکڑی ہو اور غفلت و سرکشی سے باز آئے ہون

پس جس طرح پچھلی امتون نے خدا و رسول کی نافرمانی کر کے سزا پائی وہی حالت مسلمانون کی ہوئی اور ہو گی ؎

نہین قوم مین گرچہ کچھ حال باقی　　ابھی اور ہونا ہے پامال باقی

بیشک جن لوگون نے خدا کی رسی کو چھوڑ کر آپس مین پھوٹ ڈالی ان کا فیصلہ ضرور کیا جائے گا جیسا کہ خود فرماتا ہے :-

ان الذین فرقوا دینھم　　بیشک وہ لوگ جنھون نے اپنے دین مین

وکانوا شیعا لست منھم فی شیئ　　پھوٹ ڈالی اور گروہ گروہ ہو گئے تم کو ان سے

انما امرھم الی اللہ ثم ینبئھم　　کچھ سروکار نہین ان کا فیصلہ خدا کے ہاتھ ہے

بما کانوا یفعلون　　پر وہ جو کچھ (نیک و بد) دنیا مین کیا کرتے۔ وہ

(پارہ (۸) سورۂ انعام رکوع ۲۰)　　انھین بتا دے گا۔

اب انصاف فرمائیے کہ یہ مذہبی اختلاف جس کا بیج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے ساتھ ہی سقیفہ مین پڑا کیا حضرت علیؑ نے بویا تھا کیا حضرت علیؑ اس قول کے مصداق ہین ؟ ؎

چون صحابہ حبِ دنیا داشتند　　مصطفٰے را بے کفن بگذاشتند

کیا حضرت علیؑ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لاش چھوڑ کر سقیفہ گئے تھے ؟ اور انصار سے آمادۂ جنگ پیکار ہوے تھے ؟ کیا حضرت علی نے زکوٰۃ نہ دینے والون کو قتل کرایا اور جلایا تھا کیا حضرت علی نے اپنی خلافت کے استحکام کی غرض سے ابوسفیان کو ملک شام کی حکومت دے کر ملا لیا تھا۔ کیا حضرت علیؑ نے مجلس شوریٰ قائم کی تھی جس کے نتائج جو ہوے وہ ظاہر ہین حالانکہ حسب روایات مندرجہ کتب اہل سنت وہ جناب تو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز و تکفین مین مصروف تھے۔ جب اس سے فارغ ہوے تو دروازہ بند کر کے ترتیب قرآن مجید مین مصروف ہوے

لیکن اسپر بھی اُن جناب کو چین نہ لینے دیا اور دربار خلافت سے بیعت کرنے پر اس قدر تشدد کیا گیا کہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر جلانے کی تیاریان شروع کردین۔

یہ بھی کتب اہل سنت مین مذکور ہے کہ ابوسفیان نے جناب امیر المومنین ؑ کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا۔

ہم؟ "کہ ابوبکرؓ کو خلافت کا کیا حق تھا اِسکے مستحق تو آپ ہین اُٹھئے مین اپنے اور قبیلہ سے آپ کی مدد کرون گا۔"

اگر آپ کو مسلمانون کے خون کی ندیان بہاکر خلافت پر قبضہ کرنا منظور ہوتا تو بزور شمشیر حاصل کر لیتے جیسا کہ آپکے خطبۂ شقشقیہ سے ظاہر ہوتا ہے لیکن آپنے اسلام تلف ہونے کے خیال سے دعوت کو رد فرمایا۔ جب جناب امیر علیہ السلام ظاہری مسند خلافت پر متمکن ہوے تو حضرات طلحہؓ و زبیرؓ جنھون نے خود ہی تو حضرت علیؑ کو خلیفہ کیا اور بیعت کی مگر جب دیکھا کہ علیؑ تو سیرت رسول پر چل رہے ہین۔ اور قوی وضعیف ان کی نظر مین برابر ہین تو اُن جناب سے منحرف ہوگئے اور سازش کرکے مکہ پہونچے۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کو امیر الجیش بناکر بصرہ مین علم بغاوت بلند کیا۔ چنانچہ جنگ جمل اس بغاوت وعداوت پر شاہد ہے حضرت علیؑ تو ان کی آنکھون مین شروع ہی سے کھٹکتے تھے پھر ان صدیقہ کو علیؑ کی خلافت کب گوارا ہوسکتی تھی آخر ہزارون مسلمانون کے خون کی ندیان ان معظمہ کی بدولت بہ گئین۔

بھائیو! یہ وہ تخم فساد ہے کہ غیر مذہب والے بھی اسپر معترض ہین۔ چنانچہ کسی نے نپولین بوناپارٹ سے پوچھا کہ:۔

ہم؟ "اسلام کے تنزل و انحطاط کا باعث کیا تھا؟ اس نے کہا کہ بعض نفس پرست اور خود غرض اشخاص نے رخنہ اندازی کی اور اپنی نفسانیت کے لئے مسلمانون کی متفقہ جماعت مین تفرقہ ڈالا

یہی تفرقہ باعث تنزل اسلام ہوا"۔

کیا یہ جدال وقتال اور حرص ہوا بغض وحسد اصحاب کا تمہارے چھپانے سے چھپ سکتا ہے

بلکہ جتنا تم چھپاتے ہو اتنا اور کھلتا ہے ؎

نکوئی تا بمستوری ندارد　　چو در بندی زروزن سر برآرد

قولہ تعالےٰ

وما تفرقوا الا من بعد　　اور بعد اس کے ان کے پاس علم آچکا تھا

ما جاءھم العلم بغیا بینھم　　وہ محض آپس کے حسد کے باعث فرقے فرقے

ولولا کلمۃ سبقت من ربک　　بن گئے۔ اور اگر تمہارے پروردگار کا حکم ایک

الی اجل مسمّیً لقضی بینھم۔　　مدت معینہ کے لئے نہ ہوچکا ہوتا تو ان کے

پارہ ۲۵ سورۃ الشوری رکوع ۲　　مابین کبھی فیصلہ ہوچکا ہوتا۔

غرض المختصر ایک اسلام کے تہتر ٹکڑے ہونا کتاب اللہ کا جلانا۔ خدا کے گھر میں چار مصلے بنانا۔ بنت رسول اللہ کے گھر جلانے کا قصد کرنا۔ ان معصومہ کو میراث پدری سے محروم کرنا، فدک اور اس ضبط کیا جانا۔ خلافت بنی امیہ وبنی عباس میں منتقل ہونا۔ وصی رسول اللہ کا شہید ہونا۔ امام حسن علیہ السلام کو زہر سے ہلاک کرنا۔ اور جنازہ پر تیروں کا مینھ برسانا۔ میدان کربلا میں مظلوم حسین علیہ السلام کا مع اولاد واقربا واعوان وانصار ظلم وستم سے شہید ہونا۔ خیام ذوی الاحترام کو جس میں رسول اللہ صلعم کی نوامیاں تھیں جلانا۔ رسول اللہ کی نواسیوں کو بندی بنا کر سربرہنہ بازاروں میں پھرانا اور دربار کوفہ وشام میں کھڑا کرنا۔ اور دیگر سادات بنی فاطمہ کے خون سے گارا بنا کر بغداد کی دیواریں تعمیر ہونا۔ مسجد نبوی میں گھوڑوں کا باندھنا۔ منبر اور قبر شریف کا لید اور پیشاب سے نجس ہونا اور لباس خانہ کعبہ کا تنور میں جلانا بشمار اطفال کا نسل حرام سے پیدا ہونا۔ اسی برس تک نفس رسول پر تبرا کرنا۔

یہ سب کچھ خاص انھین اصحاب کی بدولت ہوا جنھون نے اللہ جل شانہ کے احکام اور رسول اللہ کی احادیث کو مثل حدیث الثقلین۔ حدیث مدینہ۔ حدیث منزلت۔ حدیث قرطاس۔ حدیث طیر وغیرہ وغیرہ سے صریح انحراف و اختلاف کیا۔ کہنے کو تو حسبنا کتاب اللہ کہا لیکن عمل کے وقت اس کو بھی بالائے طاق رکھا۔

قولہ تعالیٰ

والذین ینقضون عھد اللہ من	جو خدا سے عہد و پیمان کر کے پھر اسے توڑ دیتے
بعد میثاقہ ویقطعون ما امر اللہ بہ	ہین اور جن چیزون کے وصل کا خدا نے حکم دیا تھا
ان یوصل ویفسدون فی الارض	ان مین فصل کرتے ہین۔ اور زمین مین فساد
اولئک ھم الخاسرون	کرتے ہین۔ یہی لوگ نقصان مین رہنے والے
(پارہ اول سورۃ البقر رکوع سوم)	ہین۔

ع پس یہ آگ انھین حضرات کی لگائی ہوئی ہے جسکے بجھانے مین اہل سنت تیرہ سو برس سے سرگرم ہین مگر کسی طرح نہین بجھتی بلکہ جس قدر سعی کرتے ہین اور بھڑکتی ہے ع

"مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی"

الحاصل مکے مدینے مین مومنین بھی بستے ہین اور منافقین و ضالین بھی۔ مومنین قرآن و اہلبیت کے پیرو ہین اور ضالین دوسرون کے۔ اگرچہ یہ زمانہ آل رسول سے خالی ہے مگر اپنے پیشواؤن کی پیروی کر کے ان خاصان خدا کے نام ہی پر اپنے بغض و کینے کا اظہار کرتے ہین۔ جیسا کہ ان پاک جگہون مین رہ کر یوم عاشورہ محرم کو عید مناتے ہین اور بڑا مبارک دن سمجھتے ہین۔

ع پس جو کہ دوست خلفاء کو آل رسول سے تھی وہی انکے معتقدین کو اہلبیت رسول و شیعیان علی سے ہے جو فسق و فجور ان کے وقت مین تھا وہی آجتک جاری ہے اور جو بدعتین ان کے عہد مین تھین وہی تمام مکہ و مدینہ بلکہ کل عرب مین اب بھی ہے ؎

ہست محفل بر آن قرار کہ بود　　دست مطرب بر آن ترانہ ہنوز

قال صحیح

ہم حیران ہین کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین اس تیرہ سو برس کے عرصہ مین ایک بھی پاک اعتقاد نہ ہوا اور اس پاک جگہہ مین کسی مومن کا گذر نہ ہوا تو پھر وہ کونسا مقام ہوگا جہان کے رہنے والے مومن اور مسلمان ہون گے اور خدا کے اور رسول کے گھر کو چھوڑ کر ایمان والے رہتے ہونگے۔ اے بھائیو! بجز اسکے کہ یہ امر قبول کیا جائے کہ اصل دین مذہب وہی ہے جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے رہنے والون کا ہے کوئی دوسرا علاج نہین۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

قول

بنی ہاشم و آل رسول
دہن کے متعلق ہین

اصحاب مومنین اور بنی ہاشم انھین پاک جگھون کے رہنے والے تھے۔ آل رسول کو خدائے تبارک وتعالیٰ نے ان پاک جگھون سے بھی بڑھ کر شرف بخشا ہے وہ ایسے ہادی تھے جن کی ہدایت و نصیحت سے بت پرست خدا پرست بن گئے۔ انھون نے اپنے دین کی ترویج کے پیچھے اپنی جانون کی بھی قربانیان کردین۔ وہ نفوس قدسیہ محرم اسرار الٰہی اور معارف رموز قرآنی تھے۔ اور اپنے جد اعلےٰ کے قدم بقدم چلنے والے۔ خوے رسالت و بوے نبوت ان خاصان خدا کے رگ و ریشے مین تاثیر کرگئی تھی اگر خدا کے ان پیارے بندون کا قدم بیچ مین نہ ہوتا تو نبوت اور رسالت ہی ختم نہ ہوتی۔ اُن کو اللہ جل شانہ نے بجز نبوت و رسالت و جمیع کمالات و صفات عطا فرماے جو ختم المرسلین و رحمۃ للعالمین مین تھے ؎

که بودند ہر یک بسانِ علی نبیؐ را وصی و خدا را ولی
در ایام خود ہر یکے شہریار بر اہلِ جہان حجت کردگار
بقدر و بعز و بجاہ و شرف ہمہ ہم ترازوے شاہِ نجف
ہمہ چون محمدؐ منزہ صفات ہمہ صاحب حکم بر کائنات
بقدر و شرف نور چشم رسول جگر گوشہ ہاے علی و بتول
جہان را قیام از صفاتِ ہمہ سپہر برین کم ز ذاتِ ہمہ
بعلم و بقدرت ہمہ منتہی ہمہ چون محمدؐ ہمہ چون علیؑ
ہمہ غنچہ باغ شاہِ نجف بود یازدہ گوہر از یک صدف
نداند یقین قدر شان ہیچکس خدا و پیمبر شناسند و بس

بترتیب امامِ زمان بودہ اند، نگہدار این خاکدان بودہ اند

نمی بود اگر ذات شان درمیان نمی بود بعد از پیمبر جہان

چنان عاجز از وصف ایشان عقول کہ از حمد یزدان و نعتِ رسول

چہ گویم کہ آن پیشوایانِ دین چہ دیدند از گمرہانِ لعین

چہ کردند اعدا از رشک و حسد وز ایشان نیامد مکافات بد

ستم می کشیدند از ناکسان دعا بود از ایشان مکافات آن

ہزاران درود و ہزاران سلام

زبادِ دمِ خدمتِ ہر امام

حذا نے آل رسول پر متواتر فرما!

دہم اگرچہ خلفا نے آلِ رسول کی منزلت و مرتبت گھٹا کر اور ان کی میراث وغیرہ ضبط کر کے اُن کو عامۃ الناس کی نظروں مین حقیر و ذلیل کر دیا تھا مگر بمصداق

دولت نہین انسان کی کچھ قدر بڑھاتی دنیائے دنی کام کسی کے نہین آتی .

گو فقر ہو عالی نسبی پر نہین جاتی بینا جو ہین وہ دیکھتے ہین جوہر ذاتی .

محتاجی سے کم رتبۂ عالی نہین ہوتا

عزت وہ خزانہ ہے جو خالی نہین ہوتا

ان انوارِ الٰہی کی عظمت اور منزلت خاص و عام سب کی نگاہون مین بڑھتی ہی گئی چنانچہ ان خاصانِ خدا کی علو مرتبت و جلالت قدر کی نسبت حافظ ابو نعیم حلیۃ الاولیا مین ایک روایت لکھتے ہین جسکی نقل ارجح المطالب مین اِسطرح کی ہے :-

اخرج ابو نعیم انہ لما حج ہشام حافظ ابو نعیم راوی ہین کہ جب ہشام بن

بن عبد الملک فی حیوٰۃ ابیہ فاجتھد عبد الملک اپنے باپ کی زندگی مین حج کرنے

ان یستلم الحجر فلم یمکنہ من الازدحام
فنصب منبرا الی جانب زمزم وجلس
ینظر الی الناس وحولہ جماعتہ
من اعیان اھل الشام فبینما
ھو کذلک اذا قبل زین العابدین
علیہ السلام فلما انتھی الی الحجر
تنحی لہ الناس حتی استلم فقال
رجل من اھل الشام لھشام من
ھذا قال لا اعرفہ فخاف
ان یرغب اھل الشام فی زین
العابدین فقال الفرزدق
انا اعرفہ ثم انشأ

کیلئے گیا۔ اُنسے حجرالاسود کے بوسہ کے لئے نہایت
زور مارا لیکن لوگون کی بھیڑ کی وجہ سے اُسکو یہ شرف
حاصل نہ ہوسکا۔ پس ایک منبر پر زمزم کے قریب جاکر بیٹھ گیا
اور لوگون کی آمدرفت دیکھنے لگا۔ اُسکے گرد اعیان اہل شام
کی ایک جماعت کھڑی ہوئی تھی۔ وہ اِسی حال مین بیٹھا
ہوا تھا کہ ناگہان جناب امام زین العابدین علیہ السلام
تشریف لائے جب حجرالاسود کے پاس پہونچے تو لوگ
منتشر ہوگئے۔ یہانتک کہ آپنے حجرالاسود کو چوما۔ اہل شام
مین سے ایک آدمی نے ہشام بن عبدالملک سے پوچھا کہ کون
بزرگ ہین جنکی لوگ اسقدر تعظیم کرتے ہین ہشام اس خوف سے کہ مبادا
یہ لوگ امام زین العابدین علیہ السلام کی جانب کھنچ جائین
یہ کہنے لگا کہ مین نہین جانتا کہ یہ کون ہین۔ ابوفراس فرزدق
جو اُس زمانے مین مشہور شاعر تھا کہنے لگا مین انکو بخوبی جانتا ہون

ارجح المطالب صفحہ (۳۵۲)

اور اسنے فی البدیہ یہ قصیدہ پڑھکر سنایا۔

یہ قصیدہ عربی مین ہے جسکے مفہوم کو جناب ملا جامی نے فارسی مین نظم کیا ہے اُسکے چند اشعار
بغرض دلچسپی ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہین اور وہ یہ ہین:۔

آن کس ست این کہ مکہ و بطحا — زمزم و بوقبیس و خیف و منا
حرم و حل و بیت و رکن و حطیم — ناودان و مقام ابراہیم
مروہ سعی و صفا حجر عرفات — طیبہ و کوفہ کربلا و فرات

هر یک آمد بقدر او عارف — بر علو مقام او واقف

قرة العین سید شهداست — زهره شاخ دوحه زهراست

میوهٔ باغ احمدِ مختار — لالهٔ باغ حیدرِ کرّار

چون کند جای در میانِ قریش — رود از فخر بر زبان قریش

از چنین عزّ و دولتِ ظاهر — هم عرب هم عجم بود قاصر

جد او را بمسند تمکین — خاتم الانبیاست نقش نگین

لائح از روی او فروغ هدا — فائح از خوی او شمیم وفا

طلعتش آفتاب روز افروز — روشنائی فضای ظلمت سوز

جدِ او مصدرِ هدایتِ حق — از چنین مصدری شده مشتق

در عرب، در عجم بود مشهور — گوناند مغفلی مغرور

همه عالم گرفت پرتو خور — گر ضریری ندید از آن چه ضرر

شد بلند آفتاب بر افلاک — بوم اگر زو نیافت بهره چه باک

برنکو سیرتان و بدکاران — دست او ابر موهبت باران

فیض آن ابر در همه عالم — گر بریزد همی نه گردد کم

حبِّ ایشان دلیل صدق و وفاق — بغض ایشان دلیل کفر و نفاق

قربشان پایهٔ علو و جلال — بُعدشان مایهٔ عتو و ضلال

گر شمارند اهل تقوی را — طالبانِ رضای مولا را

اندران قوم مقتدا باشد — اندران خیل پیشوا باشد

ذکرشان سابق ست در افواه — بر همه خلق بعد ذکر الٰه

ہر سر نامہ را روا ج انمزا ے

نام انشان ست بعد نام خدا ے

شام یہ مدح سنکر آتش حسد سے جل گیا اور فرزدق کو قید کر لیا ۔

آخر خلفائے وقت کے ظلم و جور سے وہ ہادیان دین اور وارثان خاتم النبیین خدا و رسول کا گھر چھوڑ کر متفرق ہو گئے اور جس سرزمین پر ان کے قدوم میمنت لزوم سے شرف حاصل ہوا وہان دین و ایمان کی شعاعین پھیلتی گئین ۔ جسکے علماے اہلسنت بھی معترف ہین جیسا کہ تاریخ اسلام سے دلیل دوم ہین منقول ہے کہ

یہ امام نہایت باوقعت ہین جن کو لوگ مذہبی اُمور مین اپنا مقتدا مانتے ہین جنکی بدولت مسلمانون کی صورت دیکھی جاتی ہے ۔ اور اس مین شک نہین کہ مذہبی امور مین ان لوگون کے بہت کچھ احسانات مسلمانون کی گردن پر ہین "

بجائیو بجز اسکے کہ یہ امر قبول کیا جائے کہ اصل دین و مذہب وہی ہے جسکے معتقد وہ اہل مکہ و مدینہ ہین جو اپنے پیغمبر کے ارشاد :-

انی تارك فیکم الثقلین کتاب	مین تم مین دو چیزین گران قدر چھوڑے
اللہ وعترتی اھلبیتی ما ان تمسکتم	جاتا ہون یعنی کتاب خدا اور اپنے اہلبیت اگر
بھما لن تضلوا بعدی	تم ان کو پکڑو گے تو میرے بعد گمراہ نہوگے ۔

پر عامل اور اہلبیت علیہم السلام سے متمسک ہین اور کوئی علاج نہین ۔

قبل اسکے کہ مین اس جلد کو ختم کرون اس کا افسوس کرتا ہون کہ جناب اخی المعظم نواب محسن الملک انتقال فرما گئے ۔ ورنہ عرض کرتا کہ باوجودیکہ آپنے مابہ النزاع مسئلہ فضیلت صحابہ قرار دیکر اصحاب ثلثہ رضؓ کو تمام اُمت سے مرتبے مین اعلے و افضل اور ایمان و اسلام مین کامل ٹھیرانے مین سعی بلیغ فرمائی مگر

جو باتین غصب حقوق اہلبیت کی امامیہ بیان کرتے ہین اگر وہ صحیح ہین تو سنے کل اصحاب و مہاجرین و انصار کا اسلام سے بے بہرہ ہونا لازم آتا ہے

بالآخر اُن کوششون کا یہ نتیجہ نکلا کہ بوجہ اُن بدسلوکیون کے جوان حضرات سے آل رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وقوع مین آئی تھین۔ خود آپ ان کو دائرہ اسلام سے باہر سمجھتے ہین چنانچہ انکی شان مین جو کچھ آپنے آیات بینات کے جزو دوم مین تحریر فرمایا ہے اسکی نقل اس موقع پر پیش کیجاتی ہے اور وہ یہ ہے :-

وہ باتین جو حقوق اہلبیت کے غصب کے متعلق امامیہ بیان کرتے ہین اگر صحیح بھی جانین تو اُن سے مہاجرین اور انصار اور کل اصحاب نبوی کا اسلام اور ایمان و اخلاق بلکہ انسانی صفات سے بے بہرہ ہونا لازم آتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ شیخین کو غصب حقوق سے باز رکھنے اور اہلبیت اطہار پر ظلم کرنے مین اُن کے شریک و معین نہوتے یا دیدہ دانستہ اعانت آل رسول سے چشم پوشی نہ کرتے تو دو شخص اور چند اُن کے ساتھی کیونکر ایسی جرأت کر سکتے تھے۔ اور انھین اپنے ظلم و ستم مین کس طرح کامیابی حاصل ہو سکتی تھی (صفحہ ۵ جزو ثانی)

ف ۲ کسی نے وصی برحق امام مطلق کا ساتھ نہ دیا بلکہ خاص بضعہ رسول سیدۃ النساء تین چار رات برابر گھر گھر پیادہ پا دوڑین۔ اور سارے مہاجرین و انصار سے مدد چاہی۔ عمامہ رسول بھی دکھلایا۔ جامۂ نبوی بھی پیش کیا۔ حسنینؑ سے معصوم بچون کے حال پر بھی ترحم کی خواہش کی۔ اور خود بھی ایک دشمن کی لات کے صدمہ سے مجروح ہوئین۔ اور ایک معصوم بچہ بھی شکم مبارک مین شہید ہوا۔ اور داماد رسول کو بھی منافق رسی گلے مین ڈال کر کھینچتے ہوے لیچلے ادھر وہ خدا و رسول کا واسطہ دلاتے رہے۔ اور ادھر سیدہ پاک دروازے سے اس حال زار کو دیکھ دیکھ کر وا ابتاہ وا محمداہ چلاتی رہین اور داد بیداد کا غل ملائکہ نے سُنا۔ اس ہنگامہ قیامت خیز دیکھنے کو سدرۃ المنتہیٰ سے فرشتے دوڑے اور ان منافقون نے کیا جو کچھ کیا۔ اور ان معصومون پر گذرا جو کچھ گذرا۔ پھر ایسی حالت مین کہ غیرون کو رحم آجاتا ہے۔ دشمنون کے دل موم ہو جاتے ہین جس سے کچھ علاقہ نہین ہوتا وہ بھی مدد پر آمادہ

ہوجاتا ہے مظلومون کو ظالم کے ظلم سے بچاتا ہے۔ مگر ایسی تکلیف و مصیبت کی حالت مین بھی نہ کسی نے وصی رسول کی امداد کی۔ اور نہ کسی نے بضعہ نبوی کی اعانت کی سب کے سب بیٹھے بیٹھے تماشا دیکھا کئے

(آیات بینات جزو ثانی مطبوعہ مصطفائی صفحہ ۵۰)

فصل کیا اسلام کی بنیاد صرف اس بات سے مضبوط اور مستحکم مانی جاسکتی ہے کہ تیئیس برس کی مدت مین جو کوشش رسول اللہ صلعم نے ایمان اور اخلاق کی تعلیم پر فرمائی۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آپنے اپنی وفات کے بعد قریب سوا لاکھ آدمیون کے اسلام کے نام لینے والے چھوڑے۔ مگر اُن مین چند عزیزون اور چار آدمیون کے سوا کوئی سچا مسلمان اور پکا مومن اور دل سے خدا و رسول کا ماننے والا اور ان کے حکمون پر چلنے والا نہ تھا۔ باقی نہ صرف منافق اور ایمان سے بے بہرہ تھے۔ بلکہ ایسے ظالم سفاک سنگدل۔ بیرحم تھے کہ آپ کے وفات فرماتے ہی سب نے اسی سردار کے گھر کو لوٹنا شروع کیا جسکے سایہ عاطفت مین پرورش پائی تھی۔ اسی کی اولاد پر ظلم و ستم کرنے لگے۔ جن سے محبت رکھنے اور اطاعت کرنے کا اُنھون نے بارہا اقرار اور دعوے کیا تھا۔ اور ظلم بھی ایسے کئے کہ چشم فلک نے نہ دیکھے تھے۔ اس قسم کے خیالات سے جو خود مسلمانون کا ایک فرقہ رکھتا ہے منکرین نبوت کو ان ثابت کے کہنے کا موقع ملے گا کہ رسالت کا مقصود صرف دنیاوی سلطنت کو قائم کرنا تھا اور لوٹ مار کی طمع اور ریاست کی حرص نے ایک گروہ خود غرض بدنفس طماع اور حریصون کا اسکے بانی کے اردگرد جمع کردیا تھا۔ (صفحہ ۲۲ جزو ثانی)

اس کلام سے صاف ظاہر ہے کہ اگر وہ باتین جو اتلاف حقوق و ایذا رسانی اہلبیت نبوی سے تعلق رکھتی ہین صحیح ہین تو آپ کے نزدیک بھی نہ صرف وہ حضرات بلکہ مہاجرین و انصار اور کل اصحاب نبوی ایمان و اسلام اور اخلاق بلکہ انسانی صفات سے بھی بے بہرہ تھے۔ پس یہ کلام آپکا احقاق مذہب امامیہ اور ابطال مذہب اہلسنت والجماعت پر بخوبی دال ہے۔ اگر آپ ان باتون سے باتباع جناب شاہ صاحب

بفحوائے مصرع :-

"عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ"

امامیہ کا بہتان بتا کر بلطائف الحیل گریز کرنا چاہین تو محال ہے کیونکہ یہ سب باتین خدائے پاک نے جمیع علماء کرام وفضلاء عظام کی زبان قلم سے ثابت کرادی ہین۔

ویحق اللہ الحق بکلماتہ	اور خدا سچی بات کو اپنے کلمات کی برکت
ولو کرہ المجرمون	سے ثابت کر دکھاتا ہے اگرچہ گنہگارون کو
(پ ۱۱ سورۂ یونس ع ۳)	ناگوار ہو۔

کاش اگر آپ حسب کلام بلاغت نظام حضرت نواب میر غسان علیخان بہادر نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ ودولتہ ؎

ہر چہ بینی پرتوے از حسن عالمگیر اوست — جلوہ بسیار ست مادیدۂ بینا کم ست

بنظر تحقیق ان کتب اہلسنت کو ملاحظہ فرماتے جو کہ بتفصیل وتوضیح ان دردانگیز واقعات سے مملو ہین تو فقط امامیہ ہی کا نام نہ لیتے۔

ہر چند کہ یہ باتین ہم نے اسناد کے ساتھ توضیح وتصریح آیات محکمات کی تیسری جلد مین لکھی ہین مگر اس موقع پر کچھ احوال مندرجہ کتب اہلسنت مجملاً تحریر کرتے ہین۔ ملاحظہ فرمائیے کہ آیا وہ باتین صرف امامیہ ہی بیان کرتے ہین یا علماء کرام اہلسنت نے بھی اپنی کتابون کو سقیفہ بنی ساعدہ کے مستند واقعات سے زینت دی ہے اور وہ یہ ہین :-

خطاب میر برسبیل تشدد کے لئے

اول واضح ہو کہ علماء اہلسنت کا بیان ہے کہ جب حضرت ابوبکر مسند نشین خلافت ہو چکے اور جناب امیر المومنین امام المتقین علی مرتضیٰ علیہ السلام نے آپ کی بیعت سے انکار کیا تو حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو چند مسلح لوگون کے ساتھ جناب امیر علیہ السلام کو دربار خلافت مین لانے کے واسطے بھیجا

حضرت عمرؓ نے اپنے ساتھ لکڑی اور آگ لے لی۔ جب یہ جماعت بیت الشرف سیدہ علیہا السلام پر پہونچے تو حضرت عمرؓ نے دروازہ پر کھڑے ہو کر جناب امیر علیہ السلام کو آواز دی کہ باہر نکلو اور چلکر بیعت کرو ورنہ میں گھر کو آگ لگا کر پھونک دونگا۔ حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ تم لوگوں کی یہ بدعہدی ہے جو مجھ سے بیعت کے طالب ہو۔ جناب سیدہ علیہا السلام نے قریب در آکر حضرت عمرؓ سے فرمایا اے ابن خطاب یہ کیا ظلم ہے کہ ہم سوگواروں کو گھر میں بھی چین سے بیٹھنے نہیں دیتے۔ کیا تم کو رسول اللہ نے یہی وصیت کی تھی کہ ہمارا گھر جلا دو۔ حضرت عمرؓ نے کہا خدا کی قسم اگر تم لوگ بیعت نہ کروگے تو میں تمہارا گھر جلادونگا۔ حضرت سیدہؑ یہ سنکر فرمانے لگیں۔ اے پدر بزرگوار۔ اے رسول خدا دیکھئے کہ آپ کے بعد ہم پر کیا ستم ہو رہے ہیں۔ آخرکار جناب امیر علیہ السلام کو پکڑ لیگئے حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے سامنے آپ کو کھڑا کر کے کہا کہ بیعت کرو۔ حضرت علیؑ نے فرمایا اگر نہ کروں تو کیا کروگے۔ کہا قتل کرینگے۔ آپ نے فرمایا ایک بندہ خدا اور برادر رسولؐ کا خون کروگے۔ انھوں نے برادر رسولؐ ہونے سے انکار کیا۔ حضرت ابوبکرؓ خاموش بیٹھے یہ باتیں سنا کئے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ کیوں آپ علیؑ کے قتل کا حکم نہیں دیتے۔ انھوں نے فرمایا کہ جب تک فاطمہؑ ان کے پاس ہیں میں علیؑ کو مجبور نہیں کرسکتا۔

پس جناب امیر علیہ السلام دربار خلافت سے نکلکر روضۂ رسولؐ پر آئے اور بادل بریان و چشم گریان فرمایا۔

یا ابن عمان القوم استضعفونی — یعنی اے بھائی قوم نے مجھے ضعیف کردیا

وکادوا یقتلوننی — اور قریب تھا کہ مجھے قتل کرڈالتے۔

جناب امیرؑ کا روضۂ رسولؐ پر آنا۔ حضرت ابوبکر و عمر کا جناب امیر علیہ السلام سے معافی مانگنا اور ان حضرات سے حضرت رسولؐ کا ناراض ہونا

اس واقعہ کے بعد خلیفہ ثانی صاحب سے خلیفہ اول نے فرمایا کہ آؤ فاطمہؑ کے پاس چلیں اور ان کو راضی کریں کیونکہ ہم نے ان کو ناراض و غضبناک کیا ہے۔ دونوں صاحب

درخانۂ زہراؑ پر تشریف لیگئے ۔ دق الباب کیا اور اجازت چاہی۔ جناب فاطمہؑ نے اندر آنے کی اجازت نہ دی۔ دونون حضرت علیؑ کے پاس آئے اور اُن سے گفتگو کی ۔ حضرت اُن کو اندر لے گئے خلیفہ صاحب نے گفتگو شروع کی ۔ اور محبت آمیز کلمات فرمانے لگے کہ مین تو تمھین اپنی بیٹی سے زیادہ عزیز رکھتا ہون اور مین تمھارے حق اور تمھاری شرافت وفضیلت کو پہچانتا ہون ۔ اور یہ بھی جانتا ہون کہ میراث رسول کی تم وارث ہو ۔ مگر مین نے اِسلئے یہ لے لیا کہ مین نے یہ سنا تھا کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ ہم انبیا ورثہ نہین چھوڑتے ۔ اور جو چھوڑتے ہین وہ صدقہ ہے ۔ آپنے فرمایا کہ مین بھی ایک حدیث رسول اللہؐ کی تم کو سُناؤن جس کو تم جانتے ہو ۔ پس تم اُس پر عمل کروگے اور تصدیق کروگے ۔ دونون صاحبون نے فرمایا ہان ہم تصدیق کرینگے آپنے فرمایا کہ مین تم کو قسم دیکر پوچھتی ہون کہ کیا تم نے رسول خداؐ سے یہ نہین سُنا کہ وہ فرماتے تھے

رضاء فاطمۃؑ من رضائی وسخط فاطمۃؑ من سخطی فمن احب فاطمۃؑ فقد احبنی ومن ارضی فاطمۃؑ فقد ارضانی ومن اسخط فاطمۃؑ فقد اسخطنی

یعنے رضا فاطمہؑ میری رضا ہے ۔ اور غضب فاطمہؑ میرا غضب ہے ۔ جس نے میری بیٹی فاطمہؑ کو دوست رکھا اُسنے مجھکو دوست رکھا ۔ اور جس نے اُس کو خوش رکھا اُس نے مجھکو خوش رکھا اور جس نے اُس کو ناراض وغضبناک کیا اُسنے مجھکو ناراض وغضبناک کیا ۔

دونون صاحبون نے فرمایا "ہان" ہم نے رسول اللہؐ سے سُنا ہے ۔ جناب فاطمہؑ علیہا السلام نے فرمایا کہ

فانی اشہد اللہ و ملائکتہ انکما اسخطتمانی و

مین خدا اور اُسکے ملائکہ کو گواہ گردانتی ہون کہ تم دونون نے مجھے ناراض وغضبناک کیا ہے اور

ما ارضیتمانی ولئن لقیت النبی	ہرگز مجھے خوش نہین کیا۔ اور اگر مین رسول خدا سے
لاشکونکما الیہ	ملونگی تو ضرور اُنسے تمھاری شکایت کرونگی۔

خلیفہ صاحب نے فرمایا اے فاطمہؑ مین تمھارے اور رسول خدا کے عتاب وغضب سے پناہ مانگتا ہون۔

یہ کہکر اس طرح رونے لگے قریب تھا کہ دم گھٹ جائے۔ اور جناب فاطمہؑ یہی کہے جاتی تھین۔

واللہ لادعون اللہ علیک فی	خدا کی قسم ہر ایک نماز مین جو مین پڑھونگی
کل صلوٰۃ اصلیھا	اُس مین تمھارے لئے بددعا کرون گی۔

حضرت خلیفہ صاحب روتے ہوئے باہر نکل گئے۔ لوگ گرد جمع ہوئے آپنے فرمایا۔

تم تو اپنے اپنے بسترون مین آرام سے سوتے ہو اور مجھکو اس مصیبت وآلام مین ڈال رکھا ہے رکھو اپنی بیعت کو مجھے اسکی ضرورت نہین معاف رکھو۔

(دیکھو کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ صفحہ ۲۰ مطبوعہ استنبول)

اسی طرح کم وبیش تاریخ ابوالفدا۔ کتاب سقیفہ ابوبکر جوہری۔ تاریخ طبری۔ جمع الجوامع امام سیوطی۔ کنز العمال۔ تاریخ اعثم کوفی۔ روضۃ الصفا۔ روضۃ الاحباب۔ معارج النبوۃ۔ اور تاریخ الاسلام مین ہے۔

اقوال علماء اہلسنت دربارۂ ظلم وجور اہلبیت

فاضل شہرستانی نے کتاب ملل ونحل مین نظام سے جس ظلم کا حال تحریر فرمایا ہے۔ اس کو بھی ملاحظہ فرمائیے۔

دوم	ان عمر ضرب بطن فاطمۃ	روز بیعت عمر نے شکم اقدس فاطمہ پر
	یوم البیعۃ حتی اسقطت المحسن	ضرب پہونچائی جس سے حضرت محسن کا اسقاط ہوا۔
	من بطنھا وکان یصیح احرقوھا	اور چلا رہے تھے کہ اس گھر کو مع گھر والون
	بمن فیھا وما کان غیر علی و	کے جلادو۔ حالانکہ گھر مین سوائے علیؑ اور

فاطمۃؑ والحسنؑ والحسینؑ۔ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کے کوئی اور نہ تھا۔

سوم ابن ابی الحدید نے کتاب سقیفہ مین احمد بن عبد العزیز جوہری سے جس کی علماے اہلسنت توثیق و تمجید کرتے ہین یہ لکھا ہے کہ :۔

"معاویہ کی سختیان مشہور ہی ہین کہ انھون نے حضرت علیؑ کو لکھا کہ کل کے روز کا معاملہ تھا کہ تم نے اپنی زوجہ کو اشتر پر سوار کر کے اور اپنے دونون فرزندون حسنؑ و حسینؑ کا ہاتھ تھام کر کسی نیک و بد کو نہ چھوڑا۔ مگر یہ کہ تم اپنی زوجہ اور فرزندون کے ساتھ اُس کے گھر کے دروازہ پر گئے۔ جبکہ لوگون نے ابوبکرؓ سے بیعت کی تھی اور تم نے اُن لوگون کو مصاحب رسول خداؐ سے جنگ کرنے کے لئے جمع کرنا چاہا۔ مگر چار یا پانچ آدمیون کے سوا اُن مین سے کسی نے تمھارا قول قبول نہین کیا۔ اور اگر تم حقدار ہوتے تو ضرور وہ لوگ تمھارا قول قبول کرتے اور اگر مین تمام پیغمبرون کو فراموش کردون مگر اس کو فراموش نہ کرون گا کہ تم نے میرے باپ سے کہا تھا کہ جب کہ وہ تم کو اُبھارنا اور بھڑکانا چاہتا تھا کہ اگر مین ایسے چالیس آدمیون کو پاتا جو کہ صاحب عزم ہوتے تو ضرور ابوبکر سے جنگ کرتا۔"

(از حق الیقین صفحہ ۲۱۹)

چہارم آل نبیؐ اولاد علیؑ پر جو ایذائین ان حضرات کے ہاتھ سے پہونچین ان کا تذکرہ اپنی کتابون مین نصاریٰ نے بھی کیا ہے چنانچہ ایک پادری صاحب نے جو طاعن اسلام اور ہادی اسلام پر کئے ہین اُن کے جوابات مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب محدث نے اپنی تفسیر حقانی مطبوعہ کوچہ تا! چند دہلی مین دئے ہین۔ کتاب مذکور کے صفحہ ۹۶ پر پادری صاحب کی یہ طعن درج ہے :۔

جب محمدؐ صاحب مر گئے تو یہ سب لوگ ان کا گاڑنا۔ دابنا بھی بھول گئے۔ اور وراثت کی تقسیم مین ایسے مبتلا ہوے کہ مار پٹائی ہونے لگی۔ محمدؐ صاحب کا باغ فدک جو انھون نے اپنی بیٹی

فاطمہ کو بخشدیا تھا چھین لیا۔ محمد صاحب کی بیٹی کی توہین کی۔ صرف محمد صاحب کے داماد علیؑ

نے گوارا کرلیا۔"

جناب مولوی صاحب موصوف نے باتباع اپنے پیرون کے اس طعن کا یہ جواب دے کر کہ "یہ

ایام باڑہ کی گپ ہے" پادری صاحب سے اپنا پیچھا چھوڑایا۔

جب آجکل جناب شاہ صاحب نے جنان جنین کے بعد ان واقعات کی بہت کچھ صورت بدل دی ہے

تاہم اتنا تو حضرت بھی قبول کرتے ہین کہ

"این تہدید و تحویف کسانے را بود کہ خانۂ حضرت فاطمہ زہرا ملجا و ماوا و پناہ ہر صاحب

خیانت و دانستہ در آنجا جمع می شدند۔ و برای برہم زدن خلافت خلیفہ اول بہ کنکاشہا و مشورہا

و سازانگیز قصد میکردند عمر خطاب چون بر این منوال دید۔ گفت کہ خانہ را بر شما خواہم سوخت"

ستم تاریخ ابوالفدا جلد اول صفحہ ۱۵۶ مین ہے۔

فاقبل بمن معہ نار علی ان یضرم الدار عمر آگ لے کے چلے۔ جناب

فلقیتہ فاطمۃ رضی اللہ عنہا و قالت سیدہ نے کہا کیا تم میرا گھر جلانے آئے ہو"

الی این یا ابن الخطاب اجئت لتحرق انھون نے کہا "ہان"

دارنا قال نعم

ہفتم تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۱۹۸ مین لکھا ہے۔

فقال واللہ لاحرقن علیکم عمر نے کہا خدا کی قسم ضرور جلا دون گا۔

او لتخرجن الی البیعۃ یا آکر بیعت کرو۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین تحریر فرماتے ہین:۔

وایم اللہ ماذاک بمانعی عمر رضؓ کہتے ہین قسم بخدا۔ اگر یہ لوگ

ان اجتمع هولاء النفر عندك من ان احرقهم ان
یحرق علیهم البیت قال فلما خرج عمر جاؤها
فقالت تعلمون ان عمر قد جاءنی وقد حلف
بالله لئن عدتم لیحرقن علیکم البیت وایم الله
لیمضین لما حلف

جمع ہوے تو ہم اس گھر کو ضرور جلا دینگے۔ پھر
جناب سیدہؑ نے ان لوگون سے کہا کہ عمر نے
ایسی قسم کھائی ہے۔ اور وہ ضرور پورا کرکے
رہین گے۔

شمس العلماء شبلی نعمانی رقمطراز ہین کہ

"حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہؑ کے دروازہ پر کھڑے ہوکر کہا کہ خدا کی قسم اگر بیعت کے لئے نہ نکلے تو گھر مین آگ لگا دون گا۔

خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی وقت رحلت منجملہ دیگر وصیتون کے جناب امیر علیہ السلام کو ان مصائب کے بارے مین یہ وصیت فرما گئے تھے۔

رسول اللہؐ کی وصیت جناب امیرؑ سے

بعد ازو برادر من علی را بیاورید علی
آمد و برالین آنحضرت نشست و سر بارکش
برزانوے خویش نہاد۔ آن سرور نزمود اے
علیؑ فلان یہودی پیش من چندین مبلغ
دارد کہ ازو بے برائے تجہیز لشکر اسامہ
گرفتہ بودم زنہار کہ حق او را ذمہ من ادا کنی
و نمودا اے علیؑ تو اول کسے خواہی
بود کہ در لب حوض کوثر من برسی۔ و
بعد از من مکروہات تو خواہد رسید۔

اس کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا
میرے بھائی کو میرے پاس حاضر کرو۔ علیؑ حاضر ہوے
اور حضرت کے سرہانے بیٹھے اور سر مبارک
حضرت کا اپنے زانو پر رکھا۔ حضرت نے فرمایا
اے علیؑ فلان یہودی سے کچھ رقم لشکر اسامہ
کی تیاری کے لئے مین نے لی تھی۔ اس کو
ادا کر دینا۔ پھر ارشاد فرمایا اے علیؑ! جو
سب سے پہلے مجھ سے حوض کوثر پر ملے گا وہ
تم ہوگے۔ اور میرے بعد تم پر مصائب گذرینگے

باید کہ دل تنگ نشوی وصبر کنی وچون بینی کہ	چاہیئے کہ تم ان سے مغموم نہو اور صبر کرو اور جب
مردم دنیا اختیار کردند باید کہ تو آخرت	تم دیکھو کہ لوگ دنیا کی طرف جھک گئے تو تم
اختیار کنی (مدارج النبوۃ)	آخرت اختیار کرنا۔

یازدہم کنز العمال مین ہے کہ رسول اللہ صلعم نے صحابہ سے فرمایا:۔

ستبتلون فی اھلبیتی من بعدی میرے بعد تم لوگ مبتلا ہوگے ہمارے اہلبیت مین

جیسا کہ جناب مولوی حامی صاحب تحریر فرماتے ہین کہ:۔

"حضرت امیر المومنین علی رض گفتہ است کہ بارسول صلعم بحدیقہ گذشتم گفتم یا رسول اللہ چہ خوش ست این حدیقہ رسول فرمود مرترا در بہشت بہتر ازین خواہد بود۔ ہمچنین بر ہفت حدیقہ بگذشتم در ہمہ ہیچ خوب ست این حدیقہ رسول فرمود مرترا در بہشت بہتر ازین خواہد بود۔ بعد ازان رسول آواز برداشت وگریہ کرد گفتم یا رسول اللہ چہ میگریاند ترا گفت کینہا، کہ در سینہ ہاے قومی ست از تو کہ آنرا ظاہر نخواہند کرد مگر بعد از من"

(شواہد النبوۃ رکن پنجم قسم ثانی صفحہ ۲۴۳ مطبوعہ عمدۃ المطابع)

پس ان روایتون سے حسب اقوال علمار اہلسنت اصحاب کا اندھیر بخوبی روشن ہے کہ مہر رسالت اور ماہ نبوت کے غروب ہوتے ہی بجاے اس کے کہ ان مظلومہ و غم زدہ اور درد رسیدہ کو جو اپنے شفیق پدر کے غم مین سوگ نشین تھین تسلی و تشفی دیتے اور دلداری غمگساری کرتے۔ ان معصومہ کے زخم جگر پر بجاے تعزیت یہ نمک پاشی کی کہ اس بیت الشرف کے جو مہبط وحی و محل نزول ملائکہ تھا۔ جلا دینے کو گئے اور ان معصومہ و مظلومہ کو وہ شدید ضرر پہونچایا جو آخر کار باعث وفات معصومہ ہوا۔ وصی رسول و برادر رسول صلعم کو جبراً گرفتار کر لیگئے بھرے دربار مین لیجا کر کھڑا کیا بیعت نہ کرنے کی صورت مین قتل کی دھمکی دی۔ ان جناب کی اخوت رسول سے انکار کیا۔ وہ جناب ان مصائب پر روضۂ مقدس رسول اللہ صلعم

پر تشریف لاکر بچشم غمناک عرض کرنے لگے۔ اے آقا۔ اے میرے مولا۔ آپکے بعد مجھے قوم نے ذلیل کیا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر ڈالتے۔ باوجودیکہ جگر گوشہ رسولؐ مقبول صلعم نے عام طور پر مہاجرین و انصار کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! ایک مظلومہ و غمدیدہ کی فریاد تم سن رہے ہو مگر فریاد رسی نہین کرتے لیکن صد حیف کہ بقول آپکے۔

"ایسی حالت مین غیر لوگون کو بھی رحم آتا ہے۔ جس سے کچھ علاقہ نہین ہوتا وہ بھی مدد پر آمادہ ہوجاتے ہین اور مظلومون کو ظالم کے ظلم سے بچاتے ہین۔ مگر ایسی تکلیف و مصیبت کی حالت مین مہاجرین و انصار و اصحاب نبویؐ سے نہ کسی نے وصی رسولؐ کی مدد کی۔ اور نہ کسی نے بضعۂ نبوی کی اعانت کی۔ سب کے سب بیٹھے بیٹھے تماشہ دیکھا کئے

علامہ مسعودی مروج الذہب مین تحریر فرماتے ہین:۔

وقام المقداد فقال ما رأيت	حضرت مقداد نے کھڑے ہوکر کہا کہ جیسی
مثل ما اوذی به اهل هذا البيت	ایذا اہلبیت رسالت کو بعد رسول اللہ پہونچائی
بعد نبيّهم فقال عبد الرحمن	گئی کوئی ایسی ایذا مین مبتلا نہین ہوا عبدالرحمن
بن عوف وما انت وذاك يا مقداد	بن عوف نے کہا اے مقداد تم کو ان باتون مین کیا
فقال والله انی لاحبهم بحب	کیا دخل ہے۔ مقداد نے کہا واللہ ہم ان کو
رسول الله وان الحق معهم	بسبب محبت رسول اللہ دوست رکھتے ہین۔
وفيهم يا عبد الرحمن اعجب	یہ لوگ حق کے ساتھ ہین اور حق انھین مین ہے
من قريش وانت تطولهم على	اے عبدالرحمن تعجب ہے قریش سے اور تم سے
الناس اهل هذا البيت	کہ تم خاندان رسول پر اورون کو غلبہ دے رہے ہو
قد اجتمعوا على نزع سلطان	اور تم لوگون نے اتفاق کرلیا ہے کہ سلطنت

رسول اللہ بعدہ من ایدیھم اما وایم — رسول اللہ کو بعد آنحضرت اہلبیت سے نکال دو

اللہ یا عبد الرحمن لو اجد علی قریش — اے عبدالرحمن قسم خدا کی اگر مجھکو مددگار و

انصارا لقاتلتھم کقتالی ایاھم مع — انصار ملتے تو میں قریش سے پھر ویسا ہی جہاد

رسول اللہ یوم بدر — کرتا جیسا کہ رسول اللہ کے ہمراہ کیا تھا بروز بدر

(مفرج الذنوب ص ۱۶۶ بحوالہ تاریخ کامل جلد پنجم) (یہ کلام حضرت عثمانؓ کی بیعت کے وقت کا ہے)

پس ان واقعات وحالات سے وہی لوگ اٹکا کرینگے جنکے قلوب الفت صحابہ سے مملو اور آل محمدؐ سے مکدر ہین بھائیو! پہلے آل رسول سے محبت وعقیدت پیدا کرو۔ تب ان کے مصائب وآلام کا اندازہ کرو۔ مگر جب تم کو آل رسولؐ سے محبت ہی نہین ہے تو تم اس کی حقیقت کیا جانو۔ اس درد کی حال انکے غلامون کے دل سے پوچھو۔

بسمل کے لوٹنے کی کسی دل کو کیا خبر — غربت مین کون لٹ گیا منزل کو کیا خبر

کشتی کے ڈوب جانے کی ساحل کو کیا خبر — کس پر جفا ہوئی چل گئی قاتل کو کیا خبر

خاروں سے پوچھئے نہ کسی گل سے پوچھئے

صدمہ جو پہنچتا ہے کسی دل سے پوچھئے

قولہ تعالیٰ

لاتحسبن اللہ غافلا عما یعمل — جو کچھ ظالم کرتے ہین۔ اس سے اللہ کو

الظالمون وسیعلم الذین ظلموا ای — غافل ہرگز نہ جانو۔ اور وہ ظالمون سے ظلم و

منقلب ینقلبون۔ — ستم کا عوض لینے والا ہے۔

دوران بقا چو بادِ صحرا بگذشت — تلخی و خوشی وزشت و زیبا بگذشت

پنداشت ستمگر کہ ستم بر ما کرد — بر گردنِ او ماند و بر ما بگذشت

امام حسنؑ کے جنازہ پر تیر پھینکنا اور امام حسینؑ کی لاش پامال کرنا

کوئی یہ خیال نہ کرے کہ اس ستم و جور کا خاتمہ فاطمہ زہراؑ و علیؑ کے ساتھ ہو گیا۔ یہ تو مصائب و آلام کی ابتدا تھی جنکا خاتمہ آل نبیؐ اور اولاد علیؑ پر ہوا۔ جو مظالم ان خاصان خدا پر اصحاب اور خلفاء کے ہاتھ سے پہونچے کیا اُن کی نظیر از آدم تا ایندم کسی نبی و رسول کی آل و اولاد سے مل سکتی ہے و ادریغا کہ ان نفوس قدسیہ کو بعد مرگ بھی ایذائین و تکلیفین پہونچائین۔ جیسا کہ فرزند رسول زمن جناب امام حسن علیہ السلام کے جنازہ پر تیرون کا مینھ برسایا۔ سبط رسول الثقلین امام حسین علیہ السلام کی لاش گھوڑون کے سمون سے پامال کی۔ آہ! آہ!!

بعد مرنیکے بھی جلادون کا یہ کینہ تھا — گھوڑون کی ٹاپین تھین اور شاہ کا وہ سینہ تھا

چنانچہ کتب مقاتل مین منقول ہے۔

فجمع ابن سعدٍ قتلاہ و — عمر سعد نے اپنے کشتون کو جمع کیا اور نماز

صلی علیھم ودفنھم وترک — پڑھکر دفن کیا اور لاشہاے حسینؑ و اصحاب حسینؑ کو

الحسین واصحابہ لما مضی — بے کفن و دفن چھوڑ دیا۔ یعنی بعد شہادت جناب امام حسینؑ

یوم جاء القوم یضحکون الی — چند لوگ ہنستے ہوے عمر سعد کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہمکو

عمر بن سعد وقالوا انا شنا — اجازت ہو کہ ہم لاش حسینؑ پر گھوڑے دوڑائین تاکہ ہمارے

ان اوطینا الخیول جثۃ — آنکھین ٹھنڈی ہون اسلئے کہ انکے باپ نے لیلۃ الہریر اور

الحسینؑ۔ — جنگ صفین مین ہمارے باپ دادا قتل کیے ہین۔ پس آج دن

ہمارے بدلا لیگا ہی۔ یہ سنکر عمر سعد نے اجازت دی۔

اور شاہ صاحب سر الشہادتین مین یہ تحریر کرتے ہین۔

امر عمر بن سعد شمر — حکم کیا ابن سعد اور شمر ذی الجوشن نے لوگون کو

نفرا فرکبوا خیولھم و — گھوڑون پر چڑھکر حسینؑ کی لاش کو روندڈالو۔ انھون نے

اوطئوا الحسین۔ اس طرح لاش مبارک کو پامال کیا کہ استخوان لطیف ریزہ ریزہ ہو گئے

حضرت عائشہ کا نبی رسول سے جنگ کرنا

اس موقع پر کچھ مختصر حال جناب ام المومنین حضرت عائشہؓ کی محبت و شفقت کا بھی جو ان معظمہ کو آل رسول کے ساتھ تھی قابل سماعت ہے کہ اگر وہ معظمہ اپنے پدر عالیقدر کو آل رسول کے مراتب و مدارج سے آگاہ فرماتین۔ اور ان کو آلاف حقوق اہلبیت نبوی سے باز رکھتین۔ اور جو سختیان رسولؐ اور بضعہ رسول پر کی گئین۔ اُن مین اُن کی معین و مددگار نہ ہوتین۔ اور دیدہ و دانستہ اعانت آل رسولؐ سے چشم پوشی نہ فرماتین تو بقول جناب ممدوح

"دو شخص اور اُن کے ساتھی کیون کر ایسی جرأت کر سکتے تھے۔ اور کس طرح اُن کو اپنے ارادہ مین کامیابی ہو سکتی تھی۔

لیکن جب کہ وہ معظمہ بعض امور مین اپنے پدر عالی قدر پر بھی گوے سبقت لے گئین تو پھر اورون کا کیا ذکر ع "چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی"

کتب اہلسنت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام ام المومنین کے نظر مین ہمیشہ کانٹے کی طرح کھٹکتے رہے۔ چنانچہ جب آپ خلافت ظاہری پر جلوہ افروز ہوئے اُسوقت جناب عائشہ مکہ معظمہ مین تشریف فرما تھین ان معظمہ کے محبت و شفقت کا اندازہ اِس سے بخوبی ہوتا ہے کہ جب آپ مکہ معظمہ سے مراجعت فرماے مدینہ منورہ ہوئین۔ اور قریب مدینہ پہونچین تو چند حضرات مہاجرین و انصار سے بغرض استقبال مدینہ سے باہر جمع ہوے۔ ام المومنین نے ان لوگون سے مدینہ کے اخبار پوچھے اُنھون نے حضرت عثمانؓ کے قتل ہونے اور جناب امیر المومنینؑ کے خلیفہ ہونیکا حال بیان کیا۔ یہ سنتے ہی ام المومنین بقول صاحب روضۃ الاحباب

"عائشہ از حج بمدینہ معاودت می نمود۔ کہ در راہ خبر کشتہ شدن عثمان و جلوس علی ابن ابیطالبؑ بر مسند خلافت در رسید۔ دران زمان بمکہ باز گشت و گفت مدینہ جائے تو طن من نمی تواند شد دل عائشہ از جانب علیؑ غبارے داشت (جلد سوم صفحہ ۱۰)

مکہ کو واپس ہوگئین - اور حضرات طلحہ و زبیر بھی جناب امیر علیہ السلام سے نکث بیعت کرکے مکہ معظمہ پہونچے اور سازش کرکے ام المومنین عائشہؓ کو جنگ پر آمادہ کیا - آپ فوراً نفس رسول سے جنگ پر مستعد ہوگئین - چنانچہ جنگ جمل جو مشہور لڑائی ہی اور جنگ صفین بھی اسی کا نتیجہ ہے جنمین ہزارون مسلمانون کے خون کی ندیان بہائی گئین - وہ لڑائیان اِن معظمہ کی یادگار ہین اور تاحشر رہین گی -

اِن دونون لڑائیون کے حالات ہم نے آیات محکمات کی چوتھی جلد مین مفصل لکھی ہین -

اقتباس از محرم نامہ بابت جنگ جمل

اِس موقع پر صرف جنگ جمل کے متعلق محرم نامہ مؤلفہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب سے کچھ حالات اقتباس کرکے ہدیہ ناظرین کرتے ہین جس سے ام المومنین کی ہمت مردانہ و شجاعت دلیرانہ اور وصی رسولؐ سے الفت اور محبت مادرانہ کا حال بخوبی منکشف ہوتا ہے - اور وہ یہ ہے -

"مکہ مین حضرت طلحہ و زبیر نے حضرت عائشہ سے عرض کی کہ آپ ہمارے ساتھ بصرہ چلئے اور وہان لوگون کو حضرت عثمانؓ کے انتقام کے لئے آمادہ فرما دیجئے - حضرت عائشہؓ نے اسکو قبول کیا اور بصرہ چلنے پر راضی ہوگئین - پھر یہ حضرات حضرت حفصہ کے پاس حاضر ہوے اور اُن سے یہی درخواست کی - اُنھون نے فرمایا مین حضرت عائشہ کے ساتھ ہون جو رائے اُن کی وہ میری - وہ بصرہ چلین گی تو مین بھی چلون گی - بصرہ پر اس لڑائی کا نقشہ جم گیا - جسکو آجتک جمل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے - چونکہ اونٹ کو عربی مین جمل کہتے ہین اور حضرت عائشہ اس لڑائی مین اونٹ پر سوار تھین اسواسطے اس لڑائی کا نام جمل ہوگیا - مکہ کے حاکم عبداللہ ابن الحضرمی کو معلوم ہوگیا کہ آقاے نامدار محمد رسول اللہؐ کی محبوبہ ام المومنین عائشہ حضرت علی سے حضرت عثمان کا بدلا لینا چاہتی ہین - تو وہ در دولت پر حاضر ہوا - اور عرض کی کہ یہ فدوی بھی اپنی مالکہ کے قدمون کے ساتھ تلوار اُٹھانے کو حاضر ہے - چنانچہ سب مکہ والون نے عبداللہ ابن الحضرمی کے ہاتھ پر عہد کیا کہ حضرت علیؑ سے لڑین گے - حضرت عائشہ بصرہ مین داخل ہوئین

اِس جنگ مین حضرت علی کے ساتھ بیس ہزار آدمی تھے۔ اور حضرت عائشہ کے ہمراہ تین ہزار کا لشکر تھا۔

حضرت عائشہ نے حکم دیا میرا اونٹ تیار کرو مین خود چلون گی اور فوجون کو لڑواؤن گی آخر لڑائی کا زور بندھ گیا۔ تلوارین چلنے لگین خون کے نالے بہنے شروع ہوے۔ حضرت طلحہ و زبیر برابر جمے ہوے تھے۔ اور فوج کے دل بڑھا بڑھا کر لڑا رہے تھے۔ طلحہ و زبیر اس لڑائی مین مارے گئے۔

حضرت عائشہ کو ان کے مارے جانے سے بڑا رنج ہوا۔ مگر اُنھون نے مردون کو اپنی شجاعت سے مات کر دیا۔ اور فرمایا کچھ پروا نہین مین اکیلی لڑون گی۔

یہ کہکر اپنے اونٹ کو صفون کے وسط مین لیکر کھڑی ہو گئین۔ مسلمانون نے اپنی ملکہ کو جب ایسا ثابت قدم دیکھا تو پروانون کی طرح اپنی شمع کے گرد جمع ہو گئے اور مر مر کر گرنے لگے مالک ابن اشتر نے حضرت عائشہ کے اونٹ کی مہار پکڑنے والے کو قتل کر دیا۔ مگر مسلمانون نے اسکی پروانہ کی قتل ہوتے جاتے تھے اور دوڑ دوڑ کر مہار پکڑتے تھے اور کہتے تھے مین ہون اے ام المومنین۔ حضرت عائشہ جواب دیتی تھین شاباش اے بہادر بچو۔ آخر ہی آدمی جس نے مہار پکڑی تھی۔ کہا اے ہم سب کی ماں تم دیکھ رہی ہو کہ تمھارے کتنے بچے خاک و خون مین مل گئے اور اب بھی تم کو رحم نہین آتا۔ مالک اشتر نے بڑھ کر تلوار ماری اونٹ گر پڑا۔ حضرت علی نے عورتون کے رسالے کے ساتھ حضرت عائشہ کو مدینہ بھیجدیا۔

اِس لڑائی مین تیس ہزار آدمی حضرت علی کی قوم کے اور تیرہ ہزار حضرت عائشہ کے لشکر کے کام آئے اور اس طرح افسوس ناک جنگ جمل کا خاتمہ ہوا جو خود تو ختم ہوئی۔ مگر آیندہ لڑائیون کا بیج بو گئی

(از صفحہ ۵۲ تا ۲، محرم نامہ)

(۲) جناب علامہ ابوالفضل محمد حسان اللہ عباسی۔ اپنی تالیف تاریخ اسلام مین تحریر فرماتے ہین کہ

"ایک بڑے فساد کی بنیاد حضرت عائشہ کی ذات سے قائم ہوئی۔ حضرت عائشہ مدینہ سے حج کرنے کو گئی تھین واپسی مین حضرت عثمان کی شہادت اور حضرت علی کی خلافت کا حال معلوم ہوا۔ حضرت عثمان کو وہ بُرا سمجھتی تھین۔ اور حضرت علی کو اچھا۔ لیکن حضرت علی کی طرف سے ان کو خاص ایک کد تھی جس کی بنیاد حضرت رسولؐ خدا ہی کے وقت مین قائم ہو چکی تھی۔ آنحضرت عائشہ کو زیادہ پیار کرتے اور اسکے ساتھ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ پر بھی زیادہ فریفتہ تھے۔ حضرت عائشہ کو اس کا رشک تھا جو مختلف واقعات سے نفرت کی حد تک پہونچ گیا تھا۔

واحسرتا یہ عناد اور کدورت ام المومنین کو ان خاصان خدا سے تھی۔ جن کا گوشت پوست رسول اللہ صلعم کا گوشت پوست تھا۔ جن کا لہو رسول صلعم کا لہو تھا۔ جن کا رنج رسولؐ اللہ کا رنج تھا۔ جن کی خوشی رسولؐ اللہ کی خوشی تھی۔ جناب رسول خدا صلعم کو جو محبت والفت ان نفوس قدسیہ سے تھی اور ان کی جو تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے۔ اِس کو حضرت عائشہ دن رات اپنی آنکھ سے دیکھا کرتی تھین۔ نیز جو کچھ آنحضرت ان کے ایذا دینے والون کے حق مین فرمایا کرتے تھے وہ بھی اپنے کانون سے سنا کرتی تھین۔ چنانچہ خود حضرت عائشہ ہی سے اِس بارہ مین متعدد روایتین ہین از انجملہ صحیح ترمذی کی ایک روایت پیش کیجاتی ہے۔

عن جمیع بن عمر قال	جمیع بن عمر کہتے ہین کہ مین اپنی پھوپھی کے ساتھ
دخلت مع عمتی علی عائشہؓ	ام المومنین عائشہ کی خدمت مین گیا۔ میری پھوپھی
فسألت ای الناس کان احب	نے ان سے پوچھا کہ آنحضرت صلعم کو سب لوگون سے
الی رسول اللہ صلعم قالت	کون زیادہ پیارا تھا۔ فرمایا فاطمہؑ۔ پھر پوچھا
فاطمۃ فقیل من الرجال	کہ مردون مین کون زیادہ پیارا تھا!

قالت زوجها (اخرجہ الترمذی فی المناقب) — فرمایا کہ ان کے شوہر مرتضیٰ علی بن ابی طالب

(ازالۃ الخفا صفحہ ۲۴۴)

(۲) عن ابن عباس قال۔ قال — ابن عباس سے مروی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ

رسول اللہ صلعم اللھم اشھد انی — صلعم نے فرمایا اے پروردگار گواہ رہیو مین نے

قد بلغت ھذا اخی وابن عمی — پہونچا دیا ہے کہ یہ علی میرا بھائی۔ میرا ابن عم

وصھری وابو ولدی اللھم کبّ — میرا داماد۔ اور میرے بچون کا باپ ہے۔ اے پروردگار

من عاداہ فی النار (اخرجہ البخاری) — جو شخص اس کو دشمن رکھے اس کو تو اوندھا دوزخ

(ایضاً صفحہ ۲۵۸) — کی آگ مین ڈال۔

یہ ذکر تو حضرت عائشہ کی شفقت کا تھا جو نفس رسول سے تھی اب اس محبت کا حال سنئے جو فرزند رسول امین امام حسنؑ سے تھی۔

جناب امام حسن کی بیعت اور شہادت اور روضۂ رسول مین دفن کی مزاحمت و جنازے پر تیروں کی بوچھار

واضح ہو کہ بعد شہادت جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کل مہاجرین و انصار اور اصحاب صغار و کبار نے جناب امام حسن علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی جب یہ خبر معاویہ کو پہونچی۔ وہ ساٹھ ہزار فوج لیکر بعزم جنگ عازم عراق ہوے۔ امام علیہ السلام ان کی بغاوت اور آمد کا حال سنکر کوفہ کو روانہ ہوے۔ مگر راستہ ہی مین بجز معدودے چند تمام لوگ نکث بیعت کر کے معاویہ سے مل گئے آپنے ان سچے اسلام لانے والون اور پکے ایمان والون کا یہ رنگ دیکھکر مراجعت فرمائی۔ اور گوشہ نشینی اختیار کی۔

اب امیر معاویہ بلا کھٹکے پورے طور پر نائب رسول بن بیٹھے۔ انھون نے یہ قصد کیا کہ اپنے فرزند یزید کو ولیعہد کرین۔ مگر امام حسن علیہ السلام کی زندگی مین اپنے مقصد کا حاصل ہونا محال معلوم ہوا لہذا زہر دلا دیا جس کے اثر سے روح اقدس اس لبند رسول مقبول و گل شاداب گلشن بتول کی روضۂ جنان

پرواز کرگئی۔ جیساکہ محرم نامہ کے صفحہ ۵۰ مین ہے جس کی نقل یہ ہے:۔

حضرت حسنؑ مدینہ مین آئے اور خاموشی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ مگر معاویہ کو کھٹکا رہا کہ ایکدن حسنؑ کی طرف سے فساد اُٹھے گا اسواسطے اُنھون نے حسن کی بیوی اسما بنت الاشعث بعض کہتے ہین جعدہ بنت محمد الاشعث سے سازش کی اور چاہا کہ وہ حضرت حسنؑ کو زہر دیدے۔ اُس کے عوض معاویہ کے بیٹے یزید کے ساتھ اُس کی شادی کردی جائے گی۔ اور انعام واکرام الگ رہے۔ بے عقل اُن کے کہنے مین آگئی اور اُسکے زہر دینے سے حضرت حسنؑ نے شہادت پائی۔"

جناب امام علیہ السلام نے وقت احتضار اپنے بھائی جناب امام حسین علیہ السلام کو اسرار امامت تفویض کئے۔ اور یہ وصیت فرمائی کہ مجھے میرے نانا رسول اللہ صلعم کے پہلو مین دفن کرنا۔ اور اگر اس مین فساد کا خوف ہو تو بقیع مین رکھنا یہ فرماکر آپنے رحلت فرمائی انا للہ وانا الیہ راجعون

ابھی ہم ان مظالم کی تصریح کرآئے ہین۔ جو جناب رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد ہی صحاب رسول ورام المومنین حضرت عائشہ کے ہاتھون سے جناب سیدہ اور جناب امیر المومنین علیہم السلام کو پہونچے تھے۔ مگر صد حیف ان مظالم پر بھی اُن حضرات کو تسلی نہ ہوئی۔ چنانچہ ہم وہ قیامت خیز واقعات سناتے ہین کہ جسکے سُننے سے محبان آل رسول کے دل فرطِ غم والم سے سینون مین ہل جائین ؎

سر کنم نالہ اگر تاب شنیدن داری　　سینہ بشگافم اگر طاقت دیدن داری

وامحمداہ! واعلیاہ! اِدھر تو دلبند رسولؐ کو غسل میت دیا جارہا تھا کہ اُدھر سچے اسلام لانیوالون اور پکے ایمان والون کا جنکے عقائد کو ہمارے سنی بھائی اصل ایمان سمجھتے ہین۔ ایک مسلح رسالہ روضۂ اطہر رسولؐ داور صلعم کے اردگرد آکھڑا ہوا۔ یہ صف کشی کفار ومشرکین کی طرف سے نہ تھی بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجۂ محبوبہ حضرت عائشہؓ کی جانب سے تھی جو نفس نفیس ایک خچر پر سوار ہوکر اس انتظار مین کھڑی تھین کہ اگر جنازۂ مبطر رسولؐ روضۂ رسولؐ پر لایا جائے تو تیر چلائے جائین آخر

ایسا ہی ہوا کہ جب جناب امام حسین علیہ السلام مع بنی ہاشم و دیگر اصحاب جنازہ کو روضۂ اقدس کی طرف لائے تو آپ سدِّ راہ ہوئین۔ جیسا کہ تاریخ اعثم کوفی مین ہے جسکی نقل یہ ہے :-

سعید بن عاص مدینہ کے حاکم نے عائشہ کے پاس پہونچکر اطلاع کی کہ جنازہ کو وہان دفن نہ ہونے دے۔ ام المومنین عائشہ خچر پر سوار ہوکر اور عثمانی گروہ کے آدمی ہمراہ لے کر جنازہ روکنے کو تیار ہوئین۔ شیعون سے بعض نے للکارا کہ اے عائشہ ایک دن تم اونٹ پر سوار ہوکر وصیِ داماد رسول سے لڑنے کو نکلی تھین۔ آج پھر خچر پر بیٹھکر پیغمبرؐ کے نواسہ کے جنازہ کو روکتی ہو اور اُسے اپنے نانا کے پہلو مین دفن ہونے نہین دیتین۔ اُسوقت آدمیون کے دو گروہ ہوگئے اور قریب تھا کہ تلوار چل جائے۔ امام حسینؑ نے حسب وصیت اپنے بھائی کے لاش اپنی دادی فاطمہ بنت اسد بن ہاشم کے پاس دفن کردی"۔ (صفحہ ۳۳۶ - ترجمہ اعثم کوفی)

خاتم المحدثین اہلسنت شاہ عبدالعزیز صاحب نے حسب عادت اِس واقعہ کی بھی تکذیب کی ہے اور حضرت عائشہ کا لشکر کے ہمراہ ہونے۔ راہ مین خچر پر سوار ہوکر کھڑے ہونے۔ جنازہ روکنے اور تیر چلانے سے قطعاً انکار کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ یہ سب تہمت اور بہتان حضرت عائشہ پر شیعون کے ہین چنانچہ یہ تحریر فرماتے ہین :-

شاہ صاحب کا ان واقعات کو غلط بتانا اور امام حسینؑ پر اتہام

درینجا جمعے از شیعہ بطریق تہمت و افترا	ایک جماعت شیعون کی عائشہ پر تہمت
بر عائشہ ترا ترخاے و بہتان سراے آغاز نہند	و افترا اور بہتان کرتی ہے کہ عائشہ امام حسنؑ کو
و گویند کہ عائشہ بعد اذن دادن با امام حسنؑ	اجازت دینے کے بعد پشیمان ہوئین۔ اور خچر پر
نادم شد۔ و بر استرے سوار شدہ بر در مسجد برآمد	سوار ہوکر مسجد کے دروازے پر آئین اور دفن
مانع دفن شد و ادعاے میراث نمود ابن عباس	کرنے سے مانع ہوئین اور اپنی ملک بتلائی
در جواب او این شعر غیر مربوط المعنی و الوزن و القافیہ	اُس کے جواب مین ابن عباس نے غیر مربوط بلا لحاظ قافیہ

انشا نمودہ

تجملت تبغلت وان عشت تفیلت

لك التسع من الثمن وبالكل تطمعت

حالانکہ عائشہ خود روایت حدیث نحن معاشر

الانبیاء لا نرث ولا نورث نمودہ وسائر

ازواج را طلب میراث مانع آمدہ چہ قسم ادعاء

میراث نمود و سوار شدن و برآمدن را چہ حاجت

بود و مسکن عائشہ بآن حجرہ خاص بود اگر ممانعت

منظور داشت و حجرہ بند میکرد و جواب ابن عباس

چہ قسم صحیح شود حالانکہ کل میراث آنحضرت صلعم

بالقطع در است او نبود و نہ او خود روغرض کہ راز

بیش و پس و پیچ و راست برین افترا تودہ تودہ

نصیحت در روائی می بارد و ہمین است برہان آنہی

کہ کاذبان را بزبان خود رسوا می کند

(تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۵۰۵)

یہ شعر پڑھا

اونٹ پر تو سوار ہو چکی تھین آج خچر پر سوار ہوا گر زندہ رہین تو ہاتھی پر سوار ہوگی

آٹھوین حصہ مین تھا وانوان حصہ ہی مگر تم کل پر متصرف ہوئین

حالانکہ خود عائشہ نے "حدیث ہم انبیاء

کوئی وارث نہین چھوڑتے بیان کی ہے اور تمام

ازواج کو طلب میراث سے مانع ہوئین۔ اس

صورت مین عائشہ اپنے ملک کا دعوے کیون

کرتین اور عائشہ تو اسی حجرہ مین رہتی تھین۔

اگر ممانعت یہ حجرہ کا دروازہ بند کرلیتین

پس ابن عباس کو یہ کہنا کیونکر ہو سکتا

ہے۔ سارا ترکہ آنحضرت کا عائشہ کے ہاتھ

مین نہ تھا اور نہ اس پر متصرف کیا۔ غرض کہ

چاروناچار اس افترا پر نصیحت و روائی

برس رہی ہے دلیل الٰہی یہی ہے کہ جھوٹون

کو انھین کی زبان سے رسوا کرتا ہے۔

افسوس کہ جناب شاہ صاحب باوجود حفظ قرآن آیۂ کریمہ

یااھل الکتاب لم تلبسون الحق

بالباطل وتکتمون الحق وانتم

تعلمون

اے کتاب والو! کیون صحیح مین

غلط ملاتے ہو۔ اور سچی بات جان بوجھ کر

چھپاتے ہو۔

سے چشم پوشی کرکے اس مشہور واقعہ کی تکذیب کرتے ہین جس کی صحت کا یقین خود حضرت بھی اپنے دل مین رکھتے ہین مگر اپنے مذہب کی بقا کی خاطر اس واقعہ سے انکار فرماتے ہین جو خود حضرت ہی کی مذہبی کتابون سے ثابت ہوتا ہے

واضح ہو کہ ام المومنین کے اشفاق کا حال جو وصی رسولؐ پر تھے اُن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے کہ خلافت جناب امیر علیہ السلام سنتے ہی راستہ سے یہ فرما کر کہ :-

"اب مدینہ میری سکونت کے قابل نہ رہا مکہ کو لوٹ گئین۔ اور وصی و خلیفہ برحق سے مخالف ہو کر بنفس نفیس اونٹ پر سوار ہو کر سپاہ غدار کی سپہ سالار بنکر میدان جنگ مین اس ہمت و شجاعت سے لڑین کہ (بقول خواجہ صاحب ممدوح") مردون کو اپنی شجاعت سے مات کر دیا"

باین ہمہ جناب شاہ صاحب جناب امام حسین علیہ السلام کو متہم کرتے ہین کہ امام حسینؑ مسلح ہو کر اپنے اہالی و موالی کے ساتھ جنگ جدل پر آمادہ تھے۔ مگر ابو ہریرہ نے سمجھا بجھا کر روک دیا۔ وہ عبارت یہ ہے :-

حضرت حسین با اہالی و موالی خود سلاح پوشیدہ مستعد مقاتلہ و پیکار شد۔ مروان با فوج کثیر گرداگرد مسجد مقدس نبویؐ و حجرہ شریف مصطفویؐ انبوہ نمود۔ خوف قوی بود کہ چشم زخمی از دست آن اشقیا بحضرت امام و لواحق او برسد۔ ابو ہریرہؓ مصالحہ و تسکین شدت غضب و جلال حضرت امام علیہ السلام نمود و مصلحت وقت را در جناب آن پاک سرشت عرض نمود

حضرت امام حسینؑ اپنے اہالی و موالی کے ساتھ مسلح ہو کر جدال و قتال پر آمادہ ہو گئے۔ مروان نے فوج کثیر کے ساتھ حجرہ مصطفویؐ اور مسجد نبویؐ کے گرداگرد انبوہ کیا قوی خوف تھا کہ ان اشقیا کے ہاتھ امام حسینؑ اور اُن کے لواحقین کو ضرر پہونچتا مگر ابو ہریرہ نے درمیان آکر امام حسینؑ کے شدت و غضب و جلال سے روک دیا۔ اور جو مصلحت وقت تھا عرض کیا۔

کتب حدیث وغیرہ سے ان واقعات کا ثبوت

اگرچہ شاہ صاحب نے اصحاب اور ام المومنین کی خاطر اس واقعہ کو بہت کچھ چھپانا چاہا مگر بفحوائے

لا یصلح العطار ما افسد الدھر۔ جس چیز کو زمانے نے بگاڑ دیا ہو۔ اس کو عطار درست نہیں کر سکتا۔

ان کے کارنامے ایسے نہیں ہین کہ شاہ صاحب کے چھپانے سے چھپ سکین۔ لہذا ہم ان باتون کو ان کتابون سے ثابت کرتے ہین۔ جن کو شاہ صاحب نے تحفہ مین معتبر بتایا ہے۔ اور خود ان سے مستفید ہوے

پہلا ثبوت حبت امیر المومنین حسنؑ قبر نزد قبر حضرت سالتمابؐ — جناب رسالت مآب صلعم کی قبر کے پاس

کندیدند و جنازہ آنجناب را بر سر قبر نہادند و قبل — جناب امام حسنؑ کی قبر کھودی گئی اور جنازہ قبر

از دفن عائشہ ازین معنی وقوف یافتہ بر استر سوار — پر لاکر رکھا گیا عائشہ جو دفن سے پیشتر اس حال سے

شدہ بآن موقع رفت و بمنع مشغول گشت شیعہ — واقف تھین خچر پر سوار ہو کر اس جگہ آئین اور دفن

امیر المومنین علیؑ بنیاد غوغا کردہ گفتند اے عائشہ — کرنے سے مانع ہوئین شیعیان علی نے شور وغل کیا

روزے بر شتر نشستہ محاربت میکنی روزے بر استر — اور کہا اے عائشہ ایک دن تو اونٹ پر سوار ہو کر

سوار شدہ بر جنازہ پیغمبر منازعت آغاز نہی — لڑین۔ آج خچر پر بیٹھ کر نواسہ رسولؐ کے جنازہ پر

و نمیگذاری کہ او را دفن کنند چند انکہ سعی نمودند — جھگڑا کرتی ہو اور گوارہ نہین کرتین کہ وہ اپنے نانا

مفید نیفتاد و ہمہ مردم بدو فرقہ متفرق شدند۔ — پاس دفن ہون۔ اگرچہ بہت کوشش کی مگر مفید

و بجانب یکدیگر تیر انداختند و چند تیر بجنازہ — نہوئی اور آدمیون کے دو گروہ ہو گئے۔ اور

رسید۔ آنگاہ امام حسینؑ بنا بر وصیتی کہ سابق — دونون طرف سے تیر چلے یہان تک کہ چند تیر جنازہ

مذکور گشت جنازہ را بہ بقیع بردند — پر لگے۔ آخر کار امام حسینؑ نے بموجب وصیت کے

(روضۃ الصفا جلد سوم صفحہ) — اپنے بھائی کو بقیع مین دفن کیا۔

دوسرا ثبوت

چون طائر روح مقدس امام حسن رضی اللہ عنہ بجانب ریاض دار السلام پرواز نمود امام حسینؓ بعد غسل و تکفین جنازہ را برداشتہ بجانب روضۂ مقدس روان شد تا برادر بزرگوار خود را نزد جد اعلیٰ خودش دفن نماید۔ عائشہ بہ منع مشغول شد یعنی از شیعہ آغاز غوغا کردہ گفتند اے عائشہ روزے بر شتر نشستہ محاربت کنی۔ و روزے بر استر سوار شدہ بر سر پیغمبر منازعت نمائی و نمیگذاری کہ او را نزد جدش دفن کنند مردم بدو فرقہ متفرق شدند۔ جمعے جانب صدیقہ گرفتند و جمعے جانب حسینؓ نزدیک بود قتال بوقوع آید۔ ناگاہ امام حسین رضی اللہ عنہ بنا بر وصیت مذکور برادر عالی گوہر خویش را نزد جدہ خود فاطمہؓ بنت اسد بن ہاشم دفن فرمود

(حبیب السیر جزو اول جلد دوم صفحہ ۹۰)

جب روح مقدس نے امام حسن رضی اللہ عنہ کے جسم سے مفارقت کی تو امام حسینؓ بعد غسل کفن جنازہ کو روضۂ اقدس کی طرف لائے۔ کہ اپنے بھائی کو اپنے جد اقدس والی کے نزدیک دفن کریں لیکن عائشہ صدیقہ ایک خچر پر سوار ہوکر آئیں اور مزاحم ہوئیں۔ بعض شیعوں نے واویلا کیا اور کہا اے عائشہ ایک دن تم اونٹ پر بیٹھکر حضرت علیؓ سے لڑیں۔ آج کے دن تم خچر پر سوار ہوکر نواسۂ رسولؐ کے جنازہ پر جھگڑتی ہو اور ان کو اپنے نانا کے نزدیک دفن ہونے نہیں دیتیں اُسوقت آدمیوں کے دو گروہ ہوگئے ایک گروہ تو صدیقہ کیطرف ہوا۔ دوسرا امام حسینؓ کیجانب قریب تھا کہ باہم جدال و قتال ہو لیکن امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کی وصیت کے مطابق امام حسنؓ کو اپنی مقدس دادی فاطمہ بنت اسد کے پاس دفن کیا

تیسرا ثبوت

اسماء زوجہ حسنؓ کے ذریعہ سے حسنؓ کو زہر دیا گیا۔ معاویہ کے اشارے سے ایسا ہوا۔ یا اُس کے بیٹے یزید کے ایما سے حسنؓ کو مزار رسول اللہؐ کے قریب لوگوں نے دفن ہونے نہ دیا۔ حضرت عائشہ کے ایما سے ایسا ہوا۔ یا اس شخص کے حکم سے جو مدینہ میں معاویہ کے حکم سے تعینات تھا۔ قبر کھد چکی تھی کہ فساد برپا ہوا۔ امام حسنؓ کے جنازہ پر تیروں کی بارش ہوئی اور وہ مزار رسولؐ کے قریب

دفن نہین ہوے اِس واقعہ سے امام حسنؑ بدول ہوکر مع تمام اہلبیت مدینہ سے مکہ چلے آئے۔

(تاریخ الاسلام علامہ ابوالفضل محمد احسان اللہ عباسی مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۳۲۷)

شاہ صاحب کا قول کہ امام حسنؑ نے حضرت عائشہ سے دفن کی اجازت چاہی تھی

اس جگہ پر یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ جناب شاہ صاحب نے حجرۂ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عائشہ رضؓ کی ملک بتایا ہے۔ اور یہ کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے وقت وفات ام المومنین سے حجرہ مین دفن ہونے کی اجازت طلب کی تھی۔ اس عبارت کی نقل یہ ہے۔

دلیل برین دعوے آنکہ باجماع شیعہ وسنی ثابت ست کہ چون حضرت امام حسنؑ را وفات نزدیک شد از ام المومنین عائشہ استیذان طلبید کہ مرا ہم موضعے برائے دفن در جوار جد خود بدہد اگر نہ حجرہ آن ام المومنین در ملک او بود این استیذان معنی نداشت (تحفہ صفحہ ۲۸۷)

تردید اول شاہ صاحب

لیکن یہ دونون باتین صحیح نہین ہین۔ چنانچہ ملک کے متعلق تو مسئلہ میراث کے موقع پر بحث کی جائے گی۔ اجازت طلب کرنے کا حال یہ ہے کہ کتب شیعہ مین کہین یہ مذکور نہین ہے کہ حضرت امام حسنؑ علیہ السلام نے ام المومنین سے اجازت چاہی تھی۔

بالفرض اگر اہلسنت کی کسی کتاب مین یہ روایت ہو تو اسکا بطلان بھی انہین کی کتابون سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ کتاب الاخبار الطوال ابوحنیفہ احمد بن داؤد دینوری مطبوعہ مصر صفحہ ۲۲۳ مین ہے

ثم قال ادفنونی مع جدی فان منعتم فبالبقیع امام حسنؑ نے وصیت کی کہ ہم کو ہمارے جد کے پاس دفن کرنا اور اگر روکے جاؤ تو بقیع مین دفن کرنا۔

اس سے ظاہر ہے کہ اگر ان جناب نے حضرت ام المومنین سے اجازت چاہی ہوتی تو پھر یہ ارشاد "مخوف مزاحمت ہو" کیون فرماتے۔

روض المناظر قاضی القضاۃ محب الدین ابن شحنہ حلبی۔ حاشیہ تاریخ کامل جلد ۱ صفحہ ۲۲ مین ہے۔

وکانت وفاتہ بسم سقتہ زوجتہ امام حسنؑ کی وفات اس زہر سے ہوئی جو آپکی

جعدہ بنت الاشعث قیل فعلت ذٰلك بامر معاویۃ وقیل بامر یزید وکان اوصی ان یدفن عند جدہ فمنعت من ذٰلك عائشۃ

جعدہ بنت اشعث نے پلایا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ فعل اس نے بحکم معاویہ وبقولے بحکم یزید کیا تھا۔ امام حسنؑ نے وصیت کی تھی کہ ہم کو ہمارے جد امجد کے پاس دفن کرنا۔ مگر عائشہ اس سے مزاحم ہوئین۔

اور تاریخ ابوالفدا مین ہے جس کا نام المختصر فی اخبار البشر ہے۔

کان الحسن اوصی ان یدفن عند جدہ رسول اللہ فلما توفی ارادوا ذٰلك وکان علی المدینۃ مروان بن الحکم من قبل معویہ فمنع ذٰلك و کاد ان یقع من بنی امیۃ وبین بنی ھاشم بسبب ذٰلك فتنۃ فقالت عائشۃ البیت بیتی ولا اذن ان یدفن فیہ فدفن فی البقیع

یعنی امام حسنؑ نے وصیت کی تھی کہ ہم کو ہمارے جد رسول اللہ کے پاس دفن کرو بعد وفات لوگون نے دفن کرنا چاہا تو مروان حاکم مدینہ تھا۔ اور قریب تھا کہ بنی امیہ و بنی ہاشم مین فتنہ ہو اسپر عائشہ نے کہا گھر ہمارا ہے ہم اس مین دفن کی اجازت نہین دیتے لہذا بقیع مین جاکر دفن کیا۔

معزز ناظرین غور فرماوین کہ جس واقعہ جانگداز کو جناب شاہ صاحب نے شیعون کا افترا بتایا ہے اسکی صحت خود انھین کے علما کس توضیح و تصریح سے تحریر کرتے ہین ؎

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران گفتہ آید در حدیث دیگران

حضرت ام المومنین کی عنایتون کا اندازہ اس سے بخوبی ہوتا ہے۔ کہ سبط رسول اللہ کے دفن مین تو اون معظمہ نے یہ حشر مچایا۔ اور حضرت عمرؓ کو اس جگہ دفن کرنے کی اجازت بطیب خاطر دی جیسا کہ

حضرت عائشہ کا روضۂ رسول مین حضرت عمر کو دفن کی اجازت دینا

شبلی صاحب تحریر فرماتے ہین :-

حضرت عمرؓ نے فرزند عبداللہ کو بلا کر کہا کہ عائشہ کے پاس جاؤ۔ اور کہو کہ عمر آپ سے اجازت طلب کرتا ہے کہ رسول اللہؐ کے پہلو مین دفن کیا جائے۔ یہ پیغام سنکر حضرت عائشہ نے کہا کہ اِس جگہ کو مین اپنے لئے محفوظ رکھنا چاہتی تھی۔ لیکن آج مین عمر کو اپنے آپ پر ترجیح دون گی۔

(ملاحظہ ہو الفاروق صفحہ ۱۶۹)

اسیطرح عبدالرحمن بن عوف کو بھی پہلوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین دفن کرنے کی آرزومند تھین جیسا کہ جذب القلوب صفحہ ۲۵۲ مین روایت ہے۔

چون وقت رحلت عبدالرحمٰن رسید — جب عبدالرحمن کی موت کا وقت آیا تو عائشہ

عائشہ نزدے کسے فرستاد کہ اگر خواہی ترا در — نے پیغام بھیجا کہ اگر تم چاہتے ہو تو رسول اللہ صلعم

پہلوے رسول اللہ و برادران تو ابو بکر و عمر — اور اپنے بھائیون ابو بکر و عمر کے پہلو مین دفن کیئے جاؤ

دفن کنند او گفت نمی خواہم کہ در خانہ را بر تو تنگ — انھون نے کہا کہ مین تم کو تکلیف دینا نہین چاہتا

گردانم مرا با عثمان بن مظعون عہدے بود کہ کدام — مجھ مین اور عثمان بن مظعون مین معاہدہ ہو چکا ہے کہ

از ما میرد پہلوے دیگر دفن گردد — ہم مین جو مرے وہ ایک دوسرے کے پہلو مین دفن ہو

علمائے اہلبیت کے اقوال سے شیخ صاحب کا بیان معتبر ثابت ہوا

برادران من! اب آپ اپنے خاتم المحدثین حضرت شاہ صاحب کے اِس قول :-

"جمعے از شیعہ بطریق تہمت دافترا بر عائشہ ز اثر خائی دہتان سرائی آغاز نہند و گویند

کہ عائشہ بر استرے سوار شد بر در مسجد بر آمد مانع دفن شد۔

کو حضرت پیر و مرشد ہی کے مقولہ و مسلمہ تاریخ روضۃ الصفا وغیرہ کے اِس بیان

"قبل از دفن عائشہ ازین معنے وقوف یافتہ بر استر سوار شدہ بان موضع رفت و بمنع

مشغول گشت"

سے ملاؤ و نیز حضرت کے اِس قول کی بھی۔

"سوار شدن و برآمدن را چہ حاجت بود کہ مسکن عائشہ ہمان حجرۂ خاص بود ممانعت

منظور میداشت در حجرہ بند میکرد"۔

روضۃ الصفا کی اِس عبارت :۔

شیعہ امیر المومنین گفتند کہ اے عائشہ روزے بر شتر نشستہ محاربت کنی۔ و روزے بر استر

سوار شدہ بر جنازہ نبیرۂ پیغمبرؐ منازعت آغاز نہی و نمی گذاری نزد جدش دفن کنند"۔

سے مطابقت کرو کہ وہ اقوال خود آپ ہی کے محدثین و مورخین کے ہین پس ان مین سے جسکا قول

غلط سمجھو اُسی پر اپنے پیر و مرشد کے اِس کلام کو

غرض کہ از پیش و پس و راست و چپ برین افتراتودہ فضیحت و رسوائی میبارد ہمین

است برہان آلہی کہ کاذبان را بزبان خود رسوا میکند"۔

منطبق کرو۔

الحمد للہ شیعہ ان فتور و قصور اور بہتان و طوفان سے پاک ہین۔

الغرض یہ وہ باتین خصوصاً حقوق و ایذاء اہلبیت رسالت کے متعلق ہین جو کتب معتبرہ اہلسنت مین

درج ہین جو ایک زمانہ دراز تک پردہ مین رہین لیکن وہ زمانہ گذر گیا کہ اصحاب اور خلفاء کے مداحون کے

تو منہ موتیون سے بھرے جاتے تھے۔ اور زبان علی کی زبانین قطع کی جاتی تھین ع

"وہ اور زمانہ تھا، یہ ہے اور زمانہ"

اب یہ باتین ایک ایک بچے کی زبان پر ہین ؎

تمھارے چھپانے سے چھپ نہین سکتین

؎ مصر مین جنکو زلیخا نے کبھی دیکھا تھا　　اب وہ جلوے سر بازار نظر آتے ہین

الحاصل اصحاب اور مہاجرین و انصار نے اپنے پیغمبر کی اِس وصیت پر

انگاہ با فاطمہؑ فرمود کہ پسران خود را پیش آر پس فاطمہ حسنؑ و حسینؑ را پیش آن حضرت

آورد و چون او را آن حال دیدند گریہ آغاز نہادند چنان گریہ و زاری کردند کہ از گریہ ایشان ہر کہ

در خانہ بود بگریست آنحضرت ایشان را بوسید و در باب تعظیم و تکریم و احترام و محبت ایشان صحابہ

و تمامہ امت را وصیت فرمود (مدارج النبوۃ ص۵)

یہ عمل کیا کہ آل رسولؐ و اولاد بتولؑ کو خاک مین ملا دیا۔ اور کربلا مین تو باغیون کے دست ظلم

سے گلشن زہرا ایسا تاراج ہوا کہ پتہ پتہ اور بوٹا بوٹا پامال ہوا ؎

وہ باغ جو لگایا تھا حق کے رسول نے کی تھی ریاضت اسپہ علیؑ و بتولؑ نے

پر حیف وہ چمن جو لگا پھلنے پھولنے تیغون سے قطع کر دیا قوم جہول نے

ایسی ہوا چلی چمنِ روزگار مین

پامال ظلم ہو گیا فصلِ بہار مین

اور اللہ جل شانہ کے حکم

قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ (اے رسولؐ (انسے) کہدو کہ مین تم سے اجرت بجز اسکے کہ میری آل سے محبت رکھو اور کچھ نہین چاہتا۔

کی وہ تعمیل کی جس کو جناب بھائی صاحب نے ان الفاظ مین تحریر فرمایا ہے :-

"ایسے ظالم۔ سنگدل۔ بیرحم بیطاع۔ منافق اور ایمان سے بے بہرہ تھے کہ آپ کی وفات فرماتے ہی سب نے اسی سردار کا گھر لوٹنا شروع کیا جس کے سایۂ عاطفت مین پرورش پائی تھی۔ اسی کی اولاد پر ظلم و ستم کرنے لگے جن سے محبت رکھنے اور اطاعت کرنے کا اُنھون نے بارہا اقرار کیا تھا۔ اور ظلم بھی ایسے کئے کہ چشم فلک نے نہ دیکھے تھے"

وہی کارروائی اور بقیہ رسولؐ پر جو ابتدا اور وجہا کی ہوئی اسکا اثر کربلا تک پہونچا

غرض حضرت عمرؓ نے بضعۂ رسولؐ کو ایسی تہدید کی جس کے اثرات کربلا تک پہونچے یعنی مدینہ مین تو خود بدولت نے بنت رسولؐ کے گھر جلانے کا قصد کیا۔ اور کربلا مین اِن کے جانشین خلیفہ نے خیام سبط رسولؐ جسمین دختران بتولؑ اور نواسیان رسولؐ اللہ کی تھین جلوا دیئے۔

مدینہ مین تو بنت رسولؐ سے فدک چھینا گیا۔ اور کربلا مین ان مظلومہ کے بیٹیون کا اسباب و زیور اسقدر لوٹا گیا کہ کُہنہ چادر تک چھوڑی۔ چنانچہ بعد شہادت جناب سید الشہدا علیہ السلام اشقیا درّانہ الحرم کے خیمون مین گھس آئے۔ اور دختران بیبیؑ کے سرون سے چادرین اور مقنعے اُتار لئے اور جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ اِس غدر مین ایک شقی نے امام زین العابدینؑ کیطرف نظر کی کہ وہ مریض حالت غشی مین ایک چمڑے پر پڑے ہوئے ہین۔ اِس شقی نے اُس بیمار پر کچھ رحم نہ کیا اِس کو بھی مظلوم کے نیچے کھینچ لیا۔ اور اُس بیمار کو زمین پر ڈال دیا۔ مدینہ مین حضرت عمر وصی رسولؐ نفس رسولؐ کو گرفتار کر کے لیگئے اور اُس جناب کے قرۃ العین جناب امام زین العابدین علیہ السلام کو قیدی بنا کر گلے مین طوق اور پاؤن مین زنجیر پہنا کر کشان کشان اِس صورت سے کہ ؎

سر رسی ذکر اُن مظالم کا جو بعد شہادت سید الشہداؑ اہلحرم پر ہوئے

سوار اہل ستم ہین ترکی و تاری عراقی پر　　نبی زادہ علی زادہ جلو مین انکے پیدل ہے

کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام لیگئے۔ اہلبیت نبویؐ کو جسمین بیٹیان فاطمہ زہراؑ کی اور نواسیان رسولؐ اللہ کی تھین جنکی منزلت اور مرتبت مین آیۂ تطہیر نازل ہوئی مثل کنیزان ترک و دیلم۔ اونٹون پر سوار کر کے بے مقنعہ و چادر کربلا سے شام لیگئے۔ ان مخدرات عظمےٰ کو اس حیثیت سے کہ ؎

"رسن ایک اور اسمین بارہ گلے ہین　　یہ تو قیصر آل رسول خدا ہے"

دربار عام مین یزید کے تخت کے سامنے لیجا کر کھڑا کر دیا۔ اُس شقی نے ہر ایک بی بی کا حال پوچھکر حکم دیا کہ حسینؑ ابن علیؑ کا سر میرے سامنے لاؤ۔ قاتل نے سر اطہر حاضر کیا۔ یزید نے اِس سر کو زیر تخت رکھ دیا ؎

یزید تخت کے اوپر ہے اور تلے سر شاہ　　آئیں دیکھ زمانہ کا انقلاب یہ ہے

وہ شقی چھڑی سے لب و دندان انور کو کھولتا تھا اور ہنستا تھا۔ اللہ اللہ ؎

سر حسین کجا، مجلس شراب کجا،　　ہجوم عام کجا، آل بوتراب کجا،

اس حالت سرور مین ظالم اہل دربار سے فخریہ یہ کہنے لگا کہ آج کا دن عیش و نشاط کا ہے۔ کہ ہم نے ان سرکشون کا قلع و قمع کر دیا ہے جو اپنے کو ہم سے افضل جانتے تھے۔ پھر حکم دیا کہ اہلبیت رسولؐ کو ایسے تنگ و تار مکان مین مقید کرو جس مین دن کو دھوپ مین جلین اور رات کو اوس مین بھیگین ؎

افسوس اہلبیت کہان وہ مکان کہان　　اجڑی ہوئی زمین کہان آسمان کہان

کانٹے کہان وہ فاطمہؑ کے بوستان کہان　　وہ نخس گھر کہان وہ سعادت نشان کہان

پھولون پہ دھوپ چھاؤن ہو خاون کے واسطے

وہ جائے تار عرش کے تارون کے واسطے

کیون چرخ پیر ہوتا ہے ایسا بھی انقلاب　　ظلمت مین نور صبح سیاہی مین آفتاب

زندان اہلبیت رسولؐ فلک جناب　　رسی مین ان کی گردنین جو مالک الرقاب

عابدؑ پہ بیڑیون کی مرض مین جفا ہوئی

حیرت ہے یہ کہ کیون نہ قیامت بپا ہوئی

آفاق مین کبھی یہ ستم کا چلن نہ تھا　　لاشہ کسی پسر کا کبھی بے کفن نہ تھا

قابل اجاڑنے کے علی کا چمن نہ تھا　　کنبہ نبیؐ کا لائق طوق و رسن نہ تھا

اس طرح دکھ مین ماؤن سے بچے چھٹے نہ تھے

آگے کبھی نبی کے حرم یون لٹے نہ تھے

سُنتے بہشت مین جنھین حکم خدا سے آئین — وہ ظالمون کی فوج مین بالون سے منھ چھپائین
حاکم کے آگے کھینچکے سیدانیون کو لائین — یہ ظلم اور زمین کے طبقے اُلٹ نہ جائین

ضبر اِسلئے فقط تھا۔ کہ لُطفِ آلہٰ ہو
تا ہم سے عاصیون کی نہ کشتی تباہ ہو

مرقوم ہے کہ حاتمِ فیاض کا پسر — دربار مصطفےٰ مین ہوا جب کہ بھُرپور
یہ اُسپہ مہربان ہوے سیّد البشر — زیر قدم بچھا دی عبا اپنی کھول کر

غل تھا کہ جنکا نقش قدم تاجِ عرش ہے
اُس فرش انبیا کی عبا اُس کا فرش ہے

بولے یہ خلق دیکھکے اصحاب نیکنام — نزدیک تر جا سے باہر ہوں اے غلام
کافر کا یہ لحاظ یہ خاطر یہ اہتمام — ملبوس پاک پنجتن العین کا مقام

ہر تار اُسکا موج ہے دریاے نور کی
سجادہ قدسیون کا عبا ہے حضور کی

فرمایا مصطفےٰ نے نہ برہم ہو اس قدر — پاکی و نجس کی تم سے سوا ہے ہمین خبر
لاریب عیب کفر کا ہے اسمین سر بسر — پر حاتمِ سخی کا پسر ہے یہ خوش سیر

پابند گو نہین ہے نماز اور صوم کا
لیکن بزرگ زادہ تو ہے اپنی قوم کا

یارو! تمھین بزرگیِ معبود کی قسم — عابد سا تھا بزرگ کوئی صاحب کرم
پر حیف گئے یزید کے آگے مع حرم — دیکھا نہ آنکھ اُٹھا کے بھی ظالم نے ہیہ ستم

مشغول جشن فتح مین چھوٹے بڑے رہے

یہ سر جھکائے چار گھڑی تک کھڑے رہے

ان کیلئے کسی نے عبا وان بچھا نہ دی　　رونے کی جا ہے ایک نے کرسی پہ جا نہ دی

حاکم نے بیٹھنے کی زمین پر رضا نہ دی　　زینب کو رحم کھا کے کسی نے ردا نہ دی

شاہِ رسل کو سب کی کنیزون کا پاس تھا

اُمت کو کچھ نہ اُن کے عزیزون کا پاس تھا

سبحانہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے :-

فامّا الیتیم فلا تقھر　　"یتیم پر ستم نہ کرو"

اور رسول اللہ کا یہ حکم ہے کہ یتیم کو آواز درشت سے نہ پکارو اور اُن پر رحم کرو۔ مگر وائے ان مسلمانون پر کہ حضرت سکینہ بنت جناب سید الشہدا علیہ السلام جب اپنے باپ کی لاش سے لپٹ کر رونے لگین تو شمر نے اُس معظمہ کو باپ کی لاش سے طمانچہ مار کر چھڑایا۔ اور ایک تازیانہ ایسا مارا کہ وہ یتیمہ بلبلا گئی۔

وامحمدا۔ واعلیتا۔ کہ قید خانہ مین بھی ایک کمسن یتیمہ پر جب وہ اپنے باپ کو یاد کر کے روتی تھی تو سختی کی جاتی تھی۔ چنانچہ وہ بچی ایک شب روتے روتے سو گئی۔ خواب مین جناب امام مظلومؑ کو دیکھکر چونکی اور بیساختہ ایک چیخ مار کے رونے لگی۔ اہلحرم نے تسلی دلاسا دے کر کہا اے بیٹی کیون روتی ہو وہ رو رو کہتی تھی ابھی بابا میرے پاس کھڑے تھے بتاؤ کہان چلے گئے۔ اُس یتیم کی ان باتون سے اہلبیت مین شور گریہ و بکا اسقدر بلند ہوا کہ آواز گریہ یزید نے سُنی پوچھا یہ کیا ماجرا ہے؟ لوگون نے کہا کہ ایک بیٹی حسینؑ کی تین برس کی ہے اُس نے حسینؑ کو خواب مین دیکھا ہے۔ اُن کو ڈھونڈھتی ہے اور طلب کرتی ہے۔ اُس کے حال پر قیدی روتے ہین

وہ سنگدل بھی رونے لگا سُنکے یہ خبر　　آخر کسی خواص سے بولا وہ بدگہر

پہونچا خزانہ دار کو یہ حکم دوڑ کر　　زندان مین بھیجدے جو ہے طشت طلا مین سر

ڈوبے لہو مین چاند سے رخسار دیکھ لے
بیٹی پدر کی شکل پھر اک بار دیکھ لے

خازن سے بعد حکم یہ کہدیجیو مگر — لے آئے سر یتیم کو دکھلا کے اک نظر
کھویا ہے جب تمام خزانون کا مال وزر — پایا ہے مین نے تب پسر فاطمہ کا سر

منت پہ بیبیون کی نہ زاری پہ جائیو
گر کوئی مر بھی جائے تو سر لیکے آئیو

پہونچا خزانہ دار کو حکم یزید جب — صندوق آہنی سے نکالا سر اُسنے تب
وہ سر رہا جو سینۂ زہرا پہ روز و شب — رکھا گیا خزانۂ ظالم مین ہے غضب

صندوق مین کبھی - کبھی وہ سر لگن مین تھا
مدت سے آفتابِ امامت گہن مین تھا

پس سر اقدس حضرتؑ کا ایک طشت طلا مین رکھکے اور رومال دیباسے ڈھانک کے سامنے اُس یتیمہ کے رکھا گیا اِس یتیمہ نے رومال اُٹھاکر سر اقدس اپنی گود مین رکھ لیا - اور رو رو کر کہنے لگی " یا ابتاہ من ذا الذی خضبک بدمائک ہاے اے بابا! میرے کس ستمگر نے ریش مبارک تمھاری خون سے خضاب کی یا ابتاہ من ذا الذی قطع راسک وریدیک ہاے مظلوم بابا میرے کس نے تمھارا سر اقدس بدن سے جدا کیا اور تمھاری گردن کی رگین کاٹین یا ابتاہ من ذا الذی ایتمنی علی صغر سنی ہاے بابا میرے کس بیرحم نے مجھے چھوٹے سے سن مین یتیم کیا - یا ابتاہ لیتنی کنت قبل ہذا الیوم عمیاء کاش آج کے دن مین کور ہوتی اور تمھارا سر نہ دیکھتی - کاش مین پیوند زمین ہوتی اور تمھاری ریش مبارک خون سے خضاب نہ دیکھتی - یہ کہکر اپنا منھ حضرت کے منھ پر رکھ دیا و بکت بکاء شدیدا حتی غشی علیہا اور اس بیتابی سے روئی کہ آخر بیہوش ہوگئی - لوگون نے چاہا کہ اس یتیمہ کو سر اقدس سے جدا کرین

فلما حرکوھا فاذا قد فارقت روحھا الدنیا جب اہلحرم نے اُسے حرکت دی دیکھا کہ طائر روح اس بے گناہ کا گلشن جنت کو پرواز کر گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

غرض بیانِ غم اہلبیت آسان نیست　　حکایتیست کہ آنرا شرح پایان نیست

آمدم برسر مطلب اگر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد

ایتونی بدواۃ وقرطاس اکتب لکم　　" دو مجھے دوات و کاغذ کہ مین لکھدون

کتابا لن تضلوا بعدی　　تمہارے لئے ایک نوشتہ تاکہ میرے بعد تم گمراہ نہو۔

کو ہذیان سے تعبیر نہ کیا جاتا تو مصحف ایمان کے اوراق کا شیرازہ بکھرتا نہ جہاز آل نبیؐ واولاد علیؑ بحر خون مین غلطان ہوتا نہ بانی خلافت سقیفہ پر یہ قول "خون شہدا تمام برگردن اوست" صادق آتا چنانچہ ایک محرم راز کیا خوب یہ نکتہ فرما گئے ہین ؎

کرد شخصے سوال از دانا　　کہ بگو کشتہ شد حسین کجا؟

گفت "اندر سقیفہ اش کشتند　　بہر دنیا وحیفہ اش کشتند"

اور تاریخ بلاذری مین ہے کہ بعد شہادت جناب امام حسین علیہ السلام حضرت عبداللہ بن عمر نے یزید کو ایک خط لکھا تھا جس مین اس کو قتل سید الشہداؑ پر ملامت کی تھی اُس کا جواب یزید نے یہ دیا کہ

"ہم تو پیرو حضرت عمر ہین"

ہم اس خط کی نقل مجمع البحرین فی ادلۃ الفریقین مطبوعہ محمدی کے صفحہ ۵۲۰ سے اس جگہ کرتے ہین

لما قتل الحسین بن علی۔ کتب　　جب امام حسین قتل ہوے تو عبداللہ بن عمر

عبداللہ بن عمر الی یزید بن معاویہ　　نے یزید بن معاویہ کو خط لکھا۔

اما بعد فقد عظمت الرزیۃ　　کہ حسینؑ بن علیؑ کے قتل سے ایک مصیبت

وجلت المصيبة وحدث فى الاسلام — واقع ہوئی۔ اور اسلام پر سخت حادثہ گذرا۔ اسکا جواب

حدث عظيم ولايوم كيوم الحسين — یزید نے عبداللہ کو یہ لکھا کہ اے نادان ہم ان مکانات

فكتب اليه يزيد۔ اما بعد يا احمق — مسمار شدہ کی طرف آئے جنمین عمدہ عمدہ فرش بچھے

فانا جئنا الى بيوت مسنجدة وفرش — ہوے تھے۔ اور بڑے بڑے تکیے لگے ہوے تھے اگر

ممهدة ووسائد منضدة فقاتلنا — اس فعل مین ہمارے مخالف حق پر تھے تو اسکا الزام

عنها فان يكن الحق لغيرنا فابوك — تمہارے والد ماجد پر ہے۔ کہ وہی اسکے بانی اول

اول من سن هذا وابتز واستاثر — تھے جنھون نے خلافت خاندان رسالت سے نکالکر

بالحق على اهله — ایسی ظلم کی سنت جاری کی۔

یزید کے اشعار — غرض بنی امیہ کو خلافت اول کی بدولت وہ قوت اور قدرت حاصل ہوئی کہ اپنے باپ دادا کے خوب بدلے لئے۔ چنانچہ بعد واقعہ کربلا جب المجرم دربار مین لائے گئے تو یزید نے یہ اشعار پڑھے۔

ليت اشياخى ببدر شهدوا — کاش میرے بزرگ جو بدر کی لڑائی مین

جزع الخزرج من وقع الاسل — مارے گئے نیزون کی طعنون سے قبیلہ خزرج

قد قتلنا القرن من ساداتهم — کی بیقراری دیکھتے کہ ہم نے انکے سرداروں سے

وعدلنا ميل بدر فاعتدل — ایک جماعت کو قتل کیا اور بدر کی لڑائی سے جو

لعبت هاشم بالملك فلا — نقصان ہوا تھا اسکو پورا کر لیا۔ بنی ہاشم نے خلوق

خبر جاء ولا وحى نزل — خدا مین ایک کھیل نکالا تھا کیسی نہ وحی اتری تھی کہانکی

لست من خندف ان لم انتقم — نبوت مین قبیلہ خندف سے نہین اگر اولاد رسول سے

من بنى احمد ما كان فعل — انکے افعال کا انتقام نہ لون

تمت بذكر خواص الامة

بی اہتمام پر شبلی صاحب کے حملے

جناب خلیفہ صاحب کی گفتار و رفتار کا رنگ آج بھی ان کے معتقدین و مقلدین مین پایا جاتا ہی فرق اسقدر ہے کہ ان کے خلفا، صاحب اقتدار تھے۔ لہذا آل رسولؐ پر خاطر خواہ ظلم و ستم کر گئے۔ یہ مجبور ناچار ہین۔ اسلئے بفحوائے شعر ؎

دست بیچارہ چون بجان نرسد　　چارہ جز پیرہن دریدن نیست

ان خاصان خدا کے نام ہی پر اپنی عقیدت کا اظہار کر لیتے ہین۔ اور ان کے فضائل اور مصائب چھپانے مین سرگرم رہا کرتے ہین۔ چنانچہ شمس العلما شبلی نعمانی باوجود اسکے کہ حضرت عمرؓ کا بنت رسول اللہؐ کے گھر جلانے کا قصد کرنا باسناد معتبر باین الفاظ تسلیم کرتے ہین کہ :-

ابن شیبہ نے مصنف مین۔ اور علامہ طبری نے تاریخ کبیر مین روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے فاطمہؓ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر کہا "یا بنت رسول اللہ! خدا کی قسم آپ ہم کو سب سے زیادہ محبوب ہین۔ تاہم اگر آپ کے ہان اس طرح لوگ مجمع کرتے رہے تو مین ان لوگون کی وجہ سے گھر مین آگ لگا دونگا"

اسپر بھی اپنے مہر و ماہ فلک اسلام کے ان افعال کو نظر استحسان سے دیکھتے ہین اور اسکو اسلام کی بقا بتاتے ہین۔ اور بفخر و مباہات "الفاروق" کو اس کلام سے زینت دیتے ہین۔

"حقیقت یہ ہے کہ اس نازک وقت مین حضرت عمرؓ نے نہایت تیزی اور گرمی سے جو کارروائیان کین انمین گو بعض بے اعتدالیان پائی جاتی ہون لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ انھین بے اعتدالیون نے اُٹھتے ہوے فتنون کو دبا دیا۔ بنو ہاشم کی سازشین اگر قائم رہتین تو اسوقت اسلام کا شیرازہ بکھر جاتا۔ (صفحہ ۵۰ حصہ اول)

سبحان اللہ وہ بنی ہاشم جو تمام عرب مین ماہر احکام شریعت اور ماہر اصول مدالت و ملت تھے جنھون نے غدر۔ مکر۔ کید۔ تزویر۔ اور حرص و ہوا کی بجاے فضائل حمیدہ و خصائل پسندیدہ کی

تعلیم دی جنکا شعار ہمیشہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر رہا یعنی حکم کرتے تھے اچھی بات کا اور منع کرتے تھے بری بات سے جن کی منزلت و فضیلت مین متعدد احادیث وارد ہین۔ از انجملہ یہ ہے:۔

عن طلحۃ بن مصرف قال کان — "طلحہ راوی ہین کہ عہد صحابہ مین کہا جاتا تھا

یقال بغض بنی ھاشم نفاق۔ — کہ بنی ہاشم کا بغض علامت نفاق ہے"

جن کی فیض صحبت سے اصحاب حیوان سے انسان اور کافر سے مسلمان بنے جنکی بدولت سلطنت اور دولت پائی۔ انپر جناب شمس العلماء سازش اور غدر کا بہتان رکھکر ان کو اسلام و ایمان کا دشمن بتاتے ہین۔ واہ! کیا خوب شمس العلماء نے۔

ھل جزاء الاحسان الا الاحسان — احسان کا عوض احسان ہی ہے۔

پر عمل کیا ہے

ایہا المومنون! اس چشم کجرفتار کی گردش پر غور کرو کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سایہ مبارک اٹھتے ہی زمانہ آل رسول اور بنی ہاشم سے کیا منحرف اور مخالف ہو گیا ؎

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا — بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے

آہ۔ آہ ؎

ہے کل کی ابھی بات کہ آباد تھا کیا گھر — جس گھر پہ گدا آن کے ہوتا تھا تونگر

وہ مجمع اصحاب وہ دربار پیمبر — وہ فاطمہ کا جاہ و حشم شوکت حیدر

بے اذن چلا آئے یہ مقدور تھا کس مین
یا آج وہی گھر ہے کہ خاک اڑتی ہے جس مین

آل رسول پر جو مصائب و آلام گذرے ان کو ہمارے بھائی تسلیم کرتے ہین لیکن بسبب محبت صحابان باتون سے اغماض و انکار کرتے ہین۔ حتی کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بھی

امام غزالی وغیرہ یزید کو مومن کہتے ہین

منکر ہین - اور یزید کو الزام قتل سبط رسول ... دیتے ہین - چنانچہ جناب امام غزالی اور دیگر علمائے کرام اہلسنت یزید بن معاویہ کے ایمان و اسلام کی نسبت فرماتے ہین کہ وہ خلیفہ برحق ہے -

کل مسلمانون نے اسکی بیعت کی نیز کہا ہے معاویہ خلیفہ برحق تھا حسینؑ ابن علیؑ یزید کی بیعت اجب تھی مگر حسینؑ نے اس سے بغاوت کی لہذا حسینؑ اپنی جد کے تلواری سے مارے گئے

ثبوت کیلئے دو پا عبارتین اس جگہ نقل کیجاتی ہین ملاحظہ ہون

پہلی عبارت ابن العربی المالکی فرماتے ہین -

حرقت یزید الحسین ... بدعۃ یعنی حسینؑ کو یزید نے انکے ناحق کی تلوار سے قتل کیا

(احکام القرآن ابن العربی)

دوسری عبارت امام غزالی فرماتے ہین ... یزید ... اور اسکے حق مین دعاے مغفرت کرنا مستحب اسلیے کہ وہ مومن تھا آپ کے قول و فعل سے

امالتا جائز ہے ... یزید کے لئے طلب رحمت کرنا جائز

مستحب بل ھو داخل فی قولنا فی کل صلوۃ اللھم اغفر المومنین والمومنات فانہ کان مومنا (اللھم اغفر الی آخرہ) مین داخل ہے کہ وہ مومن ہونے کی وجہ سے ہماری دعا

(تاریخ ابن خلکان جلد اول طبع مصر صفحہ ۲۱۳)

تیسری عبارت ملا علی قاری نے ضوء المعالی کے صفحہ ۵۴ مین یزید کے باب مین لکھا ہے -

علی ان الامر بقتل الحسین ... یعنی حکم دینا قتل حسینؑ کا بلکہ قتال کرنا

تلک لیس موجبا اللعنۃ علی مصیبہ ... ان کا جرأت نہین ہے بنا پر لعنت

مذہب ... یہ مذہب ہے

چوتھی جناب نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالی اپنی کتاب حجج الکرامہ مین رقمطراز ہین۔

ابن العربی گفت نہ کشت یزید حسینؓ را مگر بسیف جدوے یعنی بیعت برائے یزید گردیدہ بود پس حسینؓ بروے باغی شدے را کسان بسیار اقدام بر بیعت وے نمودند باوجود استخلاف این چنین بغاوت کہ حسین کرد شرط نباشد و شک نیست کہ پدرش معاویہ خلیفہ برحق بود باجماع مردم بروے بعد امام حسنؓ واقع شد

ابن عربی کا قول ہے کہ یزید نے حسینؓ کو قتل نہین کیا۔ بلکہ وہ اپنے نانا کی تلوار سے قتل ہوے اور یزید پر بیعت ہو چکی تھی پس حسینؓ باغی ٹھہرے اور اسمین شک نہین ہے کہ اُس کا باپ معاویہ خلیفہ برحق تھا جسکی خلافت پر بعد امام حسنؓ اجماع اُمت ہو چکا تھا۔

پانچوین عبارت تکمیل الایمان مصنفہ شیخ عبد القادر صاحب محدث دہلوی کے صفحہ ۸۵ مین در باب یزید لکھا ہے :-

بعض گویند کہ خاتمہ وی معلوم نیست شاید او بعد از ارتکاب معصیت توبہ کردہ باشد و نفس آخر بر توبہ رفتہ باشد و میل امام غزالی در احیاء العلوم باین حکایت ست

بعض کہتے ہین کہ معلوم نہین کہ خاتمہ اُسکا کیسا ہوا۔ شاید کفر اور گناہ سے اُس نے توبہ کرلی ہو۔ اور توبہ پر دم نکلا ہو۔ چنانچہ امام غزالی نے بھی احیاء العلوم مین اپنا یہی خیال ظاہر کیا ہے

چھٹی عبارت ترجمہ صواعق محرقہ مین ہے کہ۔

بعض دیگر از علما گفتہ اند یزید کافر نیست زیرا کہ اسباب موجب کفر او نزد ما ثابت نشدہ کہ حکم بکفر او کنیم و اصل آنست کہ بر اسلام باقی باشد تا وقتیکہ از وے چیزے بر ما ظاہر شود کہ موجب

بعض علما کا بیان ہے کہ یزید کافر نہین ہے۔ اسلئے اسکے کفر کے وجوہ ہم پر نہین کھلے تاہم اُسپر کفر کا حکم دین اور اصل یہ ہے کہ وہ اسلام پر باقی رہے تا وقتیکہ کوئی چیز اُس سے ایسی ظاہر ہو جو موجب

خروج از اسلام ست۔ — خروج عن الاسلام ہے

ساتوین عبارت صواعق محرقہ مین ہے :۔

وقالت طائفۃ لیس بکافر — ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ یزید کافر نہین ہے

لان الاسباب الموجبۃ للکفر لم یثبت — اسواسطے کہ اسباب کفر ہمپر بالکل ثابت

عندنا منہا شئ والاصل بقاءہ علی الاسلام — نہین ہوے۔ اور اصل یہ ہے کہ وہ اسلام پر باقی تھا

حتی یعلم ما یخرجہ عنہ — تا اینکہ اسکا خروج ثابت ہو۔

آٹھوین عبارت شمس العلماء مولوی نذیر احمد صاحب امہات الامۃ مین تحریر فرماتے ہین کہ

پیغمبر صاحب نے خود فقر و فاقہ مین زندگی بسر کی۔ اور وہ اس کو دوست رکھتے تھے اور اپنے حق مین ایسی ہی زندگی کی دعا کرتے تھے۔ اور اپنی نسل کے حق مین فرمایا کرتے تھے۔ اللھم اجعل رزق ال محمد کفافا۔ نسل سے قناعت نہ ہوسکی۔ لگے سلطنت کا خواب دیکھنے اپنا ادب بھی کھو بیٹھے ۔

مولوی نذیر احمد صاحب فرماتے ہین کہ حسینؑ نے ملک کی ہوس کے سبب سے یزید کی بیعت نہین کی

این ہم رفت و آن ہم رفت — در پئے جانان جان ہم رفت

حضرت علیؑ ہی کو خلافت کی کرسی پر بیٹھ کر کیا فتوحات حاصل ہو گئے۔ بیچارے چار برس تک خلافت کے ساتھ نامزد رہے۔ اور شروع ہی مین اندرونی خانہ جنگیون کا سلسلہ جاری ہو گیا اس سے فارغ ہوے تو معاویہ نے خلافت پر قبضہ کر لیا اور اب وہ برائے نام خلیفہ رہ گئے۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے فرزند حسنؑ نے خلافت پر بہت زور دیا۔ مگر چھ مہینے کے اندر ہی خلافت سے دست بردار ہونا پڑا۔ اب سلطنت کی باگ معاویہ کے ہاتھ مین رہی۔ اور اُسکے مرنیکے بعد اسکی نسل مین یہ سلسلہ جاری رہا اسوقت نسل فاطمہؑ کو اپنے محترم نانا کی طرح چاہیئے تھا صبر و قناعت مگر علیؑ کے دوسرے فرزند حسینؑ نے معاویہ کے بیٹے یزید کی خلافت کو تسلیم نہین کیا۔ اور کوفہ

مین آکر اپنی خلافت پر لوگون سے بیعت لی جسکا نتیجہ وہ ہوا جو سب کو معلوم ہے۔ فاطمہؑ کی آیندہ نسل کو اس نتیجہ سے عبرت پکڑنی چاہیئے تھی۔ مگر ملک داری کی ہوس نے ان کو چین سے بیٹھنے ہی نہین دیا"۔

معزز ناظرین! شمس العلماء کے بیان پر غور فرمائین کہ آل رسولؐ بلکہ خود رسول مقبول صلعم کی کیسی توہین کی ہے۔ قولہ تعالے

لقد جئتم شیئا ادًّا ۝ تکاد	تم نے اتنی بڑی سخت بات کہی ہے کہ آسمان
السمٰوٰت یتفطرن منہ وتنشق	اُس سے پھٹ پڑین اور زمین شق ہو جائے
الارض وتخر الجبال ھدًّا ۝	اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑین۔

پ ۱۶ س مریم ع ۵

شاہ صاحب کے قول سے مترشح ہے کہ حسینؑ کی شہادت رسول اللہؐ کی شہادت ہو

خیر علماے اہلسنت کو اختیار ہے جیسی چاہین آل رسولؐ کی توہین و تہجین کرین۔ مگر یہ خوب سمجھ لین کہ جو ظلم و جور جناب فاطمہ زہراؑ علی مرتضیٰؑ حسن مجتبیٰؑ۔ اور جناب امام حسین علیہ السلام و دیگر اہلبیتؑ اطہار پر کیے گئے وہ فی نفسہ جناب رسول اللہ صلعم پر کیے اور جو کچھ ان خاصان خدا کی توہین کرتے ہین وہ خود رسول اللہ کی توہین کرتے ہین۔

کیونکہ اس امر پر تو اجماع علما ہے کہ علیؑ نفس رسولؐ ہین جنکے حق مین رسول اللہؐ نے لحمك لحمی دمك دمی فرمایا ہے اور فاطمہؑ بضعہ رسول اور حسنؑ و حسینؑ رسول اللہؐ کے فرزند ہین جن کی شان مین ارشاد ہوا ہے کہ جس نے اِن کو ایذا دی۔ اُسنے مجھ کو ایذا دی۔ جسنے مجھ کو ایذا دی۔ اُسنے خدا کو ایذا دی اور وہ کافر ہے۔

اور جناب شاہ عبدالعزیز صاحب نے تو حسنین علیہما السلام کو دو وجون سے فرزندان رسول بتایا ہے اور جو وجوہ شہادت حسنین علیہما السلام کے بیان فرمائے ہین اُن سے متبرشح ہوتا ہے کہ حسنین علیہما السلام

شہید نہین کیئے گئے بلکہ خود رسول اللہ شہید کئے گئے۔ جیسا کہ رسالہ ستر الشہادتین مین تحریر فرماتے ہین
جو کہ جناب ممدوح کی تصنیفات سے ہی۔ ہم اُسکا خلاصہ اس جگہ نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے:۔

واضح ہو کہ جو کمالات اور خوبیان جُدا جُدا اور پیغمبرون مین تھین۔ وہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام
مین بالکل یکجا جمع ہوگئین۔ سوا اسکے اور کمالات لیکن آپ مین ایک کمال باقی رہ گیا تھا۔
جو حضرت کی ذات مین حاصل نہ تھا یعنی شہادت۔ اور آپ کی ذات مین اس کے حاصل نہونے کا
بھید یہ تھا کہ اگر حضرت صلعم جنگ مین شہید ہوتے تو شوکت اسلام کی ٹوٹ جاتی اور دین مین
عوام کے نزدیک خلل پڑجاتا۔ اور اگر ناگہان چُپکے چپکے شہید ہوجاتے تو آپ کی شہادت
مشہور نہ ہوتی بلکہ پوری شہادت ہی نہ ہوتی اور جانیئے کہ پوری شہادت اسکا نام ہے کہ آدمی
مسافرت اور شقت مین مارا جاے اسکے ٹکڑے کوٹے کوٹے کر ڈالین۔ اور اسکی لاش میدان مین
پڑی رہے۔ اور اسکے گرداگرد بہت لوگ باعزت اُسکے احباب و اقربا سے مارے جائین
مال اُسکا لوٹا جائے۔ اُس کی بیبیان اور بچے بڑے قید مین گرفتار ہون اور یہ سب مصیبتین صرف
اللہ کے واسطے ہون۔ پس حکمت الٰہی اور اُسکی کارسازی نے چاہا کہ یہ بڑا کمال حضرت کے کمال
مین ملجائے۔ بعد آپ کی وفات کے یہ باتین بواسطے بعض مردان اہلبیت کے بلکہ بواسطے اس
شخص کے جو بہت ہی قریب حضرت کے اولاد مین ہو۔ اور جو کہ بمنزلہ آپ کے بیٹون کے ہو
تاکہ ملجاے ان کا حال حضرت کے حال مین اور داخل ہو کمال حضرت کے کمال مین پس متوجہ
ہوئی عنایت الٰہی اس کمال کے ملانے پر تو نائب بنایا نانا کے مقام پر حسنین علیہم السلام کو۔ انپر
برتر درود اور رحمت ہو اور دونون کو پرتو کمال محمدی کے دو آئینہ بنائے اور جمال مصطفوی
کے دو رخسارے ٹھہرائے۔ چونکہ شہادت دو قسم پر تھی۔ ایک پوشیدہ اور دوسری ظاہر۔ لہذا
دونون پر منقسم ہوگئی اور پہلی قسم کے واسطے مخصوص ہوے بڑے صاحبزادے۔ اور چونکہ وہ امر

مخفی تھا اسلئے جبرئیلؑ نے کبھی اسکو مذکور نہین کیا۔ اور اسواسطے جناب رسالت پناہ صلعم نے بھی اسکی خبر نہ دی۔ اور چھوٹے صاحبزادے حسینؑ دوسری قسم کی شہادت سے مخصوص ہوے اور چونکہ بنا اس کی شہرت اور اعلان پر تھی تو اول زبان جبرئیل وغیرہ فرشتون پر اُس کا مذکور ہوا۔ پھر بیہ مقام شہادت کا اور بیہ شہادت کے وقت کا یعنی سنہ ۶۰ ہجری معلوم ہوا۔ پھر اسکا بہت شہرہ ہوا اور امیرالمومنین کرم اللہ وجہہ نے صفین کے سفر مین اِس واقعہ عظمیٰ کا برملا ذکر کیا"

احادیث باہت پیشینگوئی واقعہ کربلا

اِس واقعہ عظمیٰ وسانحہ کبریٰ کی خبر جناب رسول اللہ صلعم کو حضرت جبرئیلؑ و دیگر فرشتگان مقربین نے دی تھی۔ اور مقتل حسینؑ کی بھی جگہ بتا دی تھی۔ شاہ صاحب نے ستر الشہادتین مین اِس امر کو متواتر فرمایا ہے لہذا اِسی کتاب سے دو چار احادیث نقل کی جاتی ہین :۔

پہلی

واما اخبار النبی صلی اللہ علیہ	جبرئیل وغیرہ فرشتون نے ذریعہ وحی پیغمبر خدا
وآلہ وسلم بھذہ الواقعۃ الھائلۃ من	صلعم کو اس واقعہ ہولناک سے خبر دی جو مشہور
جھۃ الوحی بواسطۃ جبرئیل وغیرہ	متواتر سے ہے۔ از انجملہ وہ حدیث ہے کہ
من الملائکۃ فمشھور متواتر من	طبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
ذلک ما اخرجہ الطبرانی عن	روایت کی ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ
عائشۃ رضی اللہ عنہا ان النبی	جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ میرا فرزند
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال	حسینؑ میرے بعد زمین طف مین مارا جائے گا
اخبرنی جبرئیلؑ ان ابنی الحسین	اور جبرئیل میرے پاس یہ مٹی لائے اور کہا کہ
یقتل بعدی بارض الطف وجاءنی	یہ ان کی خوابگاہ ہوگی۔
بھذہ التربۃ فاخبرنی انھا مضجعہ۔	

دوسری واخرج احمد ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لقد دخل علی البیت ملک لم یدخل علی قبلہا فقال لی ان ابنک ھذا یعنی حسینا مقتول وان شئت اریتک من تربۃ الارض التی یقتل بھا فاخرج تربۃ حمراء

امام احمد حنبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر مین ایک فرشتہ آیا جو اس سے پہلے میرے پاس کبھی نہین آیا تھا۔ اور اُسنے مجھ سے کہا کہ یہ آپ کا بیٹا یعنی حسینؑ مارا جائے گا اور اگر آپ چاہین تو آپ کو اس زمین کی مٹی جہان یہ مارا جائے گا دکھا دون۔ پھر اس نے تھوڑی سی مٹی سرخ نکالی

تیسری واخرج البغوی فی معجمہ من حدیث انس رضی اللہ عنہ۔ قال استاذن ملک المطر ربہ ان یزور النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاذن لہ والنبی صلی اللہ علیہ وسلم فی بیت ام سلمۃ فقال یا ام سلمۃ احفظی علینا الباب لا یدخل احد فبینما ھی علی الباب اذ دخل الحسین علیہ السلام فاقتحم فوثب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلثمہ ویقبلہ فقال لہ الملک اتحبہ قال نعم قال ان امتک ستقتلہ وان شئت

حضرت انس کی حدیث سے بغوی نے اپنی معجم مین روایت کی ہے کہ بارش کے فرشتہ نے اپنے پروردگار سے رسول اللہ صلعم کی زیارت کا اذن چاہا پس اسکو اجازت ملی۔ اسوقت رسول اللہ صلعم حضرت ام سلمہ کے گھر مین تھے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے ام سلمہ دروازہ سے خبردار رہو کہ کوئی آنے نہ پاوے اسی اثنا مین کہ وہ دروازہ پر نگہبان تھین یکایک امام حسینؑ آئے اور اندر چلے گئے۔ اور رسول اللہ صلعم کے اوپر کودنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو گود مین لیکر پیار کرنے لگے تب حضرت صلعم سے اس فرشتہ نے کہا کیا آپ انکو دوست رکھتے ہین حضرت نے فرمایا ہان اُس فرشتہ نے کہا آپکی اُمت عنقریب انکو مار ڈالیگی اگر آپ چاہین

اریك المكان الذی یقتل به — تو آپ کو وہ جگہ بھی دکھادون جہان یہ مارے جائینگے

فاراه فجاء ببطحة او تراب احمر — پھر حضرت صلعم کو دردی بالو یا مٹی سرخ

فاخذته ام سلمة فجعلته — دکھائی حضرت ام سلمہ نے اسکو اپنے کپڑے مین

فی ثوبها فاثابت کان افتوذا فها — رکھ لیا۔ ثابت کا بیان ہے کہ ہم ان کو ہم

کربلاء۔ — کربلا کہا کرتے تھے۔

چوتھی اخرج الحاکم والبیهقی عن — حاکم و بیہقی نے کہا ہین کہ ام الفضل بنت

ام الفضل بنت الحارث قالت دخلت — حارث نے کہا کہ ایک دن مین حسینؓ کو

علی رسول الله صلی الله علیه و — لیکر جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس

اله وسلم یوما بالحسین فوضعته — گئی اور مین نے حسینؓ کو حضرت کے گود مین دیا

فی حجره ثم حانت منی التفاتة — اور آنحضرت کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ آپ کی

فاذا عینا رسول الله صلی الله علیه — آنکھون سے آنسو جاری ہین حضرت صلعم نے

وسلم تهریقان من الدموع — مجھ سے فرمایا کہ مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ

فقال اتانی جبرئیل فاخبرنی ان — میری اُمت اِس میرے فرزند کو شہید کرے گی

امتی تقتل ابنی هذا واتانی — اور مجھ کو جبرئیل نے اس کے مقتل کی مٹی

بتربة من تربة حمراء — بھی دی ہے

پانچوین واخرج ابو نعیم عن ام سلمة — روایت کی ابو نعیم نے حضرت ام سلمہ

رضی الله عنها قالت کان الحسن والحسین — نے فرمایا کہ حسنؓ و حسینؓ میرے گھر مین کھیلتے تھے

بعمان فی بیتی فنزل جبرئیل فقال — کہ جبرئیلؑ نازل ہوے اور کہنے کہ آپکے بعد

یا محمد ان امتك تقتل ابنك هذا — آپکی اُمت آپکے اِس بیٹے کو شہید کرے گی

من بعدك وادمی الی الحسنین ثم اشارہ کیا طرف حسینؑ کے اور آپ کو تھوڑی

اتاہ بتربۃ فشمہا ثم قال ریح کرب و مٹی دی حضرت نے اس کو سونگھا۔ اور فرمایا اس

بلاء وقال یا ام سلمۃ اذا تحولت ھذہ مین سے کرب و بلا کی بو آتی ہے اور فرمایا

التربۃ دما فاعلمی ان ابنی قد قتل اے ام سلمہ جب یہ مٹی خون ہو جائے تو جان لو کہ

فجعلتہا فی قارورۃ میرا بیٹا شہید ہوا۔ پھر مین نے اسکو ایک شیشی مین رکھا

اسکے بعد جناب شاہ صاحب تحریر فرماتے ہین کہ

شاہ صاحب کا قول کہ حسنینؑ فرزند رسولؐ ہین

جب تمہید اس واقعہ کی ہو چکی تو ہم کو اس کا ذکر لازم ہوا جو اسی سے علاقہ رکھتا ہے۔

پس ہم دونون صاحبزادون (حسنین) کو فرزندان پیغمبر کہتے ہین اور اس دعوے کی دو دلیلین

بھی ہین:-

پہلی یہ کہ نواسہ خود بجاے بیٹے کے ہوتا ہے اور اسی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام

بنی اسرائیل سے کہلاے گئے۔

دوسری یہ کہ دونون صاحبزادون کو آنحضرت صلعم نے متبنیٰ کیا تھا جب کہ متعدد روایتون سے

ثابت ہے کہ جناب رسالت مآب صلعم نے فرمایا تھا کہ یہ دونون میرے بیٹے ہین۔ اور احمد نے

اپنی کتاب مسند مین ابو اسحٰق سبیعی سے۔ اور انہون نے امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

سے روایت کی ہے کہ جب امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوے تو آنحضرت صلعم تشریف لائے

اور فرمایا دکھلاؤ میرے بیٹے کو۔ اور پوچھا کہ کیا نام رکھا ہے مین نے عرض کیا کہ حرب آنحضرت

نے فرمایا کہ اس کا نام حسنؑ ہے۔ پھر جب امام حسین علیہ السلام پیدا ہوے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا

دکھلاؤ مجھے میرے بیٹے کو اور نام کیا رکھا ہے اسکا۔ مین نے عرض کیا کہ حرب۔ آنحضرتؐ نے

فرمایا اسکا نام حسینؑ ہے۔ پھر حسنینؑ کا آئینہ ہونا پرتو جمال محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے

دو دلیلون سے ثابت ہے۔

اوّل بوجہ سیادت مطلقہ۔ چنانچہ روایت کی نسائی نے اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن عمر سے اور روایت کی ابونعیم نے علی مرتضےٰ سے اور طبرانی نے معجم کبیر مین عمار وقاص اور اُسامہ بن زید سے۔ اور دیلمی نے انس سے اور روایت کی ابن عساکر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس سے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ حسنؑ اور حسینؑ سردار ہین جوانان بہشتی کے۔ اور ابن ماجہ وغیرہ نے اتنی روایت زیادہ کی ہے کہ باپ ان کا بہتر ہے ان دونون سے۔ اور اس آئینہ محمدیؐ ہونے کا یہ اثر ہے کہ محبت حسینؑ کی بعینہ محبت رسول خدا صلعم کی ہے اور عداوت ان کی گویا آنحضرت کی عداوت ہے۔ چنانچہ ابن عساکر وغیرہ نے عبداللہ ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس نے حسینؑ سے محبت رکھی اُس نے مجھ سے محبت رکھی۔ اور جس نے اُن سے عداوت رکھی اُس نے مجھ سے عداوت رکھی

اور دوسری وجہ مشابہت ظاہری ہے گویا حسینؑ ظاہر مین آنحضرت صلعم کی تصویر ہین

(منقول از صفحہ ۱ تا ۸)

قول شاہ صاحب کہ یزید فاسق و فاجر تھا

جن علماء اہلسنت کے اقوال ہم نے اوپر نقل کئے ہین ان کے ملاحظہ سے ظاہر ہے کہ اگرچہ وہ حضرات یزید کو شدو مد خلیفۂ رسولؐ بتاتے ہین۔ اور جناب امام حسین علیہ السلام پر اُس کی بیعت اور اطاعت واجب ٹھہراتے ہین لیکن جناب شاہ صاحب "سرّ الشہادتین" مین تحریر فرماتے ہین:۔

"یزید فاسق و فاجر تھا اور وہ قابل لعن اور اہل دوزخ سے ہے"

چنانچہ اِس کا خلاصہ رسالہ مذکورہ سے اِس جگہ نقل کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے:۔

لما تملک یزید وتسلطن وذالک ماہ رجب سنہ ساٹھ ہجری مین جب یزید

فی رجب سنۃ ستین بدمشق کتب
الی الاقالیم لاخذ البیعۃ لہ و
کتب الی عاملہ بالمدینۃ الولید
بن عتبہ ان یاخذ البیعۃ من الحسین
رضی اللہ عنہ فامتنع الحسین من
بیعتہ لانہ کان فاسقا مدمنا للخمر
ظالما ۱۲

لیدشہر دمشق مین مالک اور بادشاہ بنا تو
اُس نے سب ملکون مین بیعت لینے کے واسطے
نامے لکھے اور ولید بن عتبہ عامل مدینہ کو حسین
علیہ السلام سے بیعت لینے کے لئے لکھا۔ پس
حسین علیہ السلام نے اسکی بیعت کرنے سے انکار
کیا۔ کیونکہ یزید مرد فاسق و شرابی اور ظالم
تھا۔

چنانچہ اسکے فسق و فجور کی یہ تشریح کرتے ہین :-

جس مسلمان کو رضاے انبیاے مرسلین اور ائمہ طاہرین کی منظور ہو اُسے لازم ہے
کہ امتثال امر الٰہی۔ اور اجتناب منہیات اور بدعات کو شعار اپنا کرے اور انھین کے طریقہ پر
چلے ورنہ انبیا اور ائمہ فاسقون اور فاجرون سے ایسا ہی بیزار رہون گے جیسے یزید پلید سے

(دیکھو صفحہ ۱۲ کا حاشیہ)

پھر اسی رسالہ کے صفحہ ۳۶ مین یزید کی بدعتون کو اس تفصیل سے رقم فرماتے ہین کہ

"جب یزید پلید قتل امام حسینؑ اور ہتک حرمت اہلبیت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم
سے فارغ ہوا تو اس غرور سے اسکی شقاوت اور قساوت اور زیادہ ہوئی۔ چنانچہ زنا اور لواطہ
اور بھائی کا بہن سے بیاہ اور سود وغیرہ منہیات شرعیہ کو اس نے اپنے عہد مین علانیہ رواج
دیا۔ مسلم بن عقبہ کو بارہ ہزار یا بیس ہزار آدمیون کے ساتھ واسطے تاخت و تاراج مدینہ منورہ
کے بھیجا۔ تین دن تک اس مقدس جگہ کے رہنے والے قتل اور لوٹ کی بلا مین گرفتار رہے
اور سات سو صحابی قریش صاحب وجاہت اور عوام الناس اور اطراف کے ملا کے دس ہزار آدمی

زیادہ شہید کئے۔ اور لڑکون کو بندی کر لیا۔ اور عورتون کو شہر والون پر مباح کر دیا۔ ام سلمہؓ کا گھر لوٹ لیا۔ مسجد نبوی کے ستونون مین گھوڑے باندھے۔ چنانچہ گھوڑون نے منبر اور قبر شریف کے درمیان کا مکان پیشاب اور لید سے بھر کیا۔ تین دن تک مسجد شریف مین لوگ نماز سے مشرف نہوے۔ فقط سعید بن مسیب دیوانہ بن کے وہان حاضر رہے۔ اور کیا کیا کچھ اعمال قبیح اس مسجد مقدس اور شہر مین یزیدیون نے نہین کئے کہ زبان قلم اس کی تفصیل سے عاجز ہے مختصر یہ کہ مدینہ کو سنگسار کیا صحن حرم محترم کا پتھرون سے بھر گیا۔ اور ستون مسجد الحرام کے ٹوٹ گئے اور لباس خانۂ کعبہ کو جلا دیا۔ اور دروازہ کعبہ کے پردے آگ کے تنور مین جلا دئے کتنے دن بیت اللہ بے لباس اور وہان کے رہنے والے نہایت ایذا و ہراس مین رہے بالجملہ وہ بدبخت تین برس اور سات مہینے تخت حکومت پر سلطنت کر کے پندرھوین ربیع الاول ۶۴ھ ہجری مین جہنم اس پلید کے حکم سے کعبہ کی بیحرمتی ہوئی اسیدن شہر حمص مین اُنتالیس ۳۹ برس کی عمر مین واصل جہنم ہوا۔"

جناب شاہ صاحب نے کچھ وہ حالات اور وہ واقعات بھی تحریر فرمائے ہین جو بعد واقعۂ شہادت جناب امام حسین علیہ السلام واقع ہوے تھے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے:۔

بعد شہادت امام حسینؑ آسمان سے خون برسا

پھر جب واقعہ شہادت کا واقع ہوا تو اس کا شہرہ اس طرح پر ہوا کہ مٹی خون ہو گئی اور آسمان سے خون برسا۔ اور آواز غیبی سے مرثیہ سنے گئے۔ اور نوحہ و رونا چنات کا۔ اور گھومنا در ندون کا آپ کی لاش کی نگہبانی کے واسطے اور قاتلون کے تھنون مین سانپون کا گھسنا۔

علیٰ ہذا القیاس اور بھی شہرت کے اسباب تھے تاکہ سب حاضر و غائب اس واقعۂ جان گداز سے آگاہ ہو جائین بلکہ بقاے دنیا اس رنج و الم کا اور مذکور ہونا ان مصائب دردناک کا رسول اللہ صلعم کی اُمت مین ثمرہ اسی شہادت کا ہے سو بہ تحقیق اس شہادت کا عالم بالا اور عالم خاک اور

عالم غیب۔ اور عالم شہادت اور جن وانس۔ اور اہل نطق وخموشی ہین (اہل خموشی سے) جانور اور درخت اور پتھر مراد ہین) ؎

جن انس ارض وسما حور سے لے تا بہ فلک　　کون وہ دل ہے کہ اس درد سے آگاہ نہین

جناب شاہ صاحب نے ان واقعات کی بابت بہت سی حدیثین لکھی ہین انمین سے جو دو چار حدیثین نقل کیجاتی ہین ملاحظہ فرمائین:۔

پہلی　اخرج البیھقی وابونعیم عن نصرۃ الازدیۃ　　نصرہ ازدیہ سے بیہقی اور ابونعیم نے

قالت لما قتل الحسینؑ امطرت السماء　　روایت کی ہے کہ جب حسینؑ شہید ہوے تو آسمان سے

دما فاصبحنا وجبابنا وجرارنا وکل　　خون برسا صبح کو دیکھا تو ہمارے مٹکے اور گھڑے

شئ لنا ملان دما ص۳۲　　اور برتن خون سے لبالب ہو گئے تھے۔

دوسری　واخرج البیھقی وابونعیم عن　　اور بیہقی اور ابونعیم نے زہری سے روایت

الزھری قال بلغنی انہ یوم قتل　　کی کہ کہا زہری نے مجھکو خبر پہونچی ہے کہ جس دن

الحسین لم یقلب حجر من احجار　　حسینؑ شہید ہوے جو پتھر کہ بیت المقدس سے

بیت المقدس الا وجد تحتہ　　اٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے سے تازہ سرخ خون

دم عبیط　　نکلتا تھا

تیسری　اخرج البیھقی عن ام جبان　　بیہقی نے ام جبان سے روایت کی کہ جس دن

قالت یوم قتل الحسین اظلمت　　حسینؑ شہید ہوے ہم پر تین دن اندھیرا رہا

علینا ثلاثا ولم یمس منا احد من　　اور جس نے زعفران اپنے چہرے پر

زعفرانھم شیئا یجعلہ علی وجھہ　　ملی اس کا منہ جل گیا۔ اور جو پتھر

الا احترق ولم یقلب حجر فی بیت المقدس　　بیت المقدس کا اٹھایا گیا اوس کے

الا تجد نحتہ دم عبیط — نیچے سے تازہ خون نکلا۔

چوتھی — اخرج ابونعیم عن حبیب بن — ابونعیم نے حبیب بن ثابت سے روایت
ثابت قال سمعت الجنیۃ تنوح بلی — کی ہے کہ جنات یہ کہکر حسینؑ کو روتے تھے
الحسین وھی تقول شعر مسح النبی — کہ اسکی جبین کو نبیؐ نے چوما تھا۔ اسکے رخسار
مسیح النبیؐ جبینہ فلہ بریق فی الخدود — کیا ہی روشن ہین۔ اس کے ماں باپ قریش
ابواہ فی علیا قریش جدہ خیر الجدود — کے بلند لوگون سے ہین اور ان کا نانا سب سے بہتر ہے

پانچوین — اخرج ابونعیم من طریق حبیب — ابونعیم نے حبیب بن ثابت سے اور انھون
بن ثابت عن ام سلمۃ قالت ما سمعت — نے حضرت ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ وہ
نوح الجن منذ قبض النبی بلی — فرماتی ہین جب سے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم
اللہ علیہ وآلہ وسلم الا اللیلۃ و — نے انتقال فرمایا مین نے جنات کا رونا نہین
ما اری ابنی الا قد قتل تعنی — سنا بجز آج کی رات کے۔ اسلئے مین نے جانا
الحسین فقالت لجاریتھا اخرجی — کہ میرا بیٹا حسینؑ شہید ہوا پس مین نے اپنی کنیز سے کہا کہ
فاسئلی فاخبرت انہ قد قتل و — تو گھر سے نکلکر پوچھ تو۔ معلوم ہوا کہ حسینؑ شہید ہوے
اذا الجنیۃ تنوح شعر — اور جن یہ کہکر رونے لگے۔ (ترجمہ اشعار)
الا یا عین فابکی لی جھدی ومن یبکی علی الشھداء بعدی — اے چشم تجھ سے جتنا ہو سکے گریہ وزاری کر ان شہیدون پر
علی رھط تقودھم المنایا الی متجبر فی الملک وغد — جنکو موت ظالم جبار ناکس کمینہ کشان لے گئی

چھٹی — واخرج ابن عساکر عن المنھال — ابن عساکر نے منہال ابن عمرو سے روایت
بن عمرو قال انا واللہ رایت راس — کی ہے کہ مین شہر دمشق مین تھا۔ کہ واللہ
الحسین حین حمل وانا بدمشق و — مین نے دیکھا کہ نیزہ پر سر مبارک حسینؑ کو لیجا رہے تھے

بین یدی الراس رجل یقرء سورۃ الکھف حتی بلغ قولہ تعالیٰ "امر حسبت ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من ایاتنا عجبا" فانطق اللہ الراس بلسان ذرب فقال اعجب من ذلک قتلی وحملی ۳۵

اور آگے سر مبارک کے ایک شخص سورۂ کہف پڑھتا جاتا تھا جب اس آیت پر پہونچا کیا تو نے جانا کہ اصحاب کہف اور رقیم ہماری قدرت کی نشانیون سے عجوبہ تھے، تو اللہ تعالیٰ نے سر مبارک کو گویا کر دیا اور اسنے بزبان فصیح کہا کہ میرا قتل اور میرے سر کا نیزے پر چڑھایا جانا اصحاب کہف کے قصہ سے زیادہ تر تعجب خیز و حیرت انگیز ہے۔

ساتوین اخرج احمد والبیھقی عن ابن عباسؓ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی المنوم ذات یوم نصف النھار اشعث اغبر بیدہ قارورۃ فیھا دم فقلت ماھذہ قال دم الحسین واصحابہ لم ازل التقطہ منذ الیوم فاحصی ذلک الوقت فوجدت قد قتل ذلک الیوم ۳۶

احمد اور بیہقی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ انھون نے کہا کہ مین نے ایک دن دوپہر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ حضرت کے بال بکھرے ہوے اور گرد آلودہ ہین اور دست مبارک مین ایک شیشہ خون سے بھرا ہوا ہے۔ مین نے پوچھا یہ کیا ہے حضرت نے فرمایا یہ حسینؑ اور اسکے اصحاب کا خون ہے، اسکو مین آج صبح سے جمع کر رہا تھا ابن عباس کہتے ہین کہ اسوقت کو یاد رکھا گیا آخر مجھے خبر ملی کہ اسیدن حسینؑ شہید ہوے۔

آٹھوین اخرج ابو نعیم من طریق ابن لھیعہ عن ابی قبیل قال لما قتل الحسین اجتز وا راسہ وقعد وا فی اول مرحلۃ یشربون النبیذ فخرج علیھم قلم من حدید فکتب سطرا بدم

ابو نعیم نے طریق ابن لہیعہ سے اور اس نے ابی قبیل سے روایت کی ہے کہ جب حسینؑ شہید ہوے اور اشقیا سر مبارک کاٹ کر شام کی طرف روانہ ہوے پہلی منزل پر نبیذ پینے بیٹھے تھے ناگہان غیب سے ایک آہنی قلم نمودار ہوا اور اسنے خون سے یہ لکھا

شعر	ترجمۂ شعر
اترجوا امۃ قتلت حسینا	"کیا وہ لوگ جو حسینؑ کو قتل کرین،
شفاعۃ جدہ یوم الحساب	اُنکے نانا سے روز محشر شفاعت کی امید بھی رکھتے ہین"

بھائیو!۔ جناب شاہ صاحب کے کلام اور ان احادیث کے ساتھ اُن علما کے اقوال پر بھی نظر کرو جو یزید بن معاویہ کو خلیفہ برحق بتاتے ہین اور خود ہی انصاف کرو کیا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی کی تعمیل یہی ہے کہ یزید سے فاسق و فاجر کو تو تمھارے علما امام مفترض الطاعت بتائین۔ اور سبط رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام پر اس کی بیعت واجب ٹھہرائین۔ اور بیعت نہ کرنے سے باغی بتائین یہ اقوال ان علمائے اہلسنت کے ہین جو علما و اعلام اور فضلا عظام مین شمار کئے جاتے ہین۔ جنکے احکام اور فتوون پر مذہب اہلسنت کا دار و مدار ہے

المختصر ان خاصان خدا کی مظلومی اور بیکسی۔ اور جور و تعدی کی روایتون اور حکایتون سے کتب سیر و اخبار و احادیث مذہب اہلسنت مملو ہین اور ان باتون کو کل علمائے اہلسنت چھوٹے اور بڑے تسلیم بھی کرتے ہین۔ مگر بقول شعر

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز ورنہ در محفل رندان خبرے نیست کیے نیست

صرف اپنے مذہب کی بقا کے لئے مصائب آل رسولؐ سے چشم پوشی اور انکار کرتے ہین اور ہمہ تن ان کے چھپانے مین ساعی اور کوشان رہتے ہین۔ اور یہ سب اہتمام محض اصحاب کی خاطر کئے جاتے ہین تاکہ انکا پردہ فاش نہو۔ کیونکہ ان حالات اور تذکرات کے ذکر و اذکار سے سقیفہ بنی ساعدہ کے کارنامون پر روشنی پڑتی ہے اور ان کا اثر فضیلت صحابہ اور خلافت اولے پر پڑتا ہے۔ اور یہ ہم نہین کہتے بلکہ یہ قول بھی خود تمھارے ہی علما و فضلا عظام کا ہے۔ جیسا کہ علامۂ سعد الدین تفتازانی

قول علامہ تفتازانی کہ یزید کا برا کہنے سے اسلئے منع کرتے ہین کہ اُسکے اور پر والون تک لعن کا سلسلہ قائم ہوتا ہے

شرح مقاصد مین صاف صاف تحریر فرماتے ہین کہ:-

"آل رسولؐ پر جو ظلم و ستم ہوئے ہین وہ طشت از بام ہین جو کسیکے چھپانے سے چھپ سکتے اور جن علمار نے اہلبیت رسولؐ کے حالات اور واقعات کربلا بیان کرنے اور یزید کو بُرا کہنے کی ممانعت کی ہے۔ اس کا قوی سبب یہ ہے کہ یزید پر لعنت کرنے مین قوی اندیشہ اور خوف اس امر کا ہے کہ اسکے اوپر والون پر لعن کرنیکا سلسلہ قائم ہوجائے گا۔ جیسا کہ رافضیون مین رائج ہے"

علامۂ موصوف کے کلام کی نقل یہ ہے:-

ان ما وقع بین الصحابۃ من المحاربات والمشاجرات علی الوجہ المسطور فی کتب التواریخ والمذکور علی السنۃ الثقات یدل بظاہرہ علی ان بعضہم قد حاد عن طریق الحق وبلغ حد الظلم والفسق وکان الباعث لہ الحقد والعناد والحسد واللداد وطلب الملک والریاسۃ والمیل الی اللذات والشہوات اذ لیس کل صحابی معصوما ولا کل من لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالخیر موسوما الا ان العلماء لحسن ظنہم باصحاب رسول اللہ قد ذکروا لھا محامل وتاویلات بھا تلیق وذھبوا الی انہم محفوظون عما یوجب التضلیل والتفسیق وصونا لعقائد المسلمین عن الزیغ والضلالۃ فی حق کبار الصحابۃ سیما المہاجرین منہم والانصار والمبشرین

جو نزاعات اور مشاجرات مابین صحابہ واقع ہوے اور جو زبان زد خلائق ہین نیز کتب تواریخ مین مندرج ہین اُن کا سبب بجز عناد و حسد و بغض اور طلب ریاست و خواہشات لذات نفسانی کے اور کچھ نہین ہے۔ کیونکہ نہ کل اصحاب معصوم تھے نہ ضرور ہے کہ جو پیغمبر خدا صلعم کی صحبت مین رہا ہو وہ خیر پر بھی ہو۔ علمار نے بہ سبب اس حسن ظن کے جو اُن کو صحابہ کے ساتھ ہے۔ اُن مشاجرات اور نزاعات کی تاویل کی ہے اور دوسری باتون پر اُن کو محمول کر دیا ہے اور یہ اُنھون نے اس وجہ سے کیا ہے کہ لوگون کے عقیدے اصحاب خصوصاً مہاجرین و انصار و مبشرین بالثواب کے بارہ مین فاسد نہ ہوجائین۔ رہا یہ امر

بالثواب فی دار القرار وما جری بعدھم من الظلم علی اھلبیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فمن الظھور بحیث لا مجال للاخفاء ومن الشناعۃ بحیث لا اشتباہ علی الاراء اذ تکاد تشھد بہ الجماد والعجماء ویبکی لہ من فی الارض والسماء وتنھد منہ الجبال وتنشق الصخور ویبقی سوء عملہ علی کر الشھور ومر الدھور فلعنۃ اللہ علی من باشر او رضی او سعی ولعذاب الاخرۃ اشد وابقی فان قیل فمن علماء المذھب من لم یجوز اللعن علی یزید مع علمھم بانہ یستحق ما یربو علی ذلک ویزید قلنا تخامیا علی ان یرتقی الی الاعلی فالاعلی کما ھو شعار الروافض علی ما یروی فی ادعیتھم ویجری فی اندیتھم فرای المعتنون بامر الدین الجام العوام بالکلیۃ طریقا الی الاقصام فی الاعتقاد بحیث لا تزل الاقدام عن السواء ولا تضل الافھام بالاھواء والا فمن یخفی علیہ الجواز والاستحقاق وکیف لا یقع علیھا الاتفاق۔

کہ ان کے بعد اہلبیت رسالت مآب پر جو ظلم وستم
کیا گیا (بعدہٗ لفظ صرف بقارِ مذہب کی خاطر لایا گیا ہے۔
حالانکہ ظلم وستم کی ابتدا تو انھین سے ہوئی) ایسا طشت از
بام ہے کہ اسکا انخفا ناممکن ہے پس خدا کی لعنت ہو
اُس شخص پر جو اس امر کا مرتکب ہوا۔ یا جس نے اسکا
ارتکاب کیا یا جو اُس پر راضی ہوا یا جس نے اسمین
سعی کی۔ اور یہ امر کہ بعض علمار مذہب نے یزید بن معاویہ
پر لعنت کرنا جائز قرار نہین دیا۔ حالانکہ وہ جانتے
ہین کہ وہ لعنت سے بھی زیادہ کا مستحق ہے۔ اسکی
وجہ یہ ہے کہ اُسکے اعمال شنیعہ پر مطلع ہونے اور
اُسپر لعنت کرنے سے یہ اندیشہ وخوف ہے کہ
اُسکے اوپر والون پر لعنت کا سلسلہ قائم
ہوجائیگا۔ جیسا کہ رافضیون کی محفلون مین رائج
ہے پس بلحاظ دوراندیشی وپیش بندی علمار
نے یزید پر لعنت کرنے سے منع کیا ہے تاکہ یہ
سلسلہ اوپر والون کی طرف رہبری نہ کرے۔
ورنہ یہ امر پوشیدہ نہین ہے کہ باتفاق یزید پر
لعنت کرنا درست اور وہ اسکا مستحق ہے۔ پھر
کس لئے اسپر اتفاق نہ کیا جائے۔

قول امام غزالی

ابن حجر مکی صواعق مین لکھتے ہین :-

قال الغزالی وغیرہ یحرم	امام غزالی وغیرہ کا بیان ہے کہ واعظ پر فرزندان
علی الواعظ روایۃ مقتل الحسن ع	رسولؐ یعنے حسنؑ کے قتل کا حال اور اصحاب کی
والحسین ع وحکایاتہ وما جری بین	باہمی عداوت و دشمنی کے حالات بیان کرنا۔
الصحابۃ والتشاجر والتخاصم فانہ	حرام ہے۔ کیونکہ اس سے اصحاب کے حقیقی حالات
یھیج علی بغض الصحابۃ والطعن	معلوم ہوتے ہین اور اس سے لوگون کو اصحاب پر طعنہ زنی
فیھم	اور انسے بغض رکھنے کا موقع ملتا ہے۔

بھائیو ! یہ باتین غصب حقوق و ایذا رسانی اہلبیت رسول مختار صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہین جو خود محدثین، محققین و متکلمین و مفسرین و ائمہ اہل سنت صغار و کبار کی زبان و قلم سے پایۂ ثبوت کو پہونچ چکی ہین ان کو جھٹلانا آفتاب پر خاک ڈالنا ہے۔ اور اپنے ہی ہادیان مذہب و ملت بلکہ خدا و رسولؐ کی تکذیب کرنی ہے و نعوذ باللہ قولہ عز و جل

فمن اظلم ممن کذب علی اللہ	پس اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو خدا کے
وکذب بالصدق اذ جاءہ	برخلاف جھوٹ بولے۔ اور سچ کو جب اسکے پاس
(پ ۲۴۔ ع ۳)	آئے جھٹلائے۔

شاہ صاحب نواب محسن الملک اور جناب شبلی صاحب ہی کے اقوال سے بطلان مذہب اہل سنت ثابت ہے

غرض جبکہ اہلسنت کے مذہب کی حقیت اور بطلان کا دارومدار اصحاب ممدوحین کی بھلائی اور برائی پر ہے تو جو کچھ ان کے حالات و واقعات اسناد کے ساتھ اس جلد مین لکھے گئے ہین۔ ان کو چشم انصاف سے ملاحظہ کرین کہ خود انھین کے علما و اصحاب کبار کے حالات جو منافی ایمان و اسلام ہین کس شد و مد اور توضیح و تصریح سے قلمبند کر گئے ہین اور ان کی حرمت و فضیلت اور ایمان و اعتقاد پر کیسے کیسے گل کھلا گئے ہین۔ اگر قطع نظر اقوال دیگر علما صرف اپنے ہی پیر و مرشد زبدۃ العارفین

خاتم المحدثین جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کے اِس ارشاد

" مذہبی کہ مخالف این دو عظیم القدر قرآن و اہلبیت، باشد عقیدۃً و عملاً باطل و نامعتبرست

و ہر کہ انکار این دو بزرگ نماید گمراہ و خارج از دین ست "

پر غور کرین تو حضرت پیر و مرشد ہی کے قول سے ان کے مذہب کا بطلان ثابت ہے اِس لئے کہ اسکا دارو مدار صرف اصحاب کی پیروی پر ہے جنکی اتباع کا حکم نہ خدا نے دیا نہ رسولؐ نے اور جب کہ اصحاب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کرکے آل رسول سے منحرف ہوگئے تو بدلیل

قولہٗ تعالیٰ

ومن یعص اللہ ورسولہ — جس شخص نے خدا اور اسکے رسولؐ کی نافرمانی

فقد ضل ضلالاً مبینًا — کی یقیناً کھلم کھلا گمراہی مین مبتلا ہو چکا۔

انکی پیروی عین خطا ہے ؎

خلافِ پیمبرؐ کسی رہ گزید — کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

علی ہذا نواب محسن الملک بھی صاف صاف ان الفاظ مین کہ

" جو باتین غصب حقوق اہلبیت کے متعلق امامیہ بیان کرتے ہین اگر وہ صحیح سمجھی جائین تو

اُنسے کل مہاجرین انصار اور اصحاب نبوی کا اِسلام و ایمان سے بے بہرہ ہونا لازم آتا ہے "

اصحاب عام و خاص کو اِسلام سے خارج کر گئے ہین۔ اور جن اصحاب کی جانب سے وہ باتین جو باعث ایذا و رنج و ملال اہلبیت رسالت ہوئین وقوع مین آئین وہ خود کتب معتبرہ اہل سنت سے ثابت ہین جن کو ہم بیان کر آئے ہین۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جس نے آل رسول کو ایذا دی۔ اُسنے رسول اللہؐ کو ایذا دی۔ جس نے رسول اللہؐ کو ایذا دی اُس نے خدا کو ایذا دی جس پر متعدد حدیثین شاہد ہین۔ ازانجملہ یہ ہین :۔

پہلی روی عن مجاھد قال خرج رسول — مجاہد کہتے ہین۔ جناب سرور عالم صلے اللہ

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخذا — علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہ کا ہاتھ پکڑے ہوے

بید فاطمۃ فقال من عرف ھذہ — گھر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا جو شخص اسکو

فقد عرفھا ومن لم یعرفھا فھی فاطمہ — پہچانتا ہو وہ تو پہچانتا ہو اور جو کوئی نہین پہچانتا وہ پہچان لے

بنت محمد وھی بضعۃ منی وھی قلبی — کہ یہ فاطمہ میری بیٹی اور میرے جگر کا ٹکڑا میرا

وھی روحی من اذاھا فقد اذانی و — دل اور میری روح ہے جس نے اس کو ایذا دی

من اذانی فقد اذی اللہ اخرجہ ابن عساکر — اُس نے مجھے ایذا دی۔ جس نے مجھے ایذا دی

(رابح المطالب ص ۲۴۵) — اُسنے خدا کو ایذا دی۔

دوسری عن علیؑ قال رسول اللہ صلی اللہ — جناب علی علیہ السلام فرماتے ہین کہ بہ تحقیق

علیہ وآلہ وسلم قال لفاطمۃ یا فاطمۃ — جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ فاطمہ

ان اللہ یغضب بغضبک ویرضی برضاک — علیہا السلام سے فرماتے تھے کہ بیشک اللہ تعالیٰ

اخرجہ ابو یعلی والطبرانی والحاکم — تیرے غضب کی وجہ سے غضب مین آتا ہے۔ اور

ابونعیم (ایضا) — تیری خوشی سے خوش ہوتا ہے۔

اور جناب رسول اللہ صلعم کے ایذا دینے والون کی نسبت ارشاد باری تعالیٰ یہ ہے۔

(۱) ان الذین یوذون اللہ ورسولہ — یعنی جسنے خدا اور اسکے رسول کو ایذا دی

لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لھم — اس پر دنیا اور آخرت مین پھٹکار ہے۔ اور

عذابا مھینا۔ — اُس کے لئے دردناک عذاب مہیا کر رکھا ہے۔

(۲) والذین یوذون اللہ ورسولہ لھم — اور جو لوگ اللہ کو اور اسکے رسول کو ایذا دیتے

عذابٌ الیمٌ — ہین۔ اُنکے لئے عذاب دردناک ہے۔

جو کچھ اصحاب کی نسبت جناب بھائی صاحب نے فیصلہ فرمایا ہے۔ یہی فیصلہ شمس العلماء شبلی نعمانی کا بھی ہے۔ یعنی

"اگر حضرت عمر ان باتون مین جو منصب رسالت سے تعلق رکھتے ہین دخل دیتے تو بزرگ

ماننا درکنار ہم ان کو اسلام کے دائرہ سے بھی باہر سمجھتے"

اور حضرت عمر کا امور رسالت مین دخل دینا بھی ہم حسب اقوال علماے کرام اہلسنت ثابت کرائے ہین۔ اور آیندہ بھی بہت کچھ ثبوت پیش کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ

اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اختلاف اور مخالفت و مزاحمت کرنیوالون کی نسبت اللہ کا ارشاد فرماتا ہے۔

ذلك بانهم شاقوا الله ورسوله — یہ اسلئے کہ انھون نے اللہ اور رسول کی

ومن يشاقق الله ان الله شديد — مخالفت کی اور جس نے اللہ کی مخالفت کی تو

العقاب ۔ س ۸ ع ۱۰ — اللہ بھی سخت عذاب دینے والا ہے

(۲) الم يعلموا انه من يحادد الله ۔ — کیا انھین معلوم نہین کہ جو لوگ اللہ

ورسوله فان له نار جهنم خالدا — اور اُسکے رسول کی مخالفت کرتے ہین ان کیلئے

فيها ذلك الخزي العظيم — جہنم کی آگ ہے جس مین وہ ہمیشہ رہینگے۔ اور یہ

پ ۱۰ ۔ س توبہ — بہت ہی بڑی رسوائی ہے۔

پس جبکہ اصحاب ممدوحین کا کچا چٹھا آپ پر کھل گیا اور جن علماء پر آپ کو ناز ہے۔ جن کی تصنیفات تالیفات کو آپ اپنے دین و مذہب کا ستون سمجھتے ہین وہی اصحاب کے متعلق یہ قول فیصل کر گئے ہین۔ اور ایسے ایسے فتوے دے گئے کہ جن سے کوئی مسلمان انکار ہی نہین کر سکتا۔ تو اُن کے اقوال پر عمل کرو اور ایسی جلی شہادتون کے بعد اپنے اُن علماء کی ہدایت کو ضلالت سمجھو

جو خدا اور رسولؐ کے احکام کو پس پشت ڈال کر تم کو یہ نصیحت کرتے ہیں کہ :-

" روش المبنت واجماعت آنست کہ صحابہ رجز بخیر یاد نہ کنند وانچہ از ایشان در مشاجرات و محاربات

وتقصیر در حقوق اہلبیت نبویؐ در رعایت ادب ایشان نقل کنند بعد از تسلیم صحت آن اخبار را زان اغماض کنند

وتغافل ورزند وگفتہ ناگفتہ وشنیدہ ناشنیدہ انگارند

ہدایت و نصیحت

اگر خدا و رسول پر ایمان رکھتے ہو تو حق و باطل کھل جانے کے بعد ایسی نصیحتوں پر عمل کر کے اپنے آپ کو آیۂ کریمہ -

(۱) اتخذوا احبارھم ورھبانھم — انھوں نے اپنے پیرون اور درویشون کو

اربابا من دون اللہ — اپنا رب بنالیا۔

کا مصداق نہ ٹھہراؤ۔ آخر کار ایک دن خدا کے سامنے جانا اور حساب دینا ضرور ہے قولہ تعالےٰ

(۲) واتقوا اللہ واعلموا انکم الیہ — اور ڈرو اللہ سے اور یقین جانو کہ تم اسکی

تحشرون — طرف اٹھائے جاؤ گے "

وہان پیری و مریدی کے یہ راز و نیاز کچھ کام نہ آئینگے بلکہ اُسدن مرید اپنے پیرون سے اور پیر اپنے مریدون سے بیزاری کرینگے۔ قولہ تعالےٰ

اذ تبرأ الذین اتبعوا من — کیا وہ شدید وقت ہوگا جب پیشوا لوگ اپنے

الذین اتبعوا ورأوا العذاب وتقطعت — پیرون سے پیچھا چھڑائین گے۔ اور اپنی آنکھون

بھم الاسباب — (پ ۲ سورۂ بقر ع ۱۲) سے عذاب دیکھین گے۔ اور اُن کے باہمی تعلقات

منقطع ہوجائین گے

اور مرید اپنے پیرون کی نسبت یہ کہینگے :-

وقال الذین اتبعوا لو ان لنا — اور کہینگے اے پروردگار ہمارے یقیناً ہم نے

وکبراءنا فاضلونا السّبیلا ہ — اپنے سرداروں اور اپنے بڑے بڑوں کی اطاعت

(پ ۲۲ س احزاب ع ۸) — کی پر اُنھوں نے ہم کو راہ راست سے بھٹکایا

اگر چاہتے ہو کہ آپکا بیڑا پار ہو تو اِس حدیث پر

مثل اھلبیتی کمثل سفینۃ نوح من رکب فیھا نجی ومن تخلف عنھا غرق وھوی — میرے اہلبیت کی مثال مثل کشتی نوحؑ کے ہے جو اُسپر سوار ہوا اُسنے نجات پائی اور جس نے اس سے کنارہ کیا غرق اور ہلاک ہوا۔

عمل کر کے اِس جماعت سے جسکی بدولت جہاز آل رسولؐ واولاد بتولؑ غرق ہوا جس سے آئینہ ایمان و اِسلام کو زنگ لگا۔ الگ ہو جاؤ اور زمرۂ مومنین مین جسکو خدائے پاک نے اپنے فضل و کرم سے اولئک ھم المھتدون فرمایا ہے ملجاؤ ؎

بیا بہ میکدہ وچہرہ ارغوانی کن — مرو بصومعہ کانجا سیاہ کارانند

آخر ؎

نہ بدلوگے یہ چال اور ڈھال کب تک — رہوگے یونہین فارغ البال کب تک
رہے گی نئی پود پامال کب تک — نہ چھوڑوگے یہ بھیڑ یا چال کب تک

بس اگلے فسانے فراموش کردو
تعصب کے شعلے کو خاموش کردو

آل رسولؐ کو اپنا ہادی و امام نہ سمجھنے اور اُن سے متمسک ہونے کا تاسف اور غم آپکو اُس وقت ہوگا جس وقت آپ پر یہ حالت طاری ہوگی

کلا اذا بلغت التراقی — "جب کہ جان ہنسلی تک پہونچے گی"۔

وقیل من راق — "اور کہا جائے گا کہ کون افسون کرنے والا ہے"

وظن انہ الفراق — "آدمی سمجھے گا کہ اب جدائی ہوتی ہے"

والتفت الساق بالساق — "اور پنڈلی پر پنڈلی لپٹی ہوگی"

الی ربك یومئذ المساق — "تیرے پروردگار کی طرف کھنچکر جانا ہوگا"

فلا صدق ولا صلّٰی — "نہ تو نماز پڑھی نہ تصدیق کی"

ولکن کذب وتولّٰی — "بلکہ جھٹلایا اور مُنھ موڑا"

ثم ذھب الی اھلہ یتمطی — "پھر اپنے لوگون کی طرف اینٹھتا ہوا گیا"

اولیٰ لك فاولیٰ ثم اولیٰ لك فاولیٰ — "ویل ہے تیرے لئے، پھر ویل ہے تیرے لئے"

اُسوقت اِس خوابِ غفلت سے ہوشیار ہوگے۔ اور حسرت سے کہوگے کاش خدا پھر ہم کو دنیا مین لوٹادے تاکہ ہم حسب حدیث رسولؐ قرآن اور آل رسولؐ سے متمسک ہوکر زمرۂ مومنین مین شریک ہوجائین۔ جیسا کہ خداوند متعال تم کو آگاہ فرماتا ہے:-

وانیبوا الیٰ ربکم واسلموا لہ — اور اپنے پروردگار کی طرف رجوع ہوجاؤ

من قبل ان یاتیکم العذاب ثُمَّ — اور اسکی فرمانبرداری کرو مگر اس سے پہلے کہ تمپر

لا تنصرون ۝ واتبعوا احسن ما انزل — عضب نازل ہو۔ پھر تم کو کسی طرف سے مدد نہ پہونچ سکے

الیکم من ربکم من قبل ان یاتیکم — تمہارے پروردگار کی طرف سے جو اچھی باتین نصیحت کی

العذاب بغتۃ وانتم لا تشعرون ۝ — تمپر نازل ہوئی ہون اُنپر چلو قبل اسکے کہ یکایک تم پر

ان تقول نفس یحسرتی علی ما فرطت — عذاب نازل ہو جبکہ تم کو اسکے آنے کی خبر بھی نہ ہو

فی جنب اللہ وان کنت لمن الساخرین — کہین ایسا نہو کہ آخرکار تم مین سے کوئی کہنے لگے کہ افسوس

او تقول لو ان اللہ ھدانی لکنت — میری اس کوتاہی پر جو مین نے بھی پاس خدا رکھنے مین کی

من المتقین ۝ او تقول حین تری — اور مین تو ان باتو نپر ہنستا ہی رہا۔ یا کوئی عذاب کو آتا دیکھکر کہنے لگے

العذاب لوان لی کرۃ فاکون من المحسنین ۰ کہ اگر کاش مجھ کو دنیا مین پھر لوٹ کر جانا نصیب ہو

بلی قد جاءتک اٰیاتی وکذبت بھا تو مین بھی نیک بنکر نیکون کے زمرے مین رہون

واستکبرت وکنت من الکافرین ۰ اُسوقت خدا اُس سے فرمائے گا۔ ہان ہمارے احکام

(پ ۲۴۔ سر الزمر ع ۶) مجھکو پہونچے اور تو نے جھٹلایا اور اکڑ بیٹھا، اور

کافرونمین سے ایک تو بھی ہوگیا"

پس لازم ہے کہ اس سفر سے پہلے حسب ارشاد باری تعالیٰ۔

یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو۔

وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی اور اُس کے حضور مین وسیلہ بہم پہونچاؤ اور اسکی

سبیلہ لعلکم تفلحون (پ ۶ مائدہ ع ۱۴) راہ مین جہاد کرو تاکہ فلاح پاؤ"

ایسا وسیلہ پکڑو جسکے ساتھ حق ہو۔ اور وہ حق کے ساتھ ہو۔ جو نہ قرآن سے جدا ہو۔ اور نہ جس سے قرآن جدا ہو۔ وہ وسیلہ حبل المتین نفس رسول رب العالمین خاتم الوصیین۔ امام المتقین۔ قائد الغر المحجلین سید العارفین امام البررہ۔ قاتل الکفرہ مظہر العجائب الغرائب علی بن ابی طالب علیہ السلام ہین جنکی شان مین رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

انا مدینۃ العلم وعلی بابھا

؎ کہا رسول نے بازو پکڑ کے حیدر کا مدینہ علم کا تو مین ہون اور باب یہ ہے

جسے پہونچنا ہو مجھ تک وہ راہ اِس سے رکھے خطا کے اور ہین رستے رہِ صواب یہ ہے

اسی وسیلہ سے تمھاری ڈوبتی ہوئی کشتی پار لگے گی۔ اور تم کو بروز حساب حسب آیہ شریفہ

ولاخوف علیھم ولاھم یحزنون "نہ کسی طرح کا ڈر ہوگا۔ اور نہ کچھ غم وملال"

کچھ غم نہ ہوگا

نیست پرسش نیست خوف روزِ حشر　　چون تو ہستی از برائے عاصیان فریاد رس

اگر یہ وسیلہ چھوڑ دیا تو بروز حشر دست تاسف ملوگے اور بحسرت و ندامت یہ کہوگے

یالیتنی اتخذت مع الرسول　　کاش رسول اللہ کے ساتھ مین بھی دین کا

سبیلا یا ویلتی لم اتخذ فلانا　　"سیدھا راستہ پکڑتا۔ ہاے افسوس کاش فلان شخص کو

خلیلا ۵ پ ۱۹ س الفرقان ع ۱۲　　اپنا دوست نہ بناتا"

آگاہ ہو کہ وہان یہ سوال وجواب بھی ہون گے

کلما القی فیھا فوج سألھم　　جب ایک فوج جہنم مین ڈالی جائے گی نگہبان

خزنتھا الم یاتکم نذیر قالوا　　اُن سے پوچھین گے کہ آیا تمھارے پاس کوئی ڈرانے

قد جاءنا نذیر فکذبنا وقلنا　　والا نہین آیا تھا۔ وہ کہین گے کہ ہان ہمارے پاس

ما نزل اللہ من شیء ان انتم الا فی　　آیا تو تھا ضرور مگر ہم نے اسکو جھٹلا دیا اور کہدیا تھا کہ

ضلال کبیر　　اللہ نے کوئی چیز نہین اُتاری ہے تم خود ہی بڑی

(پارہ ۲۹۔ سورۃ الملک)　　گمراہی مین ہو۔

من انچہ شرط بلاغ است با تو میگویم　　تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

قولہ تعالے

قد جاءکم بصائر　　بتحقیق تمھارے پروردگار کی طرف سے دلیلین

من ربکم فمن ابصر فلنفسہ　　آچکی ہین پس جس نے (انھین) دیکھا اُسکا فائدہ

ومن عمی فعلیھا وما انا علیکم　　اُسی کے لئے ہے اور جو (اُن سے) اندھا ہوا اسکا

بحفیظ ۰　　ضرر اُسی پر ہے اور مین تم پر نگہبان نہین

(پ ۷۔ سورۃ الانعام۔ ع ۱۵)

الحمد للہ علی احسانہ کہ اسکی توفیق و تائید سے آیات محکمات کی پہلی جلد ختم ہوئی

اگرچہ یہ جلد آیات بینات کے صرف نو صفحون کے جواب مین ہے۔ مگر مضامین مندرجہ کے ملاحظہ سے

معزز ناظرین پر روشن ہوگا کہ مین نے صرف آیات بینات ہی کے جواب پر قناعت نہین کی ہے

بلکہ ضمناً ان تاریخی واقعات اور حالات پر بھی نظر ڈالی ہے جن سے ناواقف لوگون کو آگاہ کرنا

ضرور تھا۔ یعنے اللہ جل شانہ کی جو غرض بعثت سب الانبیا خاتم الانبیا علیہ التحیۃ والثنا سے

تھی کہ لوگ شرک کفر کی تاریکی سے نکالے جاکر ایمان و اسلام کی روشنی مین لائے جائین۔ اور جو

کتاب خدا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیگئی ہے اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا ہے

اسپر اور روز آخرت پر صدق دل سے ایمان لائین کما قال اللہ عز وجل

(۱) الرٰ کتاب انزلناہ	اے رسول یہ کتاب ہم نے تمھارے پاس
الیک لتخرج الناس من الظلمات	اس غرض سے اتاری ہے کہ خدا کے حکم کے بموجب
الی النور باذن ربھم الی صراط	لوگون کو (کفر کی) تاریکی سے (ایمان کی) روشنی
العزیز الحمید	کی طرف نکال لاؤ (یعنی) اس زبردست لائق تعریف
(پ ۱۳ - س ابراھیم)	خدا کے راستے کیطرف لوگون کو نصیحت اور ہدایت کیجائے
(۲) ھوالذی بعث فی الامیین	وہی تو ہے جسنے جاہلون مین ان ہی مین کا
رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتہ و	ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتین
یزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ	پڑھتا ہو اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور
وان کانوا من قبل لفی ضلال	عقل کی باتین سکھاتا ہے اگرچہ اس سے پہلے یہ
مبین ۰	لوگ صریحی گمراہی مین پڑے ہوے تھے۔

یہ غرض اسکی باحسن الوجوہ آپ کی ہدایت و نصیحت سے حاصل ہوگئی کہ دنیا ایمان و اسلام

کے نور سے روشن و منور ہوگئی۔ مگر افسوس ہے کہ کتب تواریخ وغیرہ کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آنکھ بند ہوتے ہی اصحاب نے احکام خدا و رسول کے خلاف ورزی کرکے اپنی حرص و ہوا کو ایسا دخل دیا کہ جس سے ایک دین اسلام کے تہتر ۷۳ ٹکڑے ہوگئے۔ جن مین صرف ایک ہی فرقہ ناجی ہے باقی ناری۔

لہذا اِس امر کے تحقیق کرنے کی ضرورت ہوئی کہ اس تنزل کے اسباب کیا ہین اور کون لوگ اس تفرقہ اندازی اور خرابی کے باعث ہوے۔ نیز یہ اہم مسئلہ بھی قابل غور تھا کہ آیا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد کسی جانشین کی جو حافظ شریعت ہو ضرورت تھی۔ اگر تھی تو وہ جانشین منصوص من اللہ ہونا چاہیئے تھا یا اجماع امت سے کیا خود جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے حین حیات مین کسی کو اپنا جانشین کر گئے تھے۔ اگر کر گئے تھے تو کیا کل اُمت نے اِس کی اطاعت و متابعت کی۔ ہر چند کہ بعد رسول مقبول صلعم تا وقت زوال سلطنت مغلیہ عنان خلافت و حکومت خود مسلمانون ہی کے ہاتھ مین رہی۔ مگر تمام خلفاء و سلاطین بالخصوص آل رسولؐ و اولاد بتولؑ ہی کے دشمن کیون رہے جسکا اثر اب تک باقی ہے ؎

ستایا سب کو بنا ڈالی غدر کی افسوس ستمگرون نے نہ کچھ ان کی قدر کی افسوس

اور دشمنی و عداوت بھی وہ کہ جسکی نظیر دنیا مین نہین مل سکتی ؎

رسولؐ و فاطمہؑ زہرا کا گھر تباہ کیا نہ پاس حرمت پیغمبر آلہ کیا

خدا کا خوف نہ سنگین دلون نے آہ کیا شہید گیارہ امامون کو بیگناہ کیا

نبیؐ کے باغ کا ایک ایک ہرا شجر کاٹا

کسی کو زہر سے مارا کسی کا سر کاٹا

علاوہ برین دیگر واقعات و حالات مثل خلافت سقیفہ و آتلاف حقوق اہلبیت نبوی مثل

ضبطی فدک وخمس ومیراث وجنگ جمل ونہروان اور واقعات کربلا وغیرہ معرکۃ الآرا مسائل ایسے ہین جنپر روشنی ڈالنے کی سخت ضرورت تھی۔ چنانچہ ان امور مین سے کچھ تو اِس جلد مین مذکور ہوئے ہین باقی دیگر مجلدات مین لکھے جائین گے انشاء اللہ تعالیٰ

اگرچہ اِس جلد مین جو حالات اور واقعات از روئے کتب اہل سنت درج کئے گئے ہین وہ اجمالاً لکھے گئے ہین تاہم ان سے بھی مذہب المہنت وجماعت کا بجاے قرآن وحدیث اصحاب کے اقوال پر قائم ہونا۔ اصحاب کا امور شریعت مین اپنے قیاس پر عمل کرنا۔ احکام رسالت سے عدول کرنا۔ امور رسالت ونبوت مین حجت وتکرار کرنا۔ وصی رسولؐ وبضعۂ رسولؐ کو ایذا دینا حقوق اہلبیت نبویؐ ساقط کرنا۔ ان خاصان خدا کی توہین کرنا۔ اُن کو تباہ وتاراج کرنیکے اسباب فراہم کرنا۔

یہ سب باتین خود انھین کی کتابون سے اور انھین کے علماء کرام وفضلاے عظام کے اقوال سے بدلائل ساطعہ وبراہین قاطعہ بخوبی ثابت ہوچکی ہین پس جو چشم بینا اور گوش شنوا رکھتا ہے اور جس کے دل مین ایمان کا درد ہے اُس سے تو یہ توقع ہوسکتی ہے کہ حالات اور واقعات مندرجہ پر غور کرکے اپنے ایمان اور اعتقاد کی اصلاح کرے گا۔ کما قال اللہ عزّ وجل

فذکران نفعت الذکری سیذکر من یخشیٰ — "جہانتک سمجھانا مفید ہو سمجھاتے رہو۔ جو ڈرتا ہے وہ جلد سمجھ جائے گا"

البتہ جو آیۂ کریمہ :-

کلا بل ران علیٰ قلوبھم ما کانوا یکسبون — نہین بلکہ اُن کے کرتوتون نے اُنکے دلون مین زنگ لگا دیا ہے

کے مصداق ہین۔ اور اپنی حرص وہوا کے پیچھے نہ خداے پاک کی شہادتون کو مانتے ہین۔ نہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثون کو سنتے ہین۔ نہ اپنے ہی ائمہ کرام وعلماء عظام کے اقوال کو دیکھتے ہین۔ اور نہ اُن پچھلی اُمتون ہی کے حالات سے جنکے جو خدا اور انبیاء مرسلین سے سرکشی

اور نافرمانی کرکے عذاب شدید مین مبتلا ہوے کچھ عبرت حاصل کرتے ہین اور اصحاب کی مودت و محبت مین آیہ کریمہ

وما یاتیھم من ذکر من الرحمن محدث الا — اُنکے پاس خدا کی طرف سے کوئی تازہ نصیحت ایسی نہین

کانوا عنہ معرضین فقد کذبوا فسیاتیھم — آئی کہ اُس سے روگردان نہوتے ہون اُنھون نے یقینا

انبؤا ما کانوا بہ یستھزؤن ۰ — جھٹلایا تو عنقریب جس چیز کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے

(پ ۱۹ س الشعراء ع ۱۷) — اسکی خبرین اُنکے پاس آجائین گی۔

کو پس پشت ڈالتے ہین ان کی توجہ خدا و رسولؐ کے احکام کی طرف مبذول کرانا مقصود ہے ؎

حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن است و بس — در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

اگرچہ جو حالات اور واقعات اِس جلد مین لکھے ہین اور جو دلائل اُنکے متعلق پیش کئے ہین وہ ایک طالب حق کیلئے بہت کافی ہین تاہم ابھی ہم کو بہت کچھ لکھنا اور پیش کرنا ہے چونکہ حضرت شاہ صاحب نے بعض آیات پاک سے مثل "محمد رسول اللہ والذین معہ الخ کنتم خیر امۃ" "فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم" "والسابقون الاولون" "لقد رضی اللہ عن المومنین" و دیگر آیات سے اصحاب ممدوحین کے فضائل کا استدلال کیا ہے۔ اور اُن آیتون کو انھین کی شان مین بتایا ہے۔

اور جناب بھائی صاحب نے بھی برادران اہل سنت کو خوش کرنے کے لئے بلا تحقیق اس امر کے کہ اُن آیات پاک کا منطوق اِن حضرات کے حالات کے لحاظ سے اُنپر صادق آتا ہے یا نہین اور جناب شاہ صاحب کے رنگ مین مل گئے ہین۔ لہذا اُن کی رد بہ تائید ایزدی حسب اقوال محدثین کرام و مفسرین عظام اہل سنت آیات محکمات کی جلد ثانی مین کی گئی ہے۔ نیز علماے اہلسنت نے اِن آیتون کو اصحاب ممدوحین کے حق مین منطبق کرنے مین جو کچھ تحریفات معنوی اور توجیہات تلبیسات کئے ہین اُن کا بھی انکشاف اِس طور سے ہوا ہے کہ ناظرین حق پسند بیساختہ

قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا "کہو حق آگیا اور باطل نیست و نابود ہوگیا بیشک باطل مٹنے والا ہی ہے"

کہنے لگین۔ یہ دوسری جلد جس مین یہ معرکۃ الآرا مباحث مذکور ہین قابل ملاحظہ ہوگی انشاء اللہ المستعان

ہر چند کہ اس جلد اور دیگر مجلدات کی تالیف مین سالہا سال کی بفحوائے ؎

سختی سہی کہ دم یہ بنی اسکے عشق مین　　کرتا رہا ہون کوہکنی اسکے عشق مین

جانفشانی اور جانکاہی کر رہا ہون مگر الحمد للہ ع

"شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم"

اور یہ محض تائید غیبی ہے کہ مجھ ہیچمدان کی زبان و قلم سے یہ سترگ و اہم کام انجام کو پہونچا ورنہ :-

"من آنم کہ من دانم"

متوقع ہون کہ بفحوائے

انظر الی ما قال و لا تنظر الی من قال　　یہ دیکھو کہ کیا کہا ہے۔ اسکو نہ دیکھو کہ کسنے کہا ہے۔

بنظر تعمق ملاحظہ فرمائین۔

حق سبحانہ تبارک و تعالیٰ معزز ناظرین و سامعین کو عمل کی اور مجھے باقی مجلدات کے طبع اور اشاعت کی جنکے مسودہ تیار ہین توفیق عطا فرمائے۔

حسبی اللہ و نعم الوکیل نعم المولیٰ و نعم النصیر

"خدا ہمارے لئے کافی اور اچھا کارساز اور اچھا مالک اور اچھا مددگار ہے"

تمت بالخیر

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنہ کہ اس زمان میمنت اقتران مین وہ دربے بہا جسکے ضو کی طرف مدت سے آنکھین مشتاق تھین،
صدف خمول و بحر کمون سے باہر آکر کحل البصر اولی الابصار ہوا اور وہ آفتاب جہان تاب جسکے غروب سے قلوب اہل دل مضطر و بے تاب
تھے اُفق ظہور پر جلوہ گر ہوا اور وہ ماہ شب چہاردہ جسکے نظارہ کا ولولہ ناظرین کو ہمہ تن تصویر کئے ہوے تھا رونق بخش
اہل انظار ہوا اور وہ آب حیات جو متعطشان حیات جاودانی کو جان بلب کئے ہوے تھا دستیاب ہوا یعنی کتاب مستطاب
ایات محکمات بجواب آیات بینات چھپکر شایع ہوئی ہر چند آیات بینات کا جواب ہو چکا تھا اور چھپ بھی چکا تھا،
لیکن اس جواب کا اشتیاق اسوجہ سے زیادہ تھا کہ جس گھر سے آیات بینات شایع ہوئی تھی اُسی گھر سے جواب بلکہ جس شجر کی ایک شاخ سے
آیات بینات نکلی اسی شجر کے دوسری شاخ سے آیات محکمات پیدا ہوئی یعنی جناب جامع الفضائل والفواضل عمدۃ الاجلۃ
والاماثل ذو المجد الراسخ والفضل العلی الشامخ جناب مولوی سید امیر حسن صاحب زاد مجدہم المتراحب نے نہایت جانفشانی
اور کوشش بلیغ سے جواب اپنے بڑے بھائی کی کتاب کا تحریر فرمایا اور ایک عرصہ دراز سے چھاپنے کا قصد تھا لیکن
عوائق زمانہ سے اور کل امر مرھون بوقتہ کے اثر قوی سے آجتک ملتوی رہا لیکن اس زمانے مین بحمد اللہ جناب مصنف
نے بصرف زر کثیر کمال اہتمام سے خوشخط و تصحیح کامل کراکے شایع کیا ہر چند فی الحال صرف ایک جلد تیار ہو سکی ہے
جو ناظرین کی خدمات مین پیش ہے باقی مجلدات آیندہ انشاء اللہ ہدیۂ ناظرین ہونگے. اس کتاب کی خوبی قسمت یہ ہے
کہ اسکے بعض مقامات کو بحسب فرمائش مصنف جناب ناصر الملۃ دام ظلہم العالی نے ملاحظہ فرمایا اور پسند کیا. مومنین کو
چاہیئے کہ اس جلد کو براہ قدردانی بعجلت تمام خرید فرمائین تاکہ مصنف دام ظلہم کی ہمت بڑھے اور جو قیمت مومنین
سے وصول ہو وہی وسیلہ باقی مجلدات کی اشاعت کا قرار پائے اور کتاب پوری تمام ہو جائے ٭

والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی سیدنا ابی القاسم محمد وآلہ الطیبین الطاہرین

الراقم الاثم الاحقر شیخ جعفر حسین عفی عنہ

قطعه تاریخ نخبة البلغاء العظام و اسوة الادباء الفخام شاق غایات الادب
و مالک ازمة لسان العرب جناب سید حامد حسین صاحب ادیب دام فضلهم العالی
مصحح کتاب ہذا

اے مولوی امیر حسن صاحب یقین — وے دودہ خزانۂ عزت بسے ثمین
ذوالمجد والمفاخر والزہد والتقی — داری نشان سجدۂ خلاق بر جبین
بنوشتہ کتاب بعلم کلام نغز — ہر سطر حرف وے بحلاوت چو انگبین
تاریخ طبع کرد بہجری رقم براو — شد کہ بصحت و طبعش ترا معین

اے آسمانِ عزت و جلالت بکن نگاہ
آیات محکمات نماید چو مہر دین

سنہ ۱۳۴۴ھ

Presented by: Rana Jabir Abbas
jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas